فہرست مضامین

پاکبازی اور نیک چلنی

میاں بیوی کے لئے چند ہدایتیں

دوسرا باب

ازدواجی تعلق کا منشا

ازدواجی گلشن کی پہلی بہار

تیسرا باب

گلشن ہستی کے نونہال

ازدواجی گلشن کی بار آوری

زوجین کی محبت کا پھل

شکم مادر میں بچہ کی تربیت

چوتھا باب

بچوں کی تربیت اور نگہداشت

دیباچہ

شادی ایک ایسا فطری جذبہ ہے جسے کسی طرح بھی نہیں دبایا جا سکتا چنانچہ ہر وہ شخص جس کو خدا نے صحت کی دولت عطا کی ہے۔ جوں ہی جوانی کی منزل میں قدم رکھتا ہے اس کا دل کسی ہمدم اور حلیف کا متلاشی بن جاتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کے پہلو میں ایک خوب صورت شریکِ حیات ہو وہ اس کے ساتھ زندگی کا صحیح کیف اور لطف حاصل کرے اور اس کی موجودگی سے اپنی زندگی کو مکمل بنا سکے۔

جو لوگ شادی کی افادیت کے قائل ہیں ان کا تو ذکر ہی کیا ہے لیکن ہماری نظر میں ایسے شادی کے مخالفین بھی ہیں جو شادی کو "معاشرتی غلامی" قرار دیتے ہوئے زمانہ دراز تک شادی اور ازدواجی رشتہ کے خلاف تقریریں کرتے رہے ہیں۔ مگر ایک وقت آیا کہ ان کو بھی اس مقدس رشتہ کے سامنے گردن جھکانی پڑی اور وہ کسی طرح بھی اپنے آپ کو عورت کے طلسم سے بچانے میں کامیاب نہ ہو سکے حقیقت یہ ہے کہ شادی ہماری معاشرت کا اس قدر اہم جزو ہے جسے کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

قدیم رُوما میں اُن عورتوں اور مردوں کو بے حد مقدس اور قابلِ احترام خیال کیا جاتا تھا جو شادی اور ازدواجی تعلق سے اپنے آپ کو پاک رکھتے تھے۔ ایسے مردوں اور عورتوں کی دیوتا اور دیویوں کی طرح عزت کی جاتی تھی۔ لیکن قدیم روما کا یہ مذہبی تجربہ دیا تو بدچلنی کا شکار ہو گیا یا مجرّد رہنماؤں نے فرضی تقدس اور پارسائی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے شادیاں کر لیں۔ صرف اس لئے چونکہ بنی نوعِ انسان کسی طرح بھی اِس فطری جذبہ کو کچل نہیں سکتا، اِس فطری جذبہ کے سامنے ہر شاہ و گدا کو یکساں طریقہ پر گردن جھکانی پڑتی ہے۔

شادی اور ازدواجی تعلق صرف ہماری معاشرتی زندگی ہی کے لئے ضروری نہیں بلکہ اس رشتہ پر قبیلوں کی قوموں کی ملکوں کی اور ساری دنیا کی بنیادیں رکھی ہوئی ہیں۔ ازدواجی رشتہ ہی وہ رشتہ ہے جو ہمارے نظامِ حیات کو منظم کرنے کے بعد ہم کو اور ہمارے ابنائے وطن کو اس قابل بناتا ہے کہ ہم گھریلو اور خانگی انتظام سے فارغ ہونے کے بعد اقتصادی، تمدنی اور ملکی جد وجہد میں حصہ لے سکیں۔ اسی مقدس رشتہ کے ذریعہ سے وہ نئی نسلیں پیدا ہوتی ہیں جن پر ہمارے ملک اور وطن کی فلاح و بہبود کا دار و مدار ہے اس کے علاوہ مذہبی اعتبار سے بھی اس رشتہ کو بہت بڑی تقدیس حاصل ہے دنیا کے تقریباً تمام مذاہب نے اس رشتہ کے قیام کو بہت بڑا مذہبی جزو قرار دیا ہے چنانچہ ہر قوم اور ملت میں جب شادی کی رسوم ادا کی جاتی ہیں تو وہ خالص مذہبی اصول کے ماتحت ادا ہوتی ہیں، گویا اس رشتہ کو دینی اور دنیاوی لحاظ سے سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے

ایک طرف تو اس مقدس رشتہ کی اہمیت کا یہ عالم ہے دوسری جانب اس مقدس اور اہم رشتہ سے لوگوں کی ناواقفیت کی یہ کیفیت ہے کہ بس وہ رواج کے مطابق شادی کر لیتے ہیں، الٹی سیدھی زندگی گذارتے ہوئے اچھے بُرے بچے بھی پیدا کر دیتے ہیں۔ اور زندگی کے دن پورے کرنے کے بعد دنیا سے چلے جاتے ہیں اور اپنے پیچھے جو نسلیں

چھوڑ جاتے ہیں ان کی صحت و تندرستی کا یہ عالم ہے کہ ہندوستان میں ہر سال لاکھوں بچے بطن مادر ہی سے اندھے گونگے بہرے اور اپاہج پیدا ہوتے ہیں اس کے علاوہ ہندوستان میں تین سال کی عمر کے اندر اندر پچاس فی صدی لقمۂ اجل بن جاتے ہیں جو موت سے بچ جاتے ہیں ان کی تندرستیوں کی یہ کیفیت ہے کہ جوانی کے عالم میں سو میں سے اسی کے چہرے زرد نظر آتے ہیں کئی لاکھ سالانہ دق کے شکار ہو جاتے ہیں اور کئی لاکھ دوسرے امراض میں مبتلا ہونے کے بعد عین عالم جوانی میں موت کے منھ میں چلے جاتے ہیں اب رہا عورتوں کا معاملہ ان کی اموات کا تو کوئی ٹھکانا ہی نہیں ہر سال لاکھوں عورتیں محض شوہروں کی بے اعتدالی اور زچگی کے امراض کی بنا پر پیوند خاک بن جاتی ہیں ۔

ہندوستان میں اس تباہی اور قتل عام کے اسباب پر اگر آپ غور کریں گے تو پتہ چلے گا کہ اس کے ذمہ دار وہ لیڈر ہیں جنھوں نے ازدواجی رشتہ کے مسئلے کو خلاف تہذیب قرار دینے کے بعد اس کی جانب سے آنکھیں بند کر لی ہیں اور اس ملکی تباہی کے ذمہ دار وہ اہل قلم ہیں جنھوں نے زن و شوہر کے تعلق کو شجر ممنوعہ سمجھتے ہوئے اس موضوع پر قلم نہ اٹھانے کی قسم کھا رکھی ہے اور اس طرح لیڈروں اور اہل قلم حضرات نے اس اہم ترین مسئلہ سے عوام کو ناواقف رکھ کر نہ صرف عوام کو بلکہ سارے ملک کو تباہی اور موت کے گڑھے میں ڈھکیل دیا ہے

ہماری ایمانداری کے ساتھ رائے ہے کہ اگر ہندوستان میں بچوں کی کثرت اموات اور نوجوان عورتوں اور مردوں کی بے اندازہ ہلاکت کے اسباب پر غور کیا جائے تو اس کی تہہ میں ہماری سب سے بڑی کمزوری یہی نکلے گی کہ ہم اس ازدواجی تعلق سے قطعی ناآشنا ہیں جس پر کہ ساری کائنات کی بنیادیں رکھی ہوئی ہیں چنانچہ اس ناواقفیت کی بناء پر ہم جوش جوانی میں اپنے آپ کو ہلاک

کر لیتے ہیں۔ اپنی بیویوں کو ہلاک کر ڈالتے ہیں اور اپنے بچوں کا یا تو پیدا ہونے سے قبل ہی گلا گھونٹ دیتے ہیں۔ یا ایسی نسلیں دنیا میں چھوڑ جاتے ہیں جن کا ہونا نہ ہونا برابر ہے ازدواجی تعلق سے ناواقفیت کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اس مسئلہ پر زبان اور قلم کو جنبش دینا اخلاقی جرم خیال کیا جاتا ہے یعنی اس بے جا شرم و حیا کی بدولت ملک تباہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر واقعی عورت اور مرد کا صنفی تعلق اور اس کا بیان بے حیائی یا اخلاقی گناہ ہے تو پھر قرآن حدیث وید انجیل زبور اور تمام بڑی بڑی مذہبی اور مقدس کتابیں، عورت و مرد کے اس تعلق کی تفصیل سے کیوں بھری پڑی ہیں چنانچہ ان مقدس کتب میں نہایت وضاحت کے ساتھ عورت و مرد کے صنفی تعلق کو اسی لئے بیان کیا گیا ہے کیونکہ منشائے الٰہی یہی ہے کہ انسان نئی نسلیں پیدا کرے اور اپنے آپ کو ان خرابیوں سے بچائے جو ازدواجی تعلق سے ناواقفیت کی بنا پر بنی نوع انسان کو تباہ کر دیتی ہیں کس قدر لطف کی بات ہے کہ مقدس مذہبی کتب میں تو اس رشتہ کے بارے میں ہر بات کھول کر بیان کر دی جاتی ہے لیکن ہماری جھوٹی تہذیب اس چیز کی اجازت نہیں دیتی کہ اس اہم رشتے کے بارے میں زبان یا قلم کو ذرا بھی جنبش میں لا سکیں۔

اس جھوٹی اور بے معنی شرم و حیا پر سے ہم نے سب سے پہلے ۱۹۲۷ء میں پردہ اٹھایا تھا۔ جب کہ دولھا دلہن کا پہلا ایڈیشن شایع کیا گیا تھا اور اس کے بعد اس موضوع پر اور بھی بہت سی مفید کتب ہم نے شایع کیں اور اب یہ دولھا دلہن کا بالکل جدید ایڈیشن نئے سرے سے تصنیف کرنے کے بعد ہم ملک کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ محض اس لئے تاکہ ملک کے نوجوانوں کو ازدواجی زندگی کے ان اہم اور ضروری مسائل سے واقفیت

ہو جن کا جاننا ہمارے نزدیک مذہبی اور اخلاقی مسائل کی طرح نہایت ضروری ہے یہ کتاب چار ابواب میں تقسیم ہے اس کے پہلے باب میں تو صرف شادی کے نفسیاتی پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے، دوسرے باب میں ازدواجی تعلق کے اہم مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے اور آخری دونوں ابواب میں حمل اور بچوں کی نگہداشت پر تبصرہ کیا گیا ہے کوشش کی گئی ہے کہ کم سے کم اوراق میں زیادہ سے زیادہ مواد پیش کر دیا جائے۔

اگرچہ اس کتاب کے نام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صرف نئے شادی شدہ نوجوانوں کے لئے ہے لیکن اس کے مطالعہ سے پتہ چلے گا کہ یہ جوانوں ادھیڑوں اور بوڑھوں سب ہی کے لئے یکساں مفید ہے۔ ہماری رائے ہے کہ ہندوستان میں ازدواجی مسئلہ سے ناواقفیت کا یہ عالم ہے کہ وہ بوڑھے بھی جن کی شادیوں کو چالیس چالیس اور پچاس پچاس برس گذر گئے ہیں شادی کے نفسیاتی اور افادی مسائل میں غلطی کر رہے ہیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ نوجوانوں کی طرح اس کتاب کا مطالعہ بوڑھے بھی کریں اور اس کتاب کے آئینہ میں اپنی ان غلطیوں کا عکس دیکھ لیں جو وہ برابر اپنی ازدواجی زندگی کے سلسلہ میں کرتے رہے ہیں۔

ہم کو امید ہے کہ اگر اس کتاب کا بغور مطالعہ کیا گیا اور ہندوستان کے شادی شدہ مردوں اور عورتوں نے اس مفید کتاب کی ہدایتوں پر عمل کیا تو ہندوستان کے ہزاروں گھرانوں کی ازدواجی زندگیاں سدھر جائیں گی اور ملک و وطن کو بھی اس کتاب سے بے حد فائدہ پہنچے گا۔

شوکت علی فہمی

پہلا باب

جوشِ جوانی

بچپن کی بے فکریاں ختم ہوئیں جسم میں ایک نئی زندگی پیدا ہوگئی، دل میں اُمنگوں اور تمناؤں کا ہجوم ہے رگوں میں خون کی گردش جوش پیدا کر رہی ہے۔ اعضاء کی حرکتوں میں شوخیاں جھلکنے لگی ہیں دل ہے کہ وہ کسی کی تلاش میں مصروف ہے آنکھ ہے کہ محو تماشہ بن جانا چاہتی ہے۔ غرضکہ زندگی میں ایک ایسا لطیف انقلاب پیدا ہو گیا ہے جو قدم قدم پر دل کو گدگدا رہا ہے۔

زندگی کا یہ دور بلاشبہ بے حد پُر کیف ہوتا ہے لیکن جتنا یہ پُر کیف ہے اتنا ہی نازک بھی ہے اِسی زمانہ میں انسان کی زندگی بنتی اور بگڑتی ہے اگر دیکھا جائے تو یہ انسان کے لئے آزمائش کا نازک ترین دور ہے۔ جو اس آزمائشی دور میں پورے اُترتے ہیں وہ اپنی آئندہ زندگی کو خوشگوار بنا لیتے ہیں اور جن کے قدموں کو جوش جوانی کی وجہ سے لغزش ہو جاتی ہے وہ اپنا سب کچھ کھونے کے بعد اپنے مستقبل کو خود ہی اپنے ہاتھوں برباد کر لیتے ہیں۔

جوانی کی آگ زندگی کے اِس لطیف اور نازک ترین دور میں نوجوانوں کو

چاہیئے کہ جب ان کے دل میں جوش جوانی کی آگ بھڑکے تو اسے جا و بے جا سٹر کرنے کی کوشش نہ کریں بلکہ ضبط و تحمل سے کام لیں یہ حقیقت ہے کہ یہ زمانہ انسانی اخلاق کے لئے نہایت خطرناک زمانہ ہے ہاں اس جوش کے سمندر سے اپنے دامن کو داغدار بنائے بغیر نکل جانا اور اپنے کیرکٹر کو بلند رکھنا بے حد قابل تعریف ہے۔ نوجوانوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جوانی کے خوشنما پھولوں میں ناعاقبت اندیشی کے کانٹے چھپے ہوئے ہیں بس ذراسی لغزش ہوئی اور دامن پارسائی کی دھجیاں اڑیں یہ وہ زمانہ ہے۔ جس میں پاکیزہ خیالات پر نفسانی خواہشات چھا جاتی ہیں اور بڑی بڑی مقدس صورتیں مشکل ہی سے اپنے دامن کو داغدار ہونے سے بچا سکتی ہیں۔

مشاہدات ہمیں بتاتے ہیں کہ جب اس ناعاقبت اندیشی کے دور میں نفسانی خواہشات دل و دماغ پر چھائی ہیں تو انسان آنکھیں بند کر کے نفس کے تقاضوں کے سامنے گردن جھکا دیتا ہے، اس کے سامنے جائز و ناجائز کا کوئی سوال باقی نہیں رہتا وہ مذہبی پابندیوں کی پرواہ نہیں کرتا۔ سوسائٹی کی نکتہ چینی کے خوف کو دل سے نکال کر پھینک دیتا ہے اور صرف یہی نہیں ہوتا بلکہ وہ خیالی لذتوں کو ایسا غلام بن جاتا ہے کہ حد اعتدال سے آگے بڑھ جانا بھی کوئی جرم نہیں تصور کرتا۔

جوانی کی لغزشیں

وقتی لذتوں میں پھنس جانے کا ایک افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ انسان اس بلند و بالا مقصد سے ہٹ جاتا ہے جس کے لئے وہ دنیا میں آیا ہے وہ نفسانی خواہشات کا شکار بن کر رہ جاتا ہے۔ اور یہاں تک خود غرض بن جاتا ہے کہ وہ شخص اس لئے ازدواجی زندگی سے اجتناب کرنے لگتا ہے چونکہ اس کی خود غرضی بیوی، بیوی بچوں کی ذمہ داریاں برداشت کرنے کی متحمل نہیں ہو سکتی، غرضکہ جوانی کے ابتدائی دور کی لغزشیں بعض اوقات انسان کو بُری طرح گمراہ کر دیتی ہیں۔

ہندوستان میں اس وقت ایک دو نہیں بلکہ ایسے لاکھوں لڑکے اور لڑکیاں موجود ہیں جن کو جوانی کی لغزشوں نے غلط راستہ پر ڈال دیا ہے اور انہوں نے ایک ایسی نام نہاد "آزادانہ زندگی" اختیار کر لی ہے۔ جو بظاہر تو نہایت دلکش اور پرسکون دکھائی دیتی ہے لیکن جس کا انجام بے حد مایوس کن اور خطرناک ہے، ان پست ہمت کنواروں اور کنواریوں کا خیال ہے کہ شادی شخصی آزادی کے لئے سم قاتل ہے۔ اس لئے کہ یہ ازدواجی ذمہ داری اور عیالداری کے جھگڑوں سے گھبراتے ہیں حالانکہ زندگی کا اصل نام ہی عیالداری ہے

قانون فطرت کو توڑنا

شادی فطرت کا ایک ایسا قانون ہے جسے کسی طرح بھی توڑا نہیں جا سکتا چنانچہ جن لوگوں نے شادی کے قانون کو توڑ کر آزادانہ زندگی اختیار کی ہے۔ یا نام نہاد تجرد کا مسلک اختیار کیا ہے، ان کو بھی آگے چل کر اپنی غلطی کا احساس کرتے ہوئے شادی کرنی پڑی ہے۔ مگر جو نوجوان آزادانہ زندگی اختیار کرنے کے بعد شادیاں کرتے ہیں ان کی شادیوں میں ایک خرابی یہ ہے کہ چونکہ ان کو اپنے ابتدائی دور زندگی میں آوارگی کا چسکا پڑ جاتا ہے اس لئے وہ شادی کے بعد بھی اکثر اوقات آوارگی کا شکار ہو جاتے ہیں جس سے ان کی معاشرتی زندگی میں بڑے بڑے فتنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

ان تمام لغزشوں اور تباہیوں سے بچنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ جب نوجوان جوانی کے دور میں دو قدم رکھیں تو وہ کسی حالت میں بھی اپنے دامن کو داغدار نہ ہونے دیں۔ ان کو چاہیئے کہ وہ جوانی کے سیلاب میں آنکھیں بند کرکے نہ بہہ جائیں۔ بلکہ سیدھا سچا راستہ اختیار کرتے ہوئے اپنے لئے ایک موزوں شریک حیات تلاش کر لیں اور اس کے ساتھ مل کر نئی زندگی کی تعمیر میں اور اسے خوشگوار بنانے میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں حقیقت یہ ہے کہ ازدواجی زندگی قدرت کا بہترین عطیہ ہے جس کی مثال دنیا میں مفقود ہے۔

شادی کے بعد

ازدواجی زندگی کے رشتہ میں منسلک ہونے کے بعد ہر نوجوان کو احساس ہوتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے بالکل نئے دور میں داخل ہو رہا ہے۔ عہد ماضی خواہ کتنا ہی مسرت بخش کیوں نہ رہا ہو لیکن شادی کے بعد حال و مستقبل کے متعلق دل میں نئی نئی تمنائیں موجزن ہونے لگتی ہیں اور جدید دور زندگی کا ہر ایک پہلو راحت و انبساط کا مسرت بخش پیام سناتا ہے۔

خداوند کریم نے دنیا کے ظلمت کدہ میں شمع محبت کو فروزاں کرکے عورت و مرد کو موقع دیا ہے کہ وہ اپنے جذبات اسفل کو دباکر اس مبارک شاہراہ عمل پر گامزن ہوں جو بہترین سرمایۂ حیات ہے اور خلوص و محبت کے پاک جذبہ کے ماتحت دونوں اعمال و افعال کے لحاظ سے بالکل تبدیل ہو جائیں، دل میں فراخ حوصلگی اپنا اور فطرت میں صلاحیت پیدا کریں۔ چنانچہ یہی مستحکم زنجیر محبت دو غیر ہستیوں کو اس طرح متحد کر دیتی ہے کہ یہ دو جسم اور ایک روح بن جاتے ہیں۔

خوشگوار انقلاب شادی کے بعد مرد کی زندگی میں ایک زبردست انقلاب آجاتا ہے شادی سے قبل مرد کے کاندھوں پر صرف اسی کی ذات واحد کا بار کفالت تھا۔ لیکن شادی کے بعد اس کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہو جاتا ہے وہ اس نئے دور زندگی میں اپنے واسطے نہیں بلکہ اپنی بیوی اپنے بچوں اور اپنی آئندہ نسلوں کے واسطے زندہ رہتا ہے۔ غرضکہ مرد کی قلبی ماہیت بالکل بدل جاتی ہے۔ بظاہر تو وہ ویسا ہی دکھائی دیتا ہے۔ جیسا کہ شادی سے پیشتر تھا۔ لیکن اس کے اغراض و مفاد اب خود اس کی بجائے اس کی بیوی بچوں کے اغراض

و مفاد بن جاتے ہیں شادی وایثار لازم و ملزوم ہیں شوہر کے زاویہ نگاہ میں وسعت
پیدا ہو جاتی ہے چنانچہ وہ دوسروں کی فلاح و بہبود سمجھنے لگتا ہے کتنا زبردست اور
عظیم الشان انقلاب ہے۔

شادی کے بعد مرد کی زندگی کی مسرتوں کا انحصار صرف اس پر ہوتا ہے کہ
وہ اپنے جدید دور زندگی کے متعلق ہمیشہ ایک نہایت بلند اور روشن لائحۂ عمل
پیش نظر رکھے، اس کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ جن لوگوں سے اس کے تعلقات ہیں وہ ان کا
ایک جزو لاینفک ہے اس کو جو کچھ کرنا ہے اپنے لئے نہیں کرتا بلکہ اس کی زندگی اس
کے متعلقین کے لیئے وقف ہو چکی ہے ان کی خوشی اس کی خوشی ہے اور ان کا
غم اس کا غم ہے۔ یاد رکھو اگر ہم اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو محسوس نہیں کرینگے
تو ازدواجی زندگی کی سچی مسرتیں ہم کو کبھی حاصل نہیں ہوں گی۔ حقیقت یہ ہے کہ دو
انسانوں کا رشتہ ازدواج میں منسلک ہو کر بالکل ایک بن جانا خداوند کریم کی عظیم
ترین نعمت ہے اگر ہم اس نعمت کی قدر و قیمت کو سمجھ لیں تو ہم کو معلوم ہوگا کہ شادی
سے بڑھ کر دنیا میں کوئی چیز مایۂ مسرت نہیں۔ عورت، مرد، والدین اور بچے۔ گھر اور
وطن انسانی زندگی کی تمام مسرتوں کا واحد مرکز ہے اور بس اسی کا نام دنیا ہے۔

شادی سے حوصلوں میں بلندی

شادی کا نہایت ہی خوشگوار اور پاکیزہ پہلو
یہی ہے کہ وہی انسان جو شادی سے قبل
خود غرض تھا جو کچھ سوچا کرتا تھا اپنے لئے کرتا تھا شادی کے بعد اس میں بیوی
بچوں اور متعلقین کے لئے ایثار اور قربانی کرنے کی بلند ترین صفات پیدا ہو جاتی ہیں
گویا شادی کے طفیل میں اس کو وہ بلند ترین جذبہ حاصل ہو جاتا ہے جو انسانی اخلاق
کی معراج ہے۔ چنانچہ ایثار و قربانی کے اثرات کی بنا پر فطرت انسانی بالکل نئے
سانچے میں ڈھل جاتی ہے۔ اس کی خوابیدہ صلاحیتیں بیدار ہو جاتی ہیں۔ وہ ایک

فاتح کی طرح میدان حیات میں آگے بڑھتا ہے اور بیوی بچوں کی خاطر وہ کارہائے نمایاں انجام دیتا ہے جن کا وہ شادی سے قبل تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔

شادی کی ذمہ واریوں کا احساس انسانی دل و دماغ میں ایک نئی روح دوڑا دیتا ہے اس میں استقلال اور مشقت پسندی کا جوہر پیدا ہو جاتا ہے۔ فہم و فراست میں اضافہ ہو جاتا ہے وہ مآل اندیش بن جاتا ہے اور اپنی متحدہ قوتوں سے کام لے کر ان تمام مسرتوں سے لطف اندوز ہوتا ہے جو مشیت الٰہی نے ازدواجی زندگی میں اس کے واسطے ودلیعت کی ہیں اسے محسوس ہونے لگتا ہے کہ یہ زندگی ایک باغ ہے جہاں موسم بہار کا آغاز ہوا نئے غنچے کھل رہے ہیں خوش نوا عنادل نغمہ سنج ہیں اور فضا میں ہر چہار جانب بوئے محبت مہک رہی ہے۔ غرضکہ شادی کے بعد ایک فرض شناس شوہر کی زندگی سرتاپا مسرتوں کا گہوارہ بن جاتی ہیں۔

شادی ایک روحانی رشتہ ہے

شادی کی گہرائی پر اگر غور کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ بظاہر تو یہ ایک جسمانی رشتہ ہے لیکن حقیقت میں یہ ایک روحانی تعلق ہے جبکہ ایک روح دوسری روح کے ساتھ غیرفانی محبت کے رشتہ میں جکڑی جاتی ہے شادی کو جن لوگوں نے خواہشات نفسانی کو فرو کرنے کا ذریعہ بنا رکھا ہے وہ اس پاک رشتہ کی اصلیت اور حقیقت سے بالکل ناواقف ہیں۔ اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ شادی کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ انسان خواہشات نفسانی کا بندہ بن جائے بلکہ اس کا منشا اور مقصد اس سے کہیں زیادہ بلند ہے۔ خدا نے انسان کو عقل اس واسطے دی ہے کہ وہ اس سے سوچ سمجھ کر کام لے۔ ذرا غور کیجئے کہ اگر شادی کا واحد مقصد خواہشات نفسانی کی تسکین ہوتا تو یہ دوسرے ذرائع سے بھی ممکن تھا محض اس کے لئے دو انسان ایک دوسرے کے لئے اپنی زندگیاں

کیوں قربان کر دیتے. یقینی طور پر شادی کا مقصد سفلی جذبات کو تسکین دینے کے مقابلہ میں نہایت بلند ہے اس لئے انسان کو چاہیئے کہ وہ عملی زندگی میں صنفی خواہشات کو ہمیشہ بلند و بالا مقاصد کا تابع رکھے اور اسی کو سب کچھ نہ سمجھ لے بلکہ کوشش کرے کہ بیوی کے ساتھ نفسانی رشتہ کے مقابلہ میں روحانی رشتہ زیادہ مستحکم ہو۔ یہی ازدواجی زندگی کی معراج ہے۔

شادی کے بعد عورت کی قربانیاں

شادی کے بعد ایک عورت اپنے شوہر اور بچوں کے لئے جو قربانیاں کرتی ہے وہ اس کی فطرت کی بلندی کا سب سے بڑا ثبوت ہے عورت کو صنف نازک کہا جاتا ہے لیکن اس کے اعلےٰ جذبات و محسوسات اتنے ہی قوی ہیں جتنے کہ مرد کے. اگر یہ نہ ہوتا تو عورت بیوی اور ماں کی اہم ترین ذمہ داریوں میں کبھی کامیاب نہ ثابت ہوتی، اگر انصاف سے دیکھا جائے گا تو معلوم ہوگا کہ ازدواجی زندگی میں عورت کو مرد سے زیادہ قربانیاں کرنی پڑتی ہیں، اگر عورت کی قوت ارادی کمزور ہوتی اور اس میں ایثار و قربانی کا مادہ نہ ہوتا تو وہ اپنی ساری زندگی ایک غیر مرد کے دامن سے وابستہ کر کے اپنے تمام عزیز و اقارب کو ہرگز نہ بھلا سکتی یہ عورت ہی کی ہمت ہے کہ وہ وضع حمل کی شدید تکلیف بار بار برداشت کرتی ہے اور اس سے سخت ترین آزمائش سے کبھی بھی نہیں گھبراتی۔ یہ عورت ہی کا ظرف ہے کہ وہ ہر مزاج اور ہر دماغ کے مرد کے ساتھ گھل مل جاتی ہے اور اس کی خوشنودی کی خاطر اپنے تمام احساسات اور جذبات کو کچل کر رکھ دیتی ہے حقیقت یہ ہے کہ عورت کا ایثار مرد کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے۔

عورت میں ایثار و قربانی اور محبت کے پاک جذبات بدرجہ اتم موجود ہوتے ہیں مرد کو چاہیئے کہ وہ عورت کی ان فطری خوبیوں کی قدر کرے، اس کے حقوق آسائش اور آرام کے لئے کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھے. نیز مرد کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ عورت کو اپنی خواہشات

نفسانی کے ازالہ کا محض ایک ذریعہ سمجھ کر ازدواجی زندگی کے پاک اور بے لوث رشتہ کی توہین نہ کرے یاد رکھو کہ جس شخص نے شادی کا ماحصل یہ سمجھ رکھا ہے کہ اسے حیوانی خواہشات کو رفع کرنے کا ایک آسان اور محفوظ ذریعہ مل گیا ہے۔ اس کی زندگی کبھی خوشگوار نہیں بن سکتی کیونکہ یہ جذبہ تو چند سال کے بعد فنا ہو جائے گا۔ اس کے بعد روحانی اور قلبی رشتہ ہی زندگی کے گزارنے کے لئے بہترین سہارا بن سکتا ہے۔ یوں تو شادی کے بعد "وظیفہ زوجیت" ایک قدرتی چیز ہے اس سے اجتناب ہو ہی نہیں سکتا لیکن اسی کو سب کچھ سمجھ لینا بہت بڑی غلطی ہے۔ زندگی کے تجربات بتاتے ہیں کہ حیوانی خواہشات ازدواجی زندگی کا سب سے کمزور جزو ہے۔ ازدواجی زندگی کی اصل بنیاد محبت ایثار ہم رنگی پر رکھی ہوئی ہے چنانچہ جن میاں بیویوں میں صنفی رشتہ کے باوجود محبت ایثار اور ہم رنگی نہیں ہوتی، ان کی شادی شدہ زندگی ایک نہ ایک دن برباد ہو جاتی ہے۔

اِن حقائق کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہر دانشمند عورت و مرد محبت و ایثار کی قدر و قیمت کو پہچانے محبت کی شان قدسیت اور بوالہوسی میں امتیاز پیدا کرے۔ اور دونوں نفسانی خواہشات کو فرو کرتے وقت یہ بات پیش نظر رکھیں کہ یہ فعل نہ محبت کا جزو ہے اور نہ ہماری زندگی کا ماحصل ہے یہ تو محض فطری خواہش کو رفع کرنے اور نسل انسانی کو بڑھانے کا ایک ذریعہ ہے جن ہوس پرستوں نے نفسانی خواہشات میں مبتلا ہو کر محبت کے بلند اصول کو پس پشت ڈال دیا ہے ان کو چاہئے کہ وہ پستی سے نکل کر زندگی کے اعلےٰ مقاصد کو پہچانیں۔ محبت کو اس کا جائز اور مناسب درجہ دیں۔ اور بے لوث تعلقات کے ذریعہ اپنی ازدواجی زندگی کو حقیقی مسرتوں سے پھر درخشاں بنا دیں۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو ان کی ازدواجی زندگی یا تو برباد ہو جائے گی یا ناکام ہونے کے بعد ان کے خوشگوار مستقبل کو تباہ و برباد کر دے گی۔

عورت و مرد میں کس کو فضیلت حاصل ہے؟

یہ مسئلہ زمانہ دراز سے موضوع بحث بنا ہوا ہے کہ عورت و مرد میں کس کو فضیلت حاصل ہے۔ اگر اس مسئلہ کو حقائق کی روشنی میں دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ فریقین سے کسی ایک کو بھی دوسرے پر کوئی فوقیت نہیں، دونوں کو برابری کا درجہ حاصل ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ مرد اپنے دائرہ عمل میں عورت پر فضیلت رکھتا ہے۔ اور عورت اپنے معاملات میں مرد پر فوقیت رکھتی ہے یعنی دونوں اپنی اپنی جگہ فوقیت رکھتے ہیں ایسی حالت میں کسی ایک کو دوسرے پر کیونکر ترجیح دی جا سکتی ہے۔ مرد و عورت کو چاہیئے کہ دونوں لن ترانیوں کو چھوڑ کر ایک دوسرے کو سمجھیں اور ان غلط فہمیوں کو رفع کرنے کی کوشش کریں جو زمانہ حال کی عورتوں اور مردوں میں عام ہیں یاد رکھو کہ اگر ان غلط فہمیوں کو دور نہ کیا گیا اور عورت و مرد میں جھوٹے اقتدار کی جنگ جاری رہی تو اچھی خاصی ازدواجی زندگی تلخ ہو جائیگی۔

عورت و مرد دونوں کا وجود اہم

حقیقت یہ ہے کہ عورت کو مرد پر یا مرد کو عورت پر کوئی فضیلت حاصل نہیں، دونوں ایک مشین کے پرزے ہیں، نظام عالم کو چلانے کے لئے دونوں کا وجود اپنی اپنی جگہ نہایت اہم ہے نہ مرد کے بغیر دنیا کا کاروبار چل سکتا ہے اور نہ عورت کے بغیر حیات کو برقرار رکھا جا سکتا ہے بعض معاملات میں مرد کا وجود اس کائنات کے لئے زیادہ اہم ہے اور بعض باتوں میں اس دنیا کے لئے عورت کی ہستی بھی زیادہ ضروری ہے اس لئے ان میں سے کسی ایک کو بھی دوسرے پر فوقیت نہیں دی جا سکتی، دونوں ہی کو اپنے دائرۂ عمل اور فرائض میں خاص درجہ

حاصل ہے۔ اس لئے عورتوں اور مردوں کو چاہئے کہ وہ "فوقیت کے لیے معنی مسئلہ" میں الجھ کر اپنی ازدواجی زندگیوں کو تلخ نہ بنائیں بلکہ اس بات کی کوشش ہونی چاہیے کہ باہم متحد اور مکمل ہو کر ایک دوسرے کی خامیوں اور کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے ہر ممکن جدوجہد کریں۔

عورت اور مرد جو اپنے اپنے دائرۂ عمل میں یکساں فضیلت رکھتے ہیں قدرت نے ان کی ساخت میں اس بات کا پورا لحاظ رکھا ہے کہ ان میں وہ صلاحیتیں زیادہ سے زیادہ ہوں جو ہر ایک کو اپنے فرائض کی انجام دہی میں پوری طرح مدد دے سکیں مثال کے طور پر مرد جو محنت مشقت اور سخت کاموں کے لئے بنایا گیا ہے اس کو ایک مضبوط جسم دیا گیا ہے تاکہ وہ اپنے فرائض منصبی کو حسن و خوبی کے ساتھ انجام دے سکے۔ اس کے ساتھ ہی مرد کو ہمت اور استقلال کی نعمت سے بھی نوازا گیا ہے۔ تاکہ وہ مشکلات کا مردانگی کے ساتھ مقابلہ کر سکے اس کے مقابلہ میں عورت جس کے ذمہ لطیف خدمات ہیں اسے لطیف جسم عنایت کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی بہت سی وہ خوبیاں عطا کی گئی ہیں جو مردوں میں مفقود ہیں۔

عورت کا نظام اعصابی مرد کے مقابلہ میں اگرچہ نازک ہے لیکن مرد سے بہت بہتر ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کو غیر معمولی برداشت حاصل ہو گئی ہے۔ خدا نے عورت کے حصہ میں جو صدمے اور مصیبتیں رکھی ہیں ان کے لئے اگر قدرت نے اسے انتہائی قوت برداشت نہ عطا کی ہوتی تو شاید عورت چار دن بھی زندہ نہ رہ سکتی۔ عورت کہنے کے لئے صنف نازک ہے لیکن وہ حادثات اور مصیبتوں کا اس دلیری کے ساتھ سامنا کرتی ہے کہ مرد اس کا کسی طرح بھی مقابلہ نہیں کر سکتا وہ زچگی کی جان لیوا تکلیف کی ذرہ برابر بھی پروا نہیں کرتی وہ نہ افلاس سے گھبراتی ہے اور نہ تنگ دستی سے غرضکہ وہ بڑی سے بڑی مصیبت کو خوش آمدید کہنے کے لئے ہمیشہ

تیار اور آمادہ نظر آتی ہے یہ عورت کا ایک ایسا وصف ہے جس نے کہ بڑی حد تک اس کی جسمانی کمزوری کی تلافی کر دی ہے۔

عورت سوسائٹی کا اہم جزو عورت کمان کی ڈوری کی مانند ہے جو کمان کو جھکاتی تو ضرور ہے لیکن اس کی اطاعت بھی کرتی ہے۔ عورت سوسائٹی اور خاندان میں اپنے اندر غیر معمولی کشش رکھتی ہے۔ جس کی جانب لوگ کھنچے چلے آتے ہیں عورت اگر نہ ہوتی تو سوسائٹی اور خاندان کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا مرد اگر کائنات کے نظام کو چلاتا ہے تو عورت کائنات کے نظام کو برقرار رکھتی ہے اگر عورت نہ ہو تو کائنات کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے حقیقت یہ ہے کہ عورت و مرد کے باہمی اشتراک عمل سے ہی کائنات کی ترازو کے دونوں پلڑے برابر ہوتے ہیں۔

مذہب جو سوسائٹی کے نظام کو برقرار رکھنے کے لئے ایک ضروری چیز ہے بلکہ اس کی سرپرستی بھی ہمیشہ عورت ہی نے کی ہے۔ عورت کے مذہبی جذبات مرد کے مقابلہ میں کہیں زیادہ عمیق ہوتے ہیں وہ فطرتاً مذہب پرست واقع ہوئی ہے خانہ داری میں غیر معمولی انہماک کے باوجود وہ یاد الٰہی سے غافل نہیں ہوتی، خداوند کریم نے عورت کی سرشت میں ایسی اخلاقی قوت مضمر رکھی ہے کہ وہ مذہب کے راستہ سے کبھی نہیں ہٹتی خواہ اس کو شوہر کی خدمت کرنا پڑے یا بچوں کی پرورش لیکن اس کا دل اپنے پیدا کرنے والے کی جانب ضرور متوجہ رہے گا دنیا میں مذہب کا نام عورتوں ہی سے روشن ہے۔

عورت اخلاق کی محافظ بچوں کی اخلاقی اور مذہبی تربیت بھی آغوش مادر ہی میں ہوتی ہے اگر عورتوں میں مذہب پرستی کا فطری جذبہ نہ ہوتا تو مذہب کا نام حرف غلط کی طرح مٹ جاتا چنانچہ بعض

عورتیں جو مذہب سے بیگانہ ہوتی ہیں ان کے بچوں کی اخلاقی حالت دیکھنے سے اندازہ
کیا جا سکتا ہے کہ اگر عورت بھی مذہب سے متنفر ہوتی تو بنی نوع انسان کی اخلاقی حالت
کیا ہو جاتی، اس وقت نہ صرف شریعت الٰہی میں بلکہ دنیاوی قوانین میں بھی اختلال
پیدا ہو جاتا یہ حقیقت ہے کہ اگر عاقبت کے اندیشے ختم ہو جائیں اور خوف الٰہی لوگوں
کے دلوں سے نکل جائے تو بڑی سے بڑی حکومت کی مشینری بھی فرعون صفت انسان
کو جرائم کے ارتکاب سے نہیں روک سکتی۔ یہ امر واقعہ ہے کہ عورت کے طفیل میں خوف
الٰہی اور مذہبی اثرات قائم ہیں اور ان مذہبی اثرات نے بنی نوع انسان کی اخلاقی
حالت کو سنبھالنے میں بڑی مدد دی ہے عورت کے مذہبی تاثرات سے صرف اس
کے بچے ہی نہیں بلکہ شوہر بھی متاثر ہو جاتا ہے چنانچہ ایسی مثالیں بکثرت موجود ہیں
کہ نیک اور پابند مذہب بیوی کے ساتھ فاسق و فاجر شوہر بھی خدا پرست بن گیا

عورت نے بلاشبہ بنی نوع انسان کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے اور
اس کا وجود کسی طرح بھی مرد سے کم اہم نہیں ہے ایسی حالت میں مرد کو عورت پر فضیلت
دینا اس مبارک ہستی کے ساتھ انتہائی ظلم ہے حقیقت وہی ہے جو ہم بیان کر چکے
ہیں یعنی عورت و مرد دونوں اپنی اپنی جگہ اہم ہیں، دونوں کی حیثیت بالکل برابر
ہے اور کارگاہ ہستی کو چلانے میں اور اسے رونق دینے میں دونوں کا برابر کا حصہ ہے
ایسی حالت میں کیا مردوں کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ اس مبارک ہستی کی قدر کریں
اور اس کو وہی بلند درجہ دیں جس کی یہ جائز طور پر مستحق ہے۔

بیوی کی دلداری

عورت کی انتہائی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ مرد کو اپنی محبت کی گہرائیوں میں غرق کر دے۔ چنانچہ عورت قدرتی طور پر اسی مرد کے ساتھ خوش رہ سکتی ہے جو اس کے واسطے ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار رہو اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کو اپنے گھر میں جنت کا لطف حاصل ہو تو اسے سیر و تماشہ آتشبازی اور سگرٹ نوشی سے زیادہ اپنی بیوی کا خیال رکھنا پڑیگا۔

ہمارے ملک کے ہزاروں گھر آج محض اس وجہ سے نمونہ جہنم بنے ہوئے ہیں چونکہ شوہر خودغرضی کے مرض میں مبتلا ہیں یا اپنی بیوی بچوں کی جانب سے لاپرواہیں جو لوگ اپنی بیوی بچوں کے ساتھ زندگی کا حقیقی لطف حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو سب سے زیادہ اپنے گھر کو اپنی توجہات کا مرکز بنانا ہوگا اور اپنے متعلقین کو اپنی آمدنی اور مسرتوں میں برابر کا شریک کرنا پڑیگا پس اگر تم چاہتے ہو کہ تم کو اپنے اہل و عیال سے لطف اور آرام حاصل ہو تو وہ بھی اس کے مستحق ہیں کہ تم سے اپنی آرام و آسائش کا مطالبہ کریں ایسی بے شمار مثالیں دیکھنے میں آئی ہیں :- کہ ایک سلیقہ شعار اور خوش مزاج بیوی محض اس لئے بدمزاج عورت اور لاپروہ ماں بن گئی ہے کیونکہ اس کے شوہر نے فضول خرچی اور عیاشی میں مبتلا ہو کر اس کے دل کو توڑ دیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ مردوں کی شراب نوشی، آوارہ منشی، بیکاری بدمزاجی اور عورتوں کے ساتھ نامناسب سلوک نے لاتعداد گھر ویران کر دئے ہیں اس لئے تم کو چاہیئے کہ تم اپنی بیوی اور اپنے بچوں کے حقوق پوری طرح ادا کرو اس کے بعد بھی اگر گھر برباد ہوتا ہے تو اس کا الزام تم پر عائد نہیں ہوگا

عورت اور خانہ داری

عورت کو اپنے گھر سے جس قدر محبت ہوتی ہے اس قدر مرد کو کبھی نہیں ہوتی اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی ساری دنیا سمٹ سمٹا کر گھر کی چہار دیواری کے اندر محدود ہو جاتی ہے۔ اس کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا گھر بہتر سے بہتر اور ضروری سامان سے آراستہ ہو گویا وہ اپنے چھوٹے سے گھر کو شوہر کے لئے جنت کا ٹکڑا بنا دینا چاہتی ہے اس کے اس فطری جذبہ کی قدر کرو اور اپنی بساط کے مطابق گھر کو سجانے اور بنانے میں بیوی کا پوری طرح ساتھ دو۔ یہ غلط ہے کہ صرف ایک امیر آدمی ہی اپنے گھر کو آراستہ کر سکتا ہے امیر کی طرح ایک غریب بھی اگر اس میں سلیقہ ہے تو اپنی حیثیت کے مطابق گھر کو بہتر سے بہتر بنا سکتا ہے۔ ایسا کرنے سے تم کو آرام بھی ملے گا۔ اور تم اپنی بیوی کی نگاہ میں محبوب بھی ہو جاؤ گے۔

بیوی سے محبت کا برتاؤ

مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ نہ صرف وفا شعار رہنا چاہئے بلکہ اسے شادی کے ابتدائی زمانہ سے لے کر اخیر تک یکساں محبت کا برتاؤ کرنا چاہیئے اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ شادی کے ابتدائی ایام میں تو میاں بیوی انتہائی محبت کے ساتھ رہتے ہیں یہاں تک کہ شوہر اپنی نئی بیوی کی خاطر اپنے تمام مشاغل اور تفریحات کو بھی خیرباد کہہ دیتا ہے لیکن جوش جوانی کے ولولوں کے فرو ہونے کے بعد جب شوہر دوسرے مشاغل میں الجھ جاتا ہے تو بیوی کو یہ تبدیلی ناگوار گذرتی ہے وہ سمجھتی ہے کہ شوہر کے دل سے اب اس کی محبت زائل ہو رہی ہے یاد رکھو کہ اگر اس موقعہ پر کامل حزم واحتیاط سے کام نہ لیا جائے تو یہی ابتدائی واقعات آگے چل کر افسوسناک پیچیدگیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں اس لئے شوہر کو چاہیئے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ یکساں اور مستقل محبت کے ساتھ برابر پیش آتا رہے۔ اپنے رویہ میں کوئی تبدیلی نہ

ہونے دے تاکہ اس کی بیوی کو اس کی جانب سے کسی قسم کی بدظنی نہ پیدا ہونے پائے۔

بعض نوجوان ایسے بھی ہیں جن کو مجبوراً اپنا گھر چھوڑ کر بیرونی تفریحات میں محض اس لئے وقت گذارنا پڑتا ہے چونکہ بیوی کے نامناسب طرز عمل نے شوہر کے لئے گھر میں بیٹھنا دشوار بنا دیا ہے لیکن ایسی مثالیں بہت کم پائی جاتی ہیں بالعموم قصور زیادہ تر مردوں ہی کا ہوتا ہے، عام مردوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ اعلےٰ سوسائٹی میں بھی ایسے مرد موجود ہیں جن کا طرز عمل عورتوں کے ساتھ وحشیانہ ہے اور جو اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ انتہائی تغافل کا برتاؤ کرتے ہیں۔ یہ لوگ دیدہ و دانستہ اپنی ازدواجی زندگی کو برباد کر رہے ہیں یہ امر واقعہ ہے کہ زندگی کا لطف صرف وہی مرد حاصل کر سکتے ہیں جن کا مرکز حیات بیوی اور گھر ہو، اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ شوہر اپنے تمام مشاغل ترک کر دیں اور شام کو سیر و تفریح کے واسطے بھی گھر سے نہ نکلیں بلکہ اس کا منشا یہ ہے کہ ضروری مشاغل میں پھنس جانے کے باوجود بھی شوہر کا جذبہ یہ ہونا چاہیئے کہ وہ فرصت پاتے کے ساتھ ہی جلد سے جلد اپنی شریک حیات کے پاس پہنچ جائے۔

بیوی کی صحت کا خیال مردوں کی یہ منطق بھی بڑی عجیب ہے کہ وہ اپنی صحت اور تندرستی کے لئے تفریحات میں خود تو حصہ لینا ضروری سمجھتے ہیں لیکن عورتوں کو گھروں میں پاٹ دینا چاہتے ہیں۔ حالانکہ مرد کی صحت کے لئے سیر و تفریح ضروری ہے تو عورت کی تندرستی کے لئے بھی یہ لازمی ہے۔ ہر اچھے شوہر کا فرض ہے کہ وہ جس چیز کو اپنی صحت کے واسطے ناگزیر سمجھتا ہے اس سے اپنی بیوی کو بہرور ہونے کا موقعہ دے اور اسے بھی مناظر قدرت سے لطف اندوز ہونے کے لئے سہولتیں بہم پہنچائے۔ خانہ داری کی گراں بار ذمہ

داریوں کی وجہ سے عورتوں کی تندرستیاں بالکل خراب ہو جاتی ہیں۔ اور وہ وقت سے پہلے بوڑھی دکھائی دینے لگتی ہیں اس لئے سب سے بہتر طریقہ کار تو یہ ہے کہ سیر و تفریح میں بیوی کو بھی ساتھ رکھا جائے تاکہ وہ بھی اپنی کھوئی ہوئی صحت کو بحال کر سکے۔

مرد عام طور پر اس مغالطہ میں مبتلا ہیں کہ ان کو عورتوں کے مقابلہ میں زیادہ کام کرنا پڑتا ہے۔ مگر یہ خیال درست نہیں دن بھر کا کام ختم کرنے کے بعد جب ایک شوہر گھر پہنچتا ہے۔ تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس کی بیوی اس سے زیادہ تھکی ہوئی ہوتی ہے کیونکہ خانہ داری کا اہتمام اور تین چار بچوں کی خبر گیری اسے بُری طرح تھکا دیتی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ مرد کی طرح اپنی تھکان کا اظہار کرنا ضروری نہ سمجھتی ہو۔ تم کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ تم کو تو دفتر میں صرف ایک کام ہوتا ہے لیکن عورت کو خانہ داری میں سیکڑوں چھوٹی چھوٹی فکریں لگی رہتی ہیں، اسے خادمہ بھی بننا پڑتا ہے اور دھوبن بھی اسے باورچن اور مغلانی کے بھی فرائض انجام دینے پڑتے ہیں اور وہ خزانچی اور منتظم کا بھی فرض ادا کرتی ہے غرضکہ اسے اپنے گھر کی چھوٹی سی سلطنت کو چلانے کے لئے تم سے کہیں زیادہ کام کرنا پڑتا ہے۔

خوش مزاجی کی ضرورت مردوں کو چاہیئے کہ جب وہ گھر میں گھسیں تو ان کے لبوں پر مسکراہٹ ہو نہ یہ کہ وہ گھر میں گھستے کے ساتھ ہی حکومت جتانا شروع کر دیں جو شوہر کہ حکومت جتانے اور بیویوں کے عیب نکالنے کے عادی ہیں وہ کبھی بھی ازدواجی زندگی کا کوئی لطف نہیں اٹھا سکتے اس لئے تمہارا فرض ہے کہ جب گھر میں داخل ہو تو اپنی میٹھی میٹھی اور دلکش باتوں سے بیوی کا دل بہلاؤ۔ بیوی سے اپنی مالی دقتوں کا رونا نہ

لہٰذا اگر بیوی سے کوئی غلطی ہوگئی ہے تو اسے نظر انداز کردو۔ غرضکہ اپنے گھر میں ایسی خوشگوار فضا پیدا کردو کہ تمہارے لئے اور تمہاری بیوی کے لئے گھر جنت کا نمونہ بن جائے۔ تمہاری شادی کو خواہ کتنا ہی زمانہ کیوں نہ گذر گیا ہو بیوی کے ساتھ محبت اور گرمجوشی کا وہی برتاؤ کرو جو شادی کے ابتدائی زمانہ میں کرتے تھے۔ ہم بتا چکے ہیں کہ محبت عورت کی سرشت میں داخل ہے۔ فطرت نسوانی یہ چاہتی ہے کہ کوئی اس سے محبت کرے اور کسی سے وہ محبت کرے اور اگر شوہر بیوی کے ساتھ محبت نہیں کرتا تو اس کا دل پاش پاش ہو جاتا ہے۔

مردوں کی کوتاہیاں

بعض مردوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ کسی قسم کا اظہار محبت نہیں کرتے عورت جب اپنی اولاد کے ساتھ شوہر کی جانب سے سرد مہری کا برتاؤ دیکھتی ہے تو اسے بے حد صدمہ ہوتا ہے۔ عورت اگر بچوں سے اس لئے محبت کرتی ہے کہ وہ ان کی ماں ہے۔ تو کیا مرد کا فرض یہ نہیں ہے کہ وہ بحیثیت باپ ہونے کے بچوں سے محبت کرے چنانچہ بے شمار گھرانے محض اس بنا پر ویران ہو گئے ہیں کہ:- شوہروں نے اولاد کے ساتھ ناروا سلوک کرکے بیویوں کے دلوں کو توڑ دیا ہے

مردوں کا ایک ایسا طبقہ بھی موجود ہے جو اپنے آپ کو اپنی بیویوں کے مقابلہ میں بلند اور برتر خیال کرتے ہوئے خود تو بہترین لباس پہنتا ہے لیکن بیویوں کے لئے معمولی درجہ کا لباس فراہم کرنا بھی ضروری نہیں خیال کرتا۔ اپنی جائز و ناجائز خواہشات پر تو اس قسم کا مرد اندھا دھند روپیہ برباد کرتے ہیں۔ لیکن بیوی کی معمولی فرمائش کو بھی فضول خرچی سمجھتے ہیں، اسی طرح اپنے کھانے پر تو خوب صرف کرتے ہیں۔ لیکن بیوی بچوں کے خورد و نوش کا ذرا خیال نہیں رکھتے، اس قسم کے خود غرض مردوں کی ازدواجی زندگیاں کبھی

کامیاب نہیں ہوتیں اس لئے تم کو چاہئے کہ اگر خود اچھا پہنتے ہو تو بیوی کو بھی اچھا پہناؤ۔ اگر خود اپنے اوپر خوب روپیہ صرف کرتے ہو تو بیوی کی فرمائشوں کو بھی نظر انداز نہ کرو۔ چونکہ وہ تمہارے روپے اور تمہاری آمدنی میں برابر کی حصہ دار ہے۔

ازدواجی زندگی کے مختلف دَور

گذشتہ اوراق میں ہم یہ بتا چکے ہیں کہ شادی انسانی زندگی کے لئے کس قدر لازمی اور ضروری ہے اور عورت کو اس کارگاہ عالم میں کتنی بڑی اہمیت حاصل ہے اب ہم اس عنوان کے ماتحت ازدواجی زندگی کے ان مختلف حصوں کا ذکر کریں گے جن سے کہ ہر شادی شدہ مرد اور عورت کو گذرنا پڑتا ہے ازدواجی زندگی کا اگر تجزیہ کیا جائے تو اسے مندرجہ ذیل تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) شادی کا ابتدائی زمانہ جو عموماً مرد کی ۲۵ سال اور عورت کی ۲۰ سال کی عمر سے شروع ہوتا ہے اور پندرہ سال باقی رہتا ہے۔

(۲) شادی کا درمیانی زمانہ جو عموماً مرد کی ۴۰ سال اور عورت کی ۳۵ سال کی عمر سے شروع ہوتا ہے اور پندرہ سال تک باقی رہتا ہے۔

(۳) شادی کا آخری زمانہ جو عموماً مرد کی ۵۵ سال اور عورت کی پچاس سال کی عمر سے شروع ہوتا ہے اور مرتے دم تک باقی رہتا ہے۔

یہ ہیں ازدواجی زندگی کے وہ تین دور جن میں سے تقریباً ہر اس شادی شدہ شخص کو گذرنا پڑتا ہے جس کی عمر نے اس کے ساتھ وفا کی ہو۔

شادی کا ابتدائی زمانہ

ان تینوں زمانوں میں سب سے زیادہ اہم اور نازک ترین زمانہ شادی کا ابتدائی زمانہ ہوتا ہے جس میں ازدواجی زندگی کی نئی عمارت کی بنیاد رکھی جاتی ہے اور اسی زمانہ میں اس عورت کی تعمیر بھی ہوتی ہے چنانچہ اگر بنیاد کمزور ہوتی ہے تو یہ عمارت بھی کمزور ثابت ہوتی ہے لیکن اگر بنیاد مضبوط ہوتی ہے تو پھر ازدواجی زندگی کا قصر نہایت شاندار اور دیرپا

ثابت ہوتا ہے۔

اس ابتدائی زمانہ کی نزاکت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ یورپ و امریکہ میں پچاس فی صدی سے زیادہ طلاقیں اسی ابتدائی زمانہ میں حاصل کی جاتی ہیں یورپ و امریکہ کے علاوہ خود ہندوستان میں بھی میاں بیویوں میں جو علیحدگی اور ناچاقی ہوتی ہے وہ اسی ابتدائی زمانہ میں ہوتی ہے غرضکہ یہ زمانہ شادی شدہ زندگی کا نازک ترین زمانہ ہے جس میں کہ شوہر اور بیوی دونوں کو پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہیئے اگر یہ خطرناک زمانہ خوش اسلوبی کے ساتھ گذر جاتا ہے تو بقیہ زندگی بھی کسی نہ کسی طرح کٹ ہی جاتی ہے۔

شادی کا یہ ابتدائی زمانہ جہاں بے حد نازک ہے وہاں اسی زمانہ میں ناتجربہ کاری کی بنا پر زن و شوہر کی جانب سے پے در پے بے احتیاطیاں بھی ہوتی ہیں۔ چنانچہ ان بے احتیاطیوں سے بچنے کے لئے ہم نوجوان میاں بیویوں کے لئے چند ہدایات لکھتے ہیں تاکہ ان ہدایتوں کی روشنی میں وہ اپنی ازدواجی زندگی کو تباہی سے بچا سکیں۔

(۱) نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی ازدواجی زندگی کی بنیاد نفسانی خواہشات اور مادی فوائد پر نہ رکھیں اگر انہوں نے ایسا کیا تو نفسانی خواہشات کے فرو ہونے کے بعد یا مادی فوائد سے استفادے کے بعد ان کو اپنی بیویوں سے کوئی دلچسپی باقی نہیں رہے گی اور وہ آگے چل کر ازدواجی زندگی کا کوئی کیف یا لطف نہیں حاصل کر سکیں گے۔

(۲) نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ ازدواجی زندگی کے ابتدائی دور میں اپنی بیوی اور سسرال والوں پر اپنے بے جا تمول کے اظہار میں مبالغہ سے کام نہ لیں یہ بے جا اظہار تمول چونکہ قائم رہنے والا نہیں اس لئے پھر بعد میں جب ہاتھ

روکا جائے گا تو اس نئی شادی شدہ بیوی کو بڑی ناگواری محسوس ہوگی جس کو کہ فضول خرچی کا عادی بنا دیا گیا ہے۔

(۳) شادی کے ابتدائی زمانہ میں دیوانہ وار محبت کا اظہار کسی طرح بھی مناسب اور موزوں نہیں کیونکہ یہ دیوانہ وار محبت عارضی اور وقتی ہوتی ہے اس لئے جب بعد کو مرد کی جانب سے اظہار محبت میں سرد مہری ہونے لگتی ہے تو بیوی یہ سمجھنے لگتی ہے کہ شوہر کا دل اس کی طرف سے بھر گیا ہے یا وہ کسی دوسری جگہ الجھ گیا ہے چنانچہ بعد کو اس کی وجہ سے شدید غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور اکثر اوقات یہ غلط فہمیاں شکر رنجی اور جدائی کا باعث بن جاتی ہیں۔

(۴) اکثر نوجوان شادی کے ابتدائی دور میں بیوی کی ہر جائز و ناجائز خواہش پر گردن جھکا دیتے ہیں لیکن جب ابتدائی جوش فرو ہو جاتا ہے تو بیویوں کی جائز خواہشات کی تکمیل بھی بند ہو جاتی ہے جس سے کہ آپس میں ناگواری پیدا ہونے لگتی ہے اس لئے نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ ابتدا ہی سے احتیاط اور میانہ روی سے کام لیں۔

(۵) شادی کے ابتدائی زمانہ میں یہ عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ نوجوان نہ صرف اپنی بیوی کی غیر معمولی دلداری کرتے ہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی بیوی کے باپ بھائی ماں بہنوں کی بھی خوب خاطر و مدارات کی جاتی ہے۔ لیکن یہ بات چونکہ بھنے والی نہیں ہوتی اس لئے یہ خاطر داریاں رفتہ رفتہ ختم ہو جاتی ہیں اور ان کے ختم ہونے کے بعد ایک طرف بیوی کو ناگواری پیدا ہوتی ہے اور دوسری جانب بیوی کے کنبہ والوں میں خفگی بڑھتی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آپس میں اچھی خاصی کشیدگی پیدا ہو جاتی ہے نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ سسرال والوں سے سوچ سمجھ کر رابطہ قائم کریں، اور جو رابطہ ابتدا میں قائم کر لیں اس کو آخر تک نبھائیں ورنہ بڑے بڑے فتنے کھڑے

ہو جاتے ہیں۔

نوجوانوں کے لئے سب سے بہتر راہ عمل یہ ہے کہ وہ اول ہی روز سے ہر معاملہ میں میانہ روی سے کام لیں بیوی کو غلط توقعات میں ہرگز مبتلا نہ کریں۔ بلکہ ایسا مستقل اور قائم رہنے والا طرز عمل اختیار کریں جو آخر تک برقرار رہ سکے ہم کو امید ہے کہ اگر نوجوانوں نے میانہ روی اور احتیاط سے کام لیا تو شادی کا ابتدائی زمانہ حسن و خوبی کے ساتھ گزر جائے گا اور وہ مرتے دم تک ازدواجی زندگی کی مسرتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔

شادی کا درمیانی زمانہ

شادی کے ابتدائی دور کے گذرنے کے بعد جب میاں بیوی شادی کے دوسرے دور میں داخل ہوتے ہیں تو یہ زمانہ سب سے زیادہ خوشگوار ہوتا ہے کیونکہ اس زمانہ میں نفسانی خواہشات دب جاتی ہیں اور خلوص و محبت کے جذبات اُبھر آتے ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہی شادی کا سب سے زیادہ پرکیف اور درخشاں زمانہ ہوتا ہے، اس زمانہ کی ایک بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ چونکہ میاں بیوی دس پندرہ سال ایک ساتھ رہنے کی وجہ سے ایک دوسرے کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں تو یہ دونوں یک جان دو قالب بن جاتے ہیں ایک کی خوشی سے دونوں خوش ہوتے ہیں اور دوسرے کے غم سے دونوں افسردہ اور رنجیدہ ہو جاتے ہیں۔

شادی کے دوسرے دور میں چونکہ اولاد بھی ہوشیار ہو جاتی ہے اس لئے دونوں ازدواجی زندگی کے ساتھ ساتھ اولاد کی مسرتوں سے بھی بے حد محظوظ ہوتے ہیں۔ غرضکہ شادی کا درمیانی زمانہ ازدواجی زندگی کا بہترین زمانہ ہے اور اس زمانہ کی مسرتیں لبالب اور بے اندازہ ہوتی ہیں لیکن ایسے بھی سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں خاندان ہیں۔ جن کی زندگی کا یہ درخشاں دور بے حد تاریک ہوتا ہے۔ یہ خاندان عموماً وہ ہیں جس خاندان کے مرد آوارہ اور بدچلن ہوتے ہیں۔ لیکن ایسی مثالیں کم پائی جاتی ہیں۔

شادی کا آخری زمانہ

ازدواجی زندگی کا آخری زمانہ۔ ابتدائی زمانہ سے بالکل مختلف ہوتا ہے، اس زمانہ میں میاں اور بیوی دونوں میں شانِ قدسیت پیدا ہو جاتی ہے۔ نفسانی خواہشات کے ختم ہو جانے کے باوجود دونوں ایک دوسرے کے بری طرح سے والا و شیدا ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو اپنی زندگی کا آخری سہارا سمجھتے ہیں، اس زمانہ میں چونکہ اولاد کی شادیاں ہو چکتی ہیں اور پوتا پوتی نواسہ نواسی پیدا ہو چکتے ہیں اس لئے اس دور کی لذت اور کیف ازدواجی زندگی کے دونوں سابقہ زمانوں سے بالکل مختلف ہے۔

ہندوستان میں چونکہ عمریں کم ہوتی ہیں اس لئے بہت کم خوش نصیب میاں بیوی ایسے ہوتے ہیں جو ازدواجی زندگی کے اس آخری دور کا کیف حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ دور پاکیزگی، قدسیت اور ایثار کا ایک نہایت ہی پاکیزہ نمونہ ہوتا ہے۔ اس دور میں قدم رکھنے کے بعد ہی عورت و مرد کو معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم نے شادی کے رشتہ میں کس قدر پاکیزگی اور قدسیت کا جوہر پوشیدہ رکھا ہے۔

شادی کے بعد مایوسی

ازدواجی زندگی جہاں عام طور پر لوگوں کے لئے پیام راحت ثابت ہوتی ہے وہاں دنیا میں ایسے لوگ بکثرت موجود ہیں جن کو شادی کے بعد سخت مایوسی ہوتی ہے چنانچہ وہ سمجھتے ہیں کہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو کر انہوں نے شدید غلطی کا ارتکاب کیا ہے شادی کے چند سال بعد اور بعض صورتوں میں چند مہینے کے بعد ہی وہ شادی کو دنیا کی عظیم ترین لعنت خیال کرنے لگتے ہیں۔ اس مایوسی اور ناامیدی کا یہ سبب نہیں ہے کہ فی نفسہ شادی کوئی مصیبت ہے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے شادی کی اصل قدر و قیمت ہی کو نہیں سمجھا۔

ہوس پرست مرد ایسے لوگوں کی زندگیوں کا اگر جائزہ لیا جائے تو یہ پتہ چلے گا کہ ان کی شادی ناکام نہیں ہے بلکہ یہ لوگ خود ناکام ہیں اور ان کی ناکامی کا بڑا باعث یہ ہے کہ یہ اس طبقہ کے لوگوں میں سے ہیں جن کے خیالات عورتوں کے بارے میں نہایت ہی پست ہیں۔ ان کے نزدیک عورت کی تخلیق صرف اس لئے ہوئی ہے کہ بس وہ مرد کی حیوانی خواہشات کو رفع کرتی رہے یہ لوگ محض اس نظریہ کے ماتحت شادی کرتے ہیں کہ ان کو زائد سے زائد جسمانی لذت حاصل کرنے کیلئے ایک عورت مل جائے ان کا نقطۂ نظر یہ ہوتا ہے کہ شادی کے بعد عورت کو اپنے جسم پر کوئی حق باقی نہیں رہتا چنانچہ ایسے مرد عورتوں کو اپنے دام نفسانی میں پھانسنے کے بعد ان کی زندگیاں برباد کر دیتے ہیں۔

ذرا غور کیجئے کہ جن لوگوں کا نقطۂ نظر اس قدر پست ہو جنہوں نے شادی کے مقدس رشتہ کو نفسانی خواہشات کی تکمیل کا ایک ذریعہ سمجھ رکھا ہو وہ شادی کی سچی

اور روحانی مسرتوں سے کیا لطف حاصل کر سکتے ہیں اور ان کی شادیاں اگر ناکام ہونگی تو اور کیا ہوگا۔ ہماری ایمانداری کے ساتھ یہ رائے ہے کہ یہ لوگ ہرگز ازدواج کے پاکیزہ رشتہ کے لائق نہیں اور ان کا وجود نظام معاشرت اور سوسائٹی کے لئے ایک زہر ہے بلکہ اگر سچ پوچھا جائے تو ایسے نفس پرستوں کو انسان کہنا بھی انسانیت کی بہت بڑی توہین ہے جن لوگوں کی یہ افسوسناک ذہنیت ہو خواہ وہ کتنے ہی بلند مرتبہ اور نجیب الطرفین کیوں نہ ہوں ان کے ساتھ والدین کا اپنی لڑکی کی شادی کرنا اسے جہنم میں دھکیل دینے کے ہم معنی ہے۔ ضرورت ہے کہ ایسے درندوں سے معصوم اور بے زبان لڑکیوں کو بچایا جائے۔

خود غرضی کی لعنت

خود غرضی اور نفس پرستی شادی کے لئے زہر قاتل ہے۔ یاد رکھیئے کہ ان لوگوں کی شادیاں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتیں جو خود غرض یا نفس کے بندے ہیں شادیاں تو ان کی کامیاب ہوتی ہیں جو اس فرض کو ایک مقدس فرض سمجھ کر انجام دیتے ہیں اور جو عورت کو نفس پرستی کا کھلونا بنانے کی بجائے اس کے لئے بڑے سے بڑے ایثار کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں

خود غرضی کا یہ مرض صرف مردوں ہی میں نہیں ہے بلکہ عورتوں میں بھی پایا جاتا ہے مگر فرق صرف اتنا ہے کہ مرد تو نفسانی خواہشات کے لئے خود غرضی کا اظہار کرتے ہیں اور عورتیں روپیہ پیسہ اور دولت کے لئے تجارتی شادیاں کرتی ہیں ان عورتوں کا منشا اور مقصد اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوتا کہ وہ اس مقدس اور پاکیزہ رشتہ کے پردہ میں زرکشی کریں چنانچہ جو شادیاں زرکشی کے ناپاک جذبہ کے ماتحت کی جاتی ہیں وہ سو فی صدی ناکام ہوتی ہیں۔

ان لڑکیوں کو بھی شادی کے بعد بڑی مایوسی اور ناامیدی ہوتی ہے۔ جو شادی تو کر لیتی ہیں لیکن شوہر کی اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنے لئے باعث

تنگ خیال کرتی ہیں ایسی لڑکیوں کی تعداد اگرچہ بہت کم ہے لیکن پھر بھی جدید تہذیب نے آزاد خیال لڑکیوں کا ایک ایسا طبقہ پیدا کر دیا ہے جو محض آرام آسائش اور عشرت پسندی کے لئے شادیاں کرتا ہے چنانچہ ان کو شادی کے بعد ہمیشہ مایوسی ہوتی ہے

حقیقت یہ ہے کہ شادی ایک ایسا مقدس اور پاکیزہ رشتہ ہے کہ اس میں جہاں عورت یا مرد کی جانب سے خود غرضی شامل ہوئی یہ رشتہ فوراً ٹوٹ جاتا ہے۔ ہماری رائے ہے کہ وہ خود غرض مرد جو نفسانی خواہش کی تکمیل کے لئے شادیاں کرتے ہیں۔ اور وہ عورتیں جو عیش و عشرت اور حصول زر کی خاطر رشتہ ازدواج میں منسلک ہوتی ہیں ان کو شادی کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں بس ان کے لئے تو یہی بہتر ہے کہ وہ اپنے پست کردار سے اس مقدس رشتہ کو بدنام اور رسوا نہ کریں۔

―――― (۴) ――――

میاں بیوی میں خانہ جنگی

میاں بیوی جو ایک ساتھ رہتے ہیں ایک ساتھ کھاتے ہیں ایک ساتھ پیتے ہیں اور ایک ساتھ زندگی گذارتے ہیں، ان میں چھوٹے موٹے اختلافات کا پیدا ہونا معمولی بات ہے کیونکہ جو لوگ ایک ساتھ زندگی گذارتے ہیں ان میں اختلافات بھی ضرور پیدا ہوتے ہیں لیکن بعض اوقات یہ اختلافات بڑھتے بڑھتے نہایت ہی خطرناک صورت اختیار کر لیتے ہیں اس لئے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان اسباب اور واقعات پر بھی روشنی ڈالی جائے جن کی بنا پر میاں بیویوں میں عام طور پر اختلافات پیدا ہوتے ہیں تاکہ زوجین اپنی کمزوریوں سے واقف ہو جائیں جن کی وجہ سے بے شمار گھرانے تباہ اور برباد ہو چکے ہیں۔

باہمی اختلاف کیوں ہوتا ہے

سب سے پہلے میاں بیوی میں اختلاف اور شکر رنجی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب کہ شادی کا ابتدائی زمانہ گذر جاتا ہے اور دونوں کے تعلقات میں وہ گرما گرمی باقی نہیں رہتی جو ابتدا میں تھی چنانچہ اس گرما گرمی کے کم ہونے کے بعد چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناگواریاں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں اور بعض اوقات یہ ناگواریاں اتنی بڑھ جاتی ہیں کہ دونوں کے دلوں میں فرق پڑ جاتا ہے۔ ایسے حالات اگر رونما ہوں تو میاں بیویوں کو نہایت ہوشمندی اور تدبر سے کام لے کر اپنے اختلافات کو ختم کر دینا چاہیئے۔ ورنہ یہ ہوگا کہ آپس کی شکر رنجی آگے چل کر شدید مشکلات اور پریشانی پیدا کر دے گی۔

میاں بیوی کی شکر رنجی کے معاملہ میں مزاج کو بہت زیادہ دخل ہے۔ بعض

اوقات ایسا ہوتا ہے کہ زوجین میں سے کسی ایک کا مزاج تیز ہوتا ہے اور فریق ثانی میں تحمل کی کمی ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گھر میں آئے دن جھگڑے رہنے لگتے ہیں اور اکثر اوقات یہ جھگڑے اس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ نہایت ہی خطرناک صورت اختیار کر لیتے ہیں لیکن میاں بیوی اگر ہوشمندی کام لیں اور ضد بحث میں پڑنے کی بجائے اپنی کمزوریوں کی اصلاح کریں تو خانہ جنگی کے اسباب خود ہی دور ہو جاتے ہیں۔

فرضی خوبیوں کی تلاش

ہندوستان کے نوجوانوں نے فلم ایکٹرسیوں کے دیکھنے کے بعد بیوی کا پہلے ہی سے جو عجیب و غریب تخیّل قائم کر رکھا ہے بعض اوقات یہ غلط تخیل بھی خانگی زندگی کو برباد کر دیتا ہے چنانچہ یہ نوجوان جب یہ دیکھتے ہیں کہ ان کی بیوی میں نہ تو فلمی ایکٹریس کی سی شوخی ہے نہ زندہ دلی ہے اور نہ حاضر جوابی ہے تو ان کو بڑی مایوسی ہوتی ہے اور ان کی دلچسپیاں بیوی کی جانب سے کم ہونے لگتی ہیں نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ تخیّلی اور فرضی چیزیں اپنی بیوی میں تلاش نہ کریں اور غلط توقعات میں مبتلا ہو کر خواہ مخواہ اپنی زندگی کو برباد نہ کریں نوجوانوں کو سب سے بڑی چیز جو اپنی بیوی میں تلاش کرنی ہے وہ یہ ہے کہ آیا وہ بہترین اخلاقی جوہر سے آراستہ ہے یا نہیں اور اگر اس میں اخلاقی خوبیاں موجود ہیں تو اس پر ہزار فلمی ایکٹرسیں قربان کی جا سکتی ہیں۔

اقتصادی معاملات پر شکر رنجی

بعض اوقات اقتصادی معاملات پر بھی میاں بیوی میں جنگ چھڑ جاتی ہے لیکن یہ صورت اس وقت پیش آتی ہے جبکہ بیوی یہ دیکھتی ہے کہ شوہر اپنے شوق پر تو اندھا دھند روپیہ برباد کر رہا ہے لیکن اس کی جائز ضروریات کا مطلق خیال نہیں کرتا ان

حالات میں میاں بیوی میں جو خانہ جنگی برپا ہوتی ہے اس کی تمام تر ذمہ داری شوہر کے سر ہے۔ شوہر کو چاہئیے کہ وہ بیوی کی ضروریات کا پورا پورا خیال رکھے اور بیوی کو بدگمان ہونے کا موقعہ نہ دے۔

اسی نوعیت کے اور بھی بہت سے معاملات ہیں جن کی بنا پر میاں بیویوں میں آئے دن اختلافات پیدا ہوتے رہتے ہیں لیکن میاں اور بیوی دونوں کا فرض ہے کہ وہ ان اختلاف کو آگے نہ بڑھنے دیں بلکہ شروع ہی میں ان کا گلا گھونٹ دیں ورنہ اندیشہ ہے کہ یہ اختلافات بڑھتے بڑھتے ازدواجی زندگی کی مسرتوں کو تباہ نہ کر ڈالیں

اختلاف کے بنیادی اصول میاں بیوی کے اختلافی مسئلہ کا اگر تجزیہ کیا جائے تو ان کی تہہ میں مندرجہ ذیل بنیادی اسباب پائے جائیں گے۔

(۱) زوجین میں سے کسی ایک یا دونوں میں خود غرضی

(۲) آپس میں تحمل اور برداشت کی کمی۔

(۳) ایک کی دوسرے پر جا اور بے جا نکتہ چینی۔

(۴) اپنی ذاتی کمزوریوں کی جانب سے چشم پوشی

(۵) تیز مزاجی اور انداز تکلم کی درشتی

ہمارا خیال ہے کہ اگر زوجین ان بنیادی اسباب پر غور کرنے کے بعد اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کو دور کر لیں تو پھر میاں بیوی میں شکر رنجی اور خانہ جنگی کا کوئی امکان ہی باقی نہیں رہتا لیکن ان بنیادی کمزوریوں کی طرف سے بے توجہی برتی گئی اور ان کو دور کرنے کی کوشش نہ کی گئی تو اس بات کا بہت زیادہ امکان ہے کہ کہیں چھوٹے چھوٹے معاملات بڑھتے بڑھتے تباہ کن پہلو نہ اختیار کر لیں۔

عورت کی فطرت کا مطالعہ

ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے یہ چیز بھی نہایت ضروری ہے کہ مرد عورتوں کی فطرت کے مطالعہ کے فن سے بخوبی واقف ہوں تاکہ وہ عورت کے احساسات اور جذبات کو اچھی طرح سمجھ سکیں۔ چنانچہ جو مرد عورتوں کی فطرت اور افتاد طبع سے واقف ہوتے ہیں ان کی زندگیاں اپنی بیویوں کے ساتھ نہایت ہی ہنسی اور خوشی کے ساتھ گذرتی ہیں ذیل میں ہم عورت کی فطرت کے چند اہم پہلو اجاگر کر کے پیش کر رہے ہیں تاکہ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے کسی نہ کسی حد تک عورتوں کی فطرت سے بھی واقف ہو جائیں۔

عورت محبّت کی غلام

ہم اس سے قبل بھی یہ بتا چکے ہیں کہ عورت فطرتاً مرد کی محبت کی سب سے زیادہ شائق ہوتی ہے چنانچہ عورت محبت کے لئے بڑی سے بڑی قربانی کے لئے ہر وقت آمادہ اور تیار رہتی ہے، عورت کی محبت کے راستہ میں جو بھی رکاوٹ بنتا ہے عورت اسے بڑی نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں کوئی عورت بھی سوکن کی موجودگی کو آسانی کے ساتھ گوارا کرنے کے لئے کبھی تیار نہیں ہوتی حقیقت یہ ہے کہ عورت محبت کی دیوانی ہے۔ اگر مرد میں اظہار محبت کا سلیقہ ہو اور وہ یہ ثابت کرنے میں کامیاب ہو جائیں کہ ان کو اپنی شریک حیات کے ساتھ زبردست قلبی تعلق ہے تو وہ بیویوں کو اپنا گرویدہ بنا سکتے ہیں۔

مساویانہ تعلقات کی خواہش

عورت مساویانہ تعلق کا بے پناہ جذبہ رکھتی ہے اس کی فطری آرزو ہوتی ہے کہ مرد اسے اپنا ہم پلہ سمجھے اور ہر معاملہ میں اسے اپنا شریک کار بنائے۔ کیونکہ یہ عورتوں کو محکوم بنا کر رکھنا

زیادہ پسند کرتے ہیں لیکن شاید ان کو یہ معلوم نہیں کہ جب تک بیوی کے ساتھ مساویانہ تعلقات قائم نہیں کئے جائیں گے اس وقت تک وہ آزادانہ اپنی خواہشات اور تمناؤں کے اظہار سے معذور رہے گی، ذرا غور کیجئے کہ جب عورت کے جذبات کو محکومیت کے بوجھ میں دبایا جائے تو وہ مرد کے ساتھ قلبی تعلق کس طرح پیدا کر سکتی ہے۔ حاکم و محکوم کے تعلقات سے عورت کے جسم پر تو قابو پایا جا سکتا ہے لیکن عورت کے دل کو کبھی محکوم نہیں بنایا جا سکتا، اس لئے یہ ضروری ہے کہ مرد اپنی بیویوں کے ساتھ برابری کے تعلقات رکھیں ان کو اظہار جذبات کی پوری آزادی دیں اور ان کو صحیح معنوں میں شریک حیات بنائیں چنانچہ مشاہدہ بتاتا ہے کہ جن مردوں کے اپنی بیویوں کے ساتھ مساویانہ اور دوستانہ تعلقات ہوتے ہیں ان کی زندگی ہمیشہ خوشگوار رہتی ہے۔

عورت اپنی تعریف کی دلدادہ

مردوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی بیویوں کے اچھے کاموں کی پوری فیاضی کے ساتھ تعریف کریں اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت کی یہ فطرت ہے کہ وہ اپنی تعریف کو بے حد پسند کرتی ہے چنانچہ عورت کی سلیقہ مندی کی اگر تعریف کی جاتی ہے تو وہ خوش ہوتی ہے اگر اس کی ہنر مندی کو سراہا جاتا ہے تو وہ بے حد محظوظ ہوتی ہے اگر اس کی عقلمندی کے گن گائے جاتے ہیں تو وہ بڑی دلچسپی سے سنتی ہے۔ لیکن جب اس کے حسن و جمال کی تعریف کی جائے تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔

عورت کے حسن و جمال کی ادنیٰ سے ادنیٰ تعریف بھی عورت کی دوسری خوبیوں کی بڑی سے بڑی تعریف سے کہیں زیادہ مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ عورتوں کی فطرت کے ایک ماہر نے کہا ہے کہ عورت پر خوشامد کا حملہ محبت کے حملہ سے بھی زیادہ سخت ثابت ہوتا ہے۔ شوہروں کو چاہیئے کہ وہ بلا تکلف اپنی بیویوں کی خوبیوں کا اظہار کر دیا

کریں کیونکہ ایسا کرنے سے بیویاں شوہروں کو اپنا سچا قدردان سمجھنے لگتی ہیں۔

عورت میں آرائش کا جذبہ

عورتوں میں آرائش کا جذبہ عام پایا جاتا ہے اور یہ جذبہ تعریف کے جذبے کے ماتحت ہے تاکہ آرائش ان کے حسن وجمال میں اضافہ کرکے انہیں اور بھی زیادہ تعریف کے قابل بنا سکے۔ عورت ہر اس چیز کی دلدادہ ہے جو اس کے حسن وجمال میں اضافہ کر سکے۔ چنانچہ اکثر اوقات محض ایک معمولی سی لپ اسٹک عورت کے لئے قیمتی سے قیمتی تحفہ سے زیادہ قابل قدر ثابت ہوتی ہے۔ عورتوں کے آرائش کے اس جذبہ کو دیکھتے ہوئے شوہروں کو چاہئے کہ وہ ان کے لئے حسب ضرورت آرائش کا سامان فراہم کردیا کریں۔ عورت کو سامان آرائش سے اتنی ہی خوشی حاصل ہوتی ہے جتنی خوشی کہ بچوں کو کھلونوں سے ہوتی ہے۔

عورتوں میں تفوق پسندی

عورتوں میں تفوق پسندی بھی بے حد پائی جاتی ہے چنانچہ وہ اپنے خاندان کی عورتوں اور دوسری عورتوں پر تفوق حاصل کرنے کا بے پناہ جذبہ رکھتی ہیں یہی وجہ ہے کہ جب عورتیں کسی تقریب میں جاتی ہیں تو زیادہ سے زیادہ زیور اور بہتر سے بہتر لباس پہنتی ہیں تاکہ وہ کسی عورت سے گھٹ کر نہ رہ سکیں، عورت کا یہ جذبہ لباس اور زیور ہی تک محدود نہیں ہوتا بلکہ دوسرے معاملات میں بھی یہ جذبہ بہت نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ لباس اور زیور کی طرح وہ اولاد کی بھی تمنا رکھتی ہے تاکہ صاحب اولاد عورتیں اس پر تفوق نہ حاصل کر سکیں اس کے علاوہ اپنی اولاد اور خاندان کو وہ ترقی کے اعلیٰ ترین درجہ پر دیکھنا چاہتی ہے تاکہ ان کی اونچی پوزیشن کی وجہ سے اس کی پوزیشن بھی اونچی ہو سکے۔ عام طور پر دیکھا گیا کہ عورتیں ان مردوں کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتیں جو ترقی کے میدان میں پیچھے ہیں کیونکہ ایسے مردوں کی بیویوں کے جذبہ تفوق کو قدم قدم پر ٹھیس لگتی ہے۔

عورتوں میں رشک و حسد کا مادہ

عورتوں میں رشک وحسد کا مادہ بھی بہت زیادہ ہوتا ہے، عورت میں رشک و حسد کا مادہ یہاں تک ہوتا ہے کہ اگر اس کی تعریف کے ساتھ کسی دوسری عورت کی تعریف بھی کر دی جائے تو وہ اسے سخت ناپسند کرتی ہے سچ تو یہ ہے کہ عورت شوہر کی زبان سے کبھی دوسری عورت کی تعریف کبھی سن ہی نہیں سکتی بعض شوقین مزاج اور نا سمجھ شوہروں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ خواہ مخواہ غیر عورتوں کی تعریفیں اپنی بیوی سے کیا کرتے ہیں بیوی الی تعریفیں گو سُن تو لیتی ہے لیکن اس کے قلب کو اس سے سخت صدمہ پہنچتا ہے شوہر کی طرف سے بیوی کے خیالات خواہ کتنے ہی اچھے کیوں نہ ہوں لیکن جب وہ غیر عورت کی تعریف کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک طرف شوہر کی جانب سے شبہات پیدا ہو جاتے ہیں اور دوسری طرف اس عورت سے ایک قسم کا غائبانہ رشک اور حسد ہو جاتا ہے جس کی تعریف کہ شوہر نے کی ہے اس لئے مردوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی بیویوں کے سامنے غیر عورتوں کی تعریف کر کے اس کے دل میں رشک و حسد کی آگ کو خواہ مخواہ روشن نہ کریں۔

عورتوں میں حرص کا جذبہ

حرص کا جذبہ بھی عورتوں میں پایا جاتا ہے لیکن یہ جذبہ رشک و حسد اور تفوق کے جذبہ کے ماتحت ہے۔ مثلاً ایک عورت نے دوسری عورت کو کوئی اعلیٰ درجہ کا لباس یا خوب صورت زیور پہنے ہوئے دیکھا تو اس کے دل میں فوراً یہ خواہش پیدا ہو گی کہ یہ چیزیں اسے بھی حاصل ہو جائیں تاکہ وہ لباس اور زیور کے معاملہ میں کسی دوسری عورت سے پیچھے نہ رہے اور ان چیزوں کے حصول کے بعد دوسری عورت کو جو اس پر تفوق حاصل ہے اسے باطل کر دے اگرچہ اس جذبہ میں آرائش کا جذبہ بھی شامل ہوتا ہے، عورتوں کا حرص کا جذبہ اکثر اوقات مردوں کے لئے بڑا تکلیف دہ ثابت ہوتا ہے

کیونکہ عورت اپنے اس جذبہ کو فرو کرنے کے لئے شوہر کی مالی حالت کو نظر انداز کر دیتی ہے اور اس پر زور دیتی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح یہ چیزیں اس کے لئے فراہم کر دے۔ ایسے نازک مواقع پر مردوں کو چاہیئے کہ وہ کوئی ناگواری محسوس کئے بغیر بیویوں کو نہایت ہی نرم الفاظ میں اپنی مجبوریوں سے آگاہ کر دیں اور اس کے ساتھ حرص کی برائیاں جتا کر ان کو خود ہی اپنا مطالبہ واپس لینے پر آمادہ کر دیں۔

عورت کو حکمرانی کا شوق

آپ کو یہ معلوم کر کے حیرت ہوگی کہ اس "صنف نازک" میں جہاں اور جذبات ہیں وہاں حکومت کا جذبہ بھی پایا جاتا ہے اگر اس جذبہ کی زندہ مثال دیکھنی ہو تو ان عورتوں کو دیکھو جو تول یا کسی اور بنا پر اپنے شوہروں پر حاوی ہیں ان کے ہر انداز سے حکومت ٹپکتی ہے یہاں تک کہ شوہر کے ساتھ بھی یہ تحکمانہ انداز کے ساتھ پیش آتی ہیں اس کے علاوہ نوکروں کے معاملہ میں عورتوں کا انداز مردوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ تحکمانہ ہوتا ہے جن عورتوں میں حکومت چلانے کا جذبہ زیادہ فائق ہوتا ہے ان کے تعلقات عموماً شوہروں سے خراب ہو جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح حاکم شوہر اور محکوم بیوی کو زندگی کی سچی مسرتیں حاصل نہیں ہوتیں اسی طرح حاکم بیوی اور محکوم شوہر کی زندگی بھی خوشگوار نہیں بن سکتی۔ تعلقات کی خوشگواری کے لئے مساویانہ تعلقات نہایت ضروری ہیں لہٰذا جن عورتوں میں حکومت چلانے کا جذبہ ضرورت سے زیادہ ہو۔ شوہروں کو چاہئے کہ وہ ان کی اصلاح کریں اور ان کو تحکمانہ روش کی خرابیوں سے آگاہ کر کے میانہ روی کی راہ پر لائیں۔

عورت میں عداوت کا جذبہ

عورت جس طرح محبت کے معاملہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی اسی طرح عداوت کے معاملہ میں بھی وہ انتہا پسند واقع ہوئی ہے جس کسی سے عورت کو نفرت یا عداوت ہو جاتی ہے وہ چاہتی ہے

کہ اگر اس کے بس میں ہو تو وہ آن کی آن میں اسے فنا کر ڈالے عداوت کا جذبہ اگرچہ مردوں میں بھی پایا جاتا ہے لیکن عورتوں میں یہ جذبہ مردوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ تیز ہوتا ہے عورت کی یہ فطرت ہے کہ وہ اپنے دشمن کی تعریف سننا ایک لمحہ کے لئے بھی گوارا نہیں کرتی یہاں تک کہ دشمن کی تعریف کرنے والے سے بھی اس کو نفرت ہو جاتی ہے عورت کی عداوت کے اس جذبے نے بعض اوقات بڑے بڑے خطرناک ہنگامے برپا کر دئے ہیں اس لئے مردوں کو چاہیئے کہ جب ان کی بیویوں کے دل میں کسی کی جانب سے عداوت کا جذبہ پیدا ہو تو وہ اسے کم کرنے کی کوشش کریں تاکہ اس جذبہ کی بناء پر خطرناک نتائج ظہور میں نہ آنے پائیں۔

عورت ضدی ہوتی ہے

ضد کا بے پناہ جذبہ عورت کی امتیازی خصوصیت ہے جو "تریا ہٹ" کے نام سے مشہور ہے۔ جب کسی عورت کو کسی بات پر ضد ہو جاتی ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے نہیں روک سکتی چنانچہ جب وہ ضد پر اڑ جاتی ہے تو وہ اپنے ارادہ پر پتھر کی چٹان کی طرح قائم رہتی ہے لیکن عورت کے اس بے پناہ جذبہ پر صرف ایک چیز سے فتح پائی جا سکتی ہے۔ یعنی محبت سے شوہروں کو چاہیئے کہ جب بیویاں کسی ضد پر اڑ جائیں تو ان کو غصے یا سختی سے روکنے کی کوشش نہ کریں بلکہ محبت اور نرمی سے اس خطرناک جذبہ کو دبایا جائے مردوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ایسی حالت میں اگر سختی سے کام لیا گیا تو بجائے فائدہ کے الٹا نقصان اٹھانا پڑیگا۔ سختی کے برتاؤ سے عموماً عورت کا ضدی پن اور بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے اور عورت اس حد تک پہنچ جاتی ہے جہاں پہنچ کر بڑی سے بڑی اس کو اس کے ارادہ سے باز نہیں رکھ سکتی۔ عورتوں میں ضد یا ہٹ کا جذبہ وہ خطرناک جذبہ ہے جس نے بے شمار خاندانوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے اس جذبے سے متاثر ہو کر اکثر اوقات عورتوں نے خودکشی تک کر لی ہے۔

عورت میں غیرت کا جذبہ غیرت کا مادہ بھی عورتوں میں بہت زیادہ ہوتا ہے اگر عورت کے ساتھ حقارت اور بے اعتنائی کا برتاؤ کیا جاتا ہے یا کوئی ایسی بات کہی جاتی ہے جس سے اس کی خودداری کو صدمہ پہنچے تو اسے بے انتہا روحانی تکلیف ہوتی ہے بعض مردوں کی یہ عادت ثانیہ بن گئی ہے کہ وہ بغیر سوچے سمجھے جو چاہتے ہیں بیوی کو کہہ ڈالتے ہیں اور ایسا رویہ اختیار کرتے ہیں جس سے کہ اس کی تحقیر و تذلیل ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ دوسروں کے سامنے بھی بیوی کے ساتھ ناروا سلوک کرنا کوئی عیب نہیں خیال کرتے۔ اس افسوسناک طرز عمل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عورت کی خودداری کو زبردست ٹھیس لگتی ہے۔ چنانچہ ایک دو نہیں ایسے ہزاروں واقعات ہو چکے ہیں کہ عورتوں نے شوہر کے ذلت آمیز طرز عمل برداشت نہ کرتے ہوئے یا تو شوہروں کے گھروں کو چھوڑ دیا ہے یا خودکشی کر لی ہے شوہروں کو چاہیئے کہ وہ اپنی بیوی کی خودداری کو ٹھیس نہ لگائیں اور اس کی غیرت کے قابل قدر جذبہ کو کبھی بھول کر بھی مجروح نہ کریں اگر وہ ایسا کریں گے تو ایک نہ ایک دن انکی ازدواجی زندگی تباہ و برباد ہو جائیگی۔

عورتوں میں مذہبی احساس مذہبی احساس عورتوں میں مردوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہوتا ہے وہ مذہبی مسائل پر بغیر سوچے سمجھے اور غور کیئے ایمان لے آتی ہیں اور ہر حالت میں سختی کے ساتھ پابند مذہب رہتی ہیں یہاں تک کہ شوہر کی خدمت بچوں کی پرورش اور خانہ داری کے اجھاڑ کے باوجود بھی وہ مذہبی فرائض کی ادائیگی میں کبھی کوتاہی نہیں اختیار کرتیں یہ مذہب کی اس قدر دلدادہ ہوتی ہیں کہ انہوں نے بہت سی غیر مذہبی باتوں کو بھی مذہب کا جزو بنا لیا ہے اور ان کی نہایت سچے دل کے ساتھ پابندی کرتی ہیں عورت کی یہ خصوصیت ہے کہ جب وہ کسی مصیبت

یا آفت میں مبتلا ہوتی ہے تو مذہب ہی کے دامن میں آکر پناہ لیتی ہے. شریف عورتوں کا تو ذکر ہی کیا ہے بازاری عورتیں تک مذہب کے معاملہ میں شریف مردوں سے کہیں زیادہ مذہب کی گرویدہ دکھائی دیتی ہیں چنانچہ اکثر بازاری عورتوں نے محض مذہب کے اعلےٰ جذبہ سے متاثر ہو کر اپنی شرمناک زندگی کو بالکل ترک کر دیا ہے۔ عورت خواہ کسی مذہب و ملت سے کیوں نہ تعلق رکھتی ہو اور کسی طبقہ کی بھی کیوں نہ ہو اس میں مذہبی جذبات بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔ مردوں کو چاہیئے کہ وہ عورتوں کے مذہبی جذبات کی قدر کریں اور اگر ان کے اور ان کی بیویوں کے عقائد میں اختلاف ہو تو اسے نزاع کا سبب نہ بننے دیں. بلکہ اس بات کی کوشش کریں کہ اگر ان کے عقائد غلط ہیں تو وہ درست ہو جائیں۔

عورت میکہ والوں کی عاشق

عورتوں کو اپنے میکہ اور خاندان سے غیر معمولی لگاؤ اور تعلق ہوتا ہے چنانچہ اگر کسی عورت کے میکے والے خوشحال صاحب اقتدار ہیں تو وہ ان کی بار بار تعریف کرتی ہے، عورت کے میکے والے اگر ردّی حالت میں بھی ہوں تب بھی وہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کی خوبیاں تلاش کر لیتی ہے اور بڑے فخر کے ساتھ ان کو بیان کرتی ہے دنیا کی ہر عورت کی عادت ہے کہ وہ اپنے باپ دادا بھائیوں اور عزیزوں کے ذکر سے بے حد خوش ہوتی ہے۔ اور یہ چاہتی ہے کہ جس طرح وہ اپنے میکے والوں کے خلاف ایک لفظ بھی سننا گوارا نہیں کرتی شوہروں کو چاہیئے کہ اگر ان کو اپنی بیویوں کے میکہ والوں میں کوئی خوبی نہیں دکھائی دیتی تو وہ خاموش رہیں، اور ان کی برائی سے اجتناب کریں کیونکہ عورت سب کچھ برداشت کر سکتی ہے لیکن وہ اپنے میکے والوں کی توہین اور تذلیل نہیں برداشت کر سکتی اسی طرح جب عورت کے میکے والوں کی خاطر و مدارات کی جاتی ہے تو وہ بے حد خوش ہوتی ہے لیکن اگر شوہر کی جانب سے

ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں ہوتا تو اسے بے حد صدمہ ہوتا ہے اس ملک میں ہزاروں گھرانے محض اس بنا پر برباد ہو گئے ہیں چونکہ شوہروں نے بیویوں کے میکہ والوں کی برائی کر کے یا ان کے ساتھ ناروا طرز عمل اختیار کر کے بیویوں کے دلوں میں اپنی جانب سے نفرت پیدا کر دی ہے شوہروں کو چاہئے کہ وہ اس معاملہ میں محتاط رہیں اور ایسا کوئی طریقہ اختیار نہ کریں جس سے دل کو صدمہ پہنچے۔

عورت میں تلون مزاجی

عورتوں میں تلون مزاجی کا مرض بھی عام ہے لیکن تلون عورت میں فطری طور پر نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ اس کی کم علمی اور ناتجربہ کاری کا نتیجہ ہے ہمارا خیال ہے کہ اگر اس کے خیالات میں وسعت پیدا کی جائے اور زندگی کے مختلف معاملات میں اسے غور و خوض کا موقعہ دیا جائے اس میں کسی طرح سوجھ بوجھ پیدا کر دی جائے اور اسے ٹھنڈے دل کے ساتھ معاملات پر غور کرنے کا خوگر بنا دیا جائے تو اس کی یہ کمزوری آسانی سے دور ہو سکتی ہے تجربہ بتاتا ہے کہ جن شوہروں کی عادت یہ ہے کہ وہ ہر معاملہ میں اپنی بیویوں سے مشورہ کرتے ہیں اور آزادی کے ساتھ معاملات کے اچھے برے پہلوؤں پر بحث کرتے ہیں ایسے شوہروں کی بیویاں نہایت مستقل مزاج اور صائب الرائے بن جاتی ہیں۔ لہٰذا شوہروں کا فرض ہے کہ وہ عورتوں کی اس خامی کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

عورتوں کو زیادہ بولنے کا مرض

عورت فطرتاً بہت بولنے والی واقع ہوئی ہے اس کی زبان ہمیشہ قینچی کی طرح چلتی رہتی ہے جاہل عورتوں کا تو ذکر ہی کیا ہے بڑی بڑی تعلیم یافتہ اور سلجھی ہوئی عورتیں بھی بری طرح سے اس مرض میں گرفتار ہیں۔ خواہ مخواہ باتیں بنانا دوسروں کے راز فاش کرنا دو آدمیوں کی گفتگو میں بول اٹھنا ان کے لئے معمولی بات ہے عورتوں میں چونکہ زیادہ بولنے کا مرض عام ہے۔ اس لئے انہیں گفتگو کے لئے نئے نئے پہلو تلاش کرنے

کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب کوئی پہلو سامنے نہیں ہوتا تو وہ دوسروں کی برائیاں کرنے اور پوست کندہ حالات بیان کرنے سے بھی نہیں چوکتیں، عورتوں کے زیادہ بولنے کی وجہ سے بعض اوقات خطرناک نتائج پیدا ہو جاتے ہیں اس لئے شوہروں کا فرض ہے کہ وہ بیویوں کو جا و بے جا گفتگو کرنے سے روکیں ایک سمجھدار شوہر عورت کے اس مرض میں کمی تو ضرور کر سکتا ہے لیکن اس مرض کا دور ہونا نا ممکن ہے۔

عورت کی چند خامیاں

عورت کی فطرت میں چند ایسی خامیاں ہیں جن پر مردوں کو خصوصیت کے ساتھ نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً عورت اپنی دلی خواہشات کی بُری طرح سے تابع ہے۔ اس کے دل میں جو کچھ آتا ہے وہ کر گذرتی ہے وہ نتیجہ پر کبھی غور نہیں کرتی۔ عورت کی ایک یہ بھی فطرت ہے کہ وہ چھوٹی سی بات کو محض اپنی خیال آرائی کی بدولت بہت زیادہ اہمیت دیدیتی ہے اور چھوٹے سے چھوٹے معاملہ کو خواہ مخواہ اہمیت دے کر بے حد پیچیدہ بنا دیتی ہے، عورتوں میں عیب جوئی اور نکتہ چینی کا مرض بھی عام ہے، عورتوں کو اپنے عیوب کو جس درجہ پردہ میں رکھنے کا کمال حاصل ہے اسی قدر یہ دوسرے کے عیبوں کی پردہ دری میں نہایت ہی بیباک ہیں عورتوں میں ایک کمزوری یہ بھی ہے کہ ان کی قوت فیصلہ کسی قدر کمزور ہے جب وہ کسی معاملہ پر غور کرتی ہیں، تو کسی خاص نتیجے یا فیصلہ پر ان کا دماغ مشکل ہی سے پہنچتا ہے۔ لیکن ایک خوبی عورت میں ایسی ہے جو مرد کو بھی میسر نہیں یعنی اس کے اندر صبر و تحمل اس درجہ موجود ہے کہ یہ بڑے بڑے حادثہ کو خندہ پیشانی سے برداشت کر جاتی ہے عورت کا ذہن بھی بے حد تیز ہوتا ہے اور اس کا حافظہ بھی اس قدر بے نظیر ہوتا ہے کہ وہ سالہا سال کے واقعات کو کبھی فراموش نہیں کرتی۔

عورت ایک طلسم کدہ ہے

عورت کی فطرت اور خصوصیات پر جتنا بھی غور کیا

جائے نئے نئے پہلو سامنے آتے چلے جاتے ہیں۔ حقیقت میں عورت ایک عجیب طلسم کدہ ہے جس کے سمجھنے کے لئے اور جس کی فطرت کے مطالعہ کے لئے مردوں کو کافی غور و خوض کی ضرورت ہے لیکن دنیا میں بہت کم مرد ایسے ہیں جو عورت کی فطرت کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں چنانچہ عورت کی فطرت سے ناآشنا ہونے ہی کا یہ باعث ہے کہ مردوں کو اپنی ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے میں بڑی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ہمارا خیال ہے کہ اگر مرد عورتوں کی فطرت کے مطالعہ کی جانب توجہ کریں تو ان کی خانگی زندگی کی بہت سی پریشانیاں بڑی آسانی سے دور ہو سکتی ہیں۔

"عورت کی فطرت" ایک مکمل علم ہے جس پر کہ ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ ان اوراق میں تو عورت کی فطرت سے تعلق رکھنے والی چند موٹی موٹی باتیں درج کر دی گئی ہیں تاکہ ان سے فائدہ اٹھا کر شادی شدہ حضرات اپنی زندگیوں کو خوشگوار بنا سکیں۔ ہمارا خیال ہے کہ عورت کی فطرت سے واقف ہونے کے بعد مردوں کو بہت سی ان پریشانیوں سے نجات مل جائے گی جو نادانستگی میں عورتوں کے جذبات کو ٹھیس لگانے کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہیں۔

مردوں کو یہ بات بھی فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ عورت ایک صاف شفاف آئینہ ہے اس میں جس قسم کا عکس تم ڈالنا چاہو وہ ڈالا جا سکتا ہے۔ اگر کوشش کی جائے تو عورت کے دل و دماغ کو نہایت ہی خوب صورت سانچے میں ڈھالا جا سکتا ہے اور اسے اپنے لئے بہترین سرمایۂ راحت بنایا جا سکتا ہے۔

پاکبازی اور نیک چلنی

ازدواجی زندگی کی خوشیوں کو تباہ اور برباد کرنے کے لئے دنیا میں آوارگی اور بدچلنی سے بڑھ کر کوئی حربہ نہیں، طاعون اور تپ دق نے بھی شاید دنیا میں اتنے گھر نہ اُجاڑے ہونگے جتنے گھر کہ صرف آوارگی اور بدچلنی کی وجہ سے اجڑ چکے ہیں آوارگی اور بدچلنی نے گھروں اور خاندانوں کا ذکر ہی کیا ہے ملک کے ملک اجاڑ دئے ہیں۔ یہ وہ خطرناک وبا ہے کہ جس گھرانے میں بھی گھس جاتی ہے اسے ہر اعتبار سے تباہ اور برباد کردیتی ہے اور اس کی آئندہ نسلوں تک کو مٹا کر رکھ دیتی ہے۔

بدچلنی کی وبا دنیا کے ہر حصہ میں عام ہے اور یہ گھٹنے کی بجائے برابر بڑھتی چلی جارہی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مذہبی تعلیم مفقود ہو چکی ہے۔ اخلاق سے لوگوں کو کوئی واسطہ نہیں رہا قانون نے بدچلنوں کو کھلی آزادی دے رکھی ہے چنانچہ آوارہ منش اور بدچلن نوجوان ادھیڑوں یہاں تک کہ بوڑھوں کی بھی یہ حالت ہے کہ وہ کھلم کھلا بدچلنی کے جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اسے کوئی گناہ نہیں خیال کرتے۔ شرم و حیا کا ان کو ذرّہ برابر پاس نہیں اور امیروں کی حالت تو یہ ہے کہ ان کے لئے بدچلنی لوازماتِ زندگی میں شامل ہو گئی ہے۔

بدچلنوں کی دو قسمیں بدچلنوں کی دو قسمیں ہیں ایک بدچلن تو وہ ہیں جو غیر شادی شدہ ہیں اور اپنی نفسانی خواہشات کے غلام بن کر مارے مارے پھرتے ہیں اور دوسرے بدچلن وہ ہیں جن کے گھر میں شریک حیات اور کئی بچّے موجود ہیں پھر بھی وہ خاک اڑاتے پھرتے ہیں جہاں تک بدچلنی کے اخلاقی جرم کا تعلق ہے وہ کسی کے لئے بھی قابل معافی نہیں خواہ وہ غیر شادی شدہ ہوں یا شادی شدہ لیکن شادی شدہ لوگوں کی بدچلنی اتنا بڑا اخلاقی اور سوشل گناہ ہے کہ اگر اس کے لئے قانون

سزائے موت بھی تجویز کر دے تو شاید بیجا نہ ہو گا۔ لیکن ہمارے ملک کی بدقسمتی سے قانون نے ہر شخص کو بدچلنی کی کھلی اجازت دے رکھی ہے غیر شادی شدہ اور شادی شدہ دونوں کے لئے قانون نے نہ صرف آوارگی کا دروازہ کھول دیا ہے بلکہ آوارہ عورتیں بھی ان کے لئے سپلائی کر دی ہیں۔

ہمارے ملک کا قانون کس قدر ناقص ہے اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ قانون میں، چور، ڈاکو، خائن اور دھوکہ بازوں کے لئے تو بڑی بڑی سزائیں موجود ہیں لیکن اخلاق اور انسانیت کے ان قاتلوں کے لئے کوئی سزا نہیں۔ جو بدچلنی کے ذریعہ اپنے اہل و عیال اور متعلقین کو زندہ درگور کر دیتے ہیں حالانکہ یہ وہ مجرم ہیں جن کو سخت سے سخت سزا دئے بغیر کوئی چارہ نہیں اور ان کے لئے مناسب ترین سزا وہی ہے جو اسلام نے مقرر کی ہے یعنی ان کو منظر عام پر کھڑا کر کے سنگسار کرنے کے بعد دنیا سے ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔

شادی شدہ بدچلن

ہندوستان کے وہ نوجوان جن کی کہ شادیاں نہیں ہوئی ہیں ان سے تو ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ وہ تباہی اور بربادی کے راستہ کو چھوڑ کر ازدواجی زندگی کی پُرامن شاہراہ پر گامزن ہو جائیں۔ لیکن ہم خاص طور پر ان لوگوں سے مخاطب ہونا چاہتے ہیں جو شادی شدہ ہیں۔ ہم ان سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا تمہاری وفاشعاری کا تقاضہ یہی ہے کہ تمہاری شریک زندگی تو گھر میں پڑی ہوئی سڑتی رہے اور تم غلاظت خانوں میں اپنی ہوس کی آگ بجھاتے پھرو۔ ہم ان سے گذارش کریں گے کہ اگر تم اپنی خانگی زندگی کو عیش و آرام کے ساتھ گذارنا چاہتے ہو تو تم کو اپنی بیوی کے ساتھ وفاشعاری اور نیک چلنی کا ثبوت دینا پڑیگا یاد رکھو کہ جس طرح عورت پر فرض ہے کہ وہ پاکدامن اور وفاشعار رہ کر کسی دوسرے مرد کی جانب نگاہ اٹھا کر نہ دیکھے۔ بالکل اسی طرح تم پر بھی فرض

ہے کہ تم بھی اپنے آپ کو اپنی بیوی کے لئے اور صرف اپنی بیوی کے لئے وقف کر دو۔

بدچلنی کے خوفناک نتائج

کون نہیں جانتا کہ بدکاری اور بدچلنی مذہبی اعتبار سے بہت بڑا گناہ ہے لیکن چونکہ مذہب کا دور ختم ہو چکا ہے اس لئے مذہبی احکام کی کون پرواکرتا ہے لیکن مذہب کی جانب سے بے خوف ہونے کے بعد بدکاروں اور سیاہکاروں کو اسی دنیا میں سخت سے سخت سزائیں مل جاتی ہیں چنانچہ حرامکاری کے خوفناک نتائج۔ کشت وخون جیل پھانسی اور امراض خبیثہ کی صورت میں دن رات ہمارے مشاہدے میں آتے رہتے ہیں۔ بدچلنی کی بناء پر جو امراض خبیثہ پیدا ہو جاتے ہیں وہ صرف بدچلن مردوں ہی تک محدود نہیں رہتے بلکہ بدچلن مردان امراض سے اپنی نیک اور پارسا بیویوں کو بھی متاثر کر دیتے ہیں اور یہ سلسلہ صرف بیوی ہی پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ زہریلے اثرات نسلاً بعد نسلاً باقی رہتے ہیں یعنی بے گناہ اور معصوم اولاد بھی محض اس جرم میں سزا بھگتتی ہے چونکہ اس کے بدچلن باپ نے قانون اخلاق کو توڑ دیا تھا

بدچلنی کے عبرت انگیز واقعات

بدچلنی کے خوفناک نتائج کے سلسلہ میں ہم چند عبرت انگیز واقعات ذیل میں درج کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

ایک دولتمند نوجوان کو آتشک کی دیرینہ شکایت تھی، اس کی شادی اعلےٰ خاندان کی نہایت خوب صورت لڑکی سے ہو گئی۔ شادی کے چند ہی روز بعد بیوی کے جسم پر آتشک کے دانے نمودار ہو گئے۔ طبی معائنہ کے بعد پتہ چلا کہ غریب بیوی نے اپنے بدچلن شوہر سے یہ اثر قبول کیا ہے۔ بہترین معالجہ کے باوجود لڑکی کی صحت خراب ہو گئی اس کا تمام جسم پھوٹ پڑا۔ اور سر کے بال گر گئے۔ یہاں تک کہ لڑکی کی پلکیں تک جھڑ گئیں اور چند سال تک وہ انتہائی تکالیف برداشت کرنے کے بعد موت کا شکار

ہو گئی

ایک بہت بڑے بد چلن رئیس کو بد چلنی کی وجہ سے شدید قسم کے سوزاک کی شکایت تھی۔ یہ مرض رفتہ رفتہ اتنا بڑھا کہ ڈاکٹروں نے تجویز کیا کہ جب تک عضو مخصوص کو چیر کر اندرونی زخموں کو صاف نہیں کیا جائے گا اس مرض کا دور ہونا ناممکن ہے چنانچہ اس آپریشن کے لئے بڑے بڑے ڈاکٹروں کی خدماتِ حاصل کی گئی آپریشن ہوا مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ دوبارہ آپریشن کیا گیا لیکن اسی آپریشن میں مریض کا خاتمہ ہو گیا۔

اسی طرح ایک دوسرا بد چلن نوجوان شدید آتشک کے مرض میں مبتلا ہو گیا۔ ابتدا میں انجکشنوں سے کچھ فائدہ ہو گیا۔ لیکن اچانک یہ مادہ اس قدر پھوٹا کہ قابو سے باہر ہو گیا۔ سب سے زیادہ مرض کا اثر عضو مخصوص پر تھا اور عضو مخصوص کی حالت اتنی خراب ہو گئی، کہ ڈاکٹروں کو ایک سرے سے عضو کو کاٹ دینا پڑا۔ عضو کے کاٹ دینے کے بعد زخم نے ایسی خطرناک صورت اختیار کر لی کہ مریض جانبر نہ ہو سکا

ایک بد چلن شخص کے ہاں چار اولادیں پیدا ہوئیں جن میں سے تین لڑکے تھے اور ایک لڑکی لیکن یہ سب کے سب پیدائشی اندھے تھے۔ پہلا جب اندھا پیدا ہوا تو اسے معمولی بات تصور کیا گیا لیکن جب دوسرا بچہ بھی نابینا ہوا تو ڈاکٹروں سے مشورہ کیا گیا، ڈاکٹروں نے بتایا کہ بچہ کے باپ کے جسم میں آتشک کے جو زہریلے اثرات ہیں ان کا نتیجہ یہ ہے کہ رحم مادر ہی میں بچوں کی بینائی جاتی رہتی ہے چنانچہ اس کے بعد بھی جو دو بچے پیدا ہوئے وہ اندھے تھے۔

ان عبرت انگیز اور دردناک واقعات سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بد چلنی اور آوارگی نہ صرف خود بد چلنوں کی ذات کے لئے تباہ کن ہے۔ بلکہ اس کی بدولت بد چلنوں کی بیویوں اور بچوں کی زندگیاں بھی برباد ہو جاتی ہیں اور اکثر اوقات ان ہی بد چلنیوں کی بدولت آوارہ [illegible] لوگوں کی جانیں تک ضائع ہو جاتی ہیں۔ ان حقائق

سے یہ بات پوری طرح واضح ہے کہ ازدواجی زندگی کی تباہی اور بربادی کے لئے بدچلنی سے زیادہ کوئی چیز خطرناک نہیں ہے۔

بدچلنی معاشرت کے لئے تباہ کن

بدچلنی جہاں طبی نقطۂ نظر سے نہایت خطرناک ہے وہاں اس کے معاشرتی اثرات بھی بے حد تباہ کن ہیں ذرا غور کیجئے کہ ایک عورت جس کا شوہر شرابی ہو۔ بدچلن ہو اور آوارہ مزاج ہو اس کو اس کے ساتھ کیا دلچسپی ہو سکتی ہے چنانچہ ایک دو نہیں ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ بدچلنوں نے نہ صرف اپنی تمام دولت برباد کر دی ہے بلکہ ان کی بیویاں بھی ان سے قطع تعلق کر لینے پر مجبور ہو گئی ہیں۔ اور ایسا بھی ہوا ہے کہ بعض بدچلنوں کی بیویوں نے انتقام کے جذبے سے اندھی ہو کر جو بھی بدچلنی اور آوارگی کی زندگی اختیار کر لی ہے اور اس طرح بدچلنوں کی رہی سہی عزت بھی خاک میں مل گئی۔

پاکبازی اور نیک چلنی یوں تو زندگی کے ہر شعبہ میں نہایت ضروری ہے لیکن شادی کے بعد تو پاکبازی کے مسلک پر چلنا لازمی ہو جاتا ہے اس لئے ہمارا شادی شدہ نوجوانوں کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ نہایت ہی پاکبازانہ زندگی گذاریں۔ اپنی زندگی کو صرف بیوی کے لئے وقف کر دیں اور ازدواجی زندگی کی ان پاکیزہ مسرتوں کا پورا پورا لطف اٹھائیں جن کے مقابلہ میں دنیا کے سارے لطف ہیچ ہیں ایک شادی شدہ شخص پر سب سے بڑا فرض عائد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ تندرست اولاد پیدا کرے اور پھر ان کو اخلاق اور انسانیت کے سانچے میں ڈھالے اور یہ فرض اسی حالت میں انجام دیا جا سکتا ہے جب کہ تم انتہا درجہ کے پاکباز اور نیک بنو اور اپنے آپ کو اپنی اولاد کے لئے ایک اچھا نمونہ بنا کر پیش کر سکو۔

میاں بیوی کے لئے چند ہدایتیں

جہاں تک میاں بیوی کے رشتے کے نفسیاتی پہلوؤں کا تعلق ہے۔ ہم اس پر کافی روشنی ڈال چکے ہیں لیکن کتاب کے اس باب کے خاتمہ پر ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ازدواجی رشتہ کو خوشگوار بنانے کے لئے چند ایسی مزید ہدایتیں پیش کردیں جو میاں بیویوں کے تعلقات کو خوشگوار بنانے میں بہت زیادہ مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔

بیوی کے اخراجات کے خود کفیل بنو

ایک شادی شدہ نوجوان خواہ وہ کسی حیثیت اور کسی درجہ کا کیوں نہ ہو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کے جملہ اخراجات کا خود کفیل بنے۔ بیوی کے اخراجات کی کفالت نہ صرف شوہر کو بیوی کی نظر میں معزز بنا دیتی ہے بلکہ بیوی اس بات میں ذاتی طور پر ایک فخر محسوس کرتی ہے کہ اس کی کفالت بجز اس کے شوہر کے کسی کے ذمہ نہیں ہے۔ عام لوگوں کا تو ذکر ہی کیا ہے ہم نے بڑے بڑے خوشحال گھرانوں میں یہ دیکھا ہے کہ جو شوہر اپنی بیوی کی کفالت کی ذمہ داری اپنے باپ بھائی یا خاندان کے دوسرے سرپرستوں کے ذمہ ڈال دیتے ہیں بیوی اسے اپنی ایک سبکی محسوس کرتی ہے اور اس کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا شوہر اس کے تمام اخراجات کا کفیل بنے اس لئے ہر امیر و غریب شوہر کے لئے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کی کفالت کی تمام تر ذمہ داری خود برداشت کرے خواہ اس کو اس کے لئے کتنی ہی محنت شاقہ کیوں نہ برداشت کرنی پڑے۔ شادی شدہ نوجوانوں کو ہم بتانا چاہتے ہیں کہ تمہارا ماضی خواہ کسی حالت میں بھی کیوں نہ گذرا ہو۔ لیکن ازدواجی زندگی کی ذمہ داری قبول کرنے کے بعد تمہارا فرض ہے کہ تم اپنی شریک زندگی اور اپنے

بچوں کا بار کفالت ہر حالت میں خود برداشت کرو۔ شادی کے بعد کسی دوسرے کا دست نگر ہونا نہ صرف انتہائی شرمناک ہے بلکہ اس سے خیالات کے سمندر میں تمام سچی راحتیں غرق ہو جاتی ہیں ہم تم سے یہ نہیں کہتے کہ تم قارون کی طرح خزانہ جمع کرو کیونکہ ہمارے نزدیک دولت کی ضرورت سے زیادہ فراوانی بھی ایک لعنت ہے۔ ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ تم اپنی بیوی اور بچوں کی جائز ضروریات زندگی کے کفیل بن جاؤ تاکہ تم خود مختارانہ حیثیت میں زندگی کی سچی مسرتیں حاصل کر سکو۔

شبہات کے مرض سے بچو

ہمارے ملک کے ہزاروں گھرانے محض اس لئے تباہ و برباد ہو گئے ہیں چونکہ میاں بیویوں میں ایک دوسرے کے خلاف لایعنی شبہات پیدا ہو گئے تھے۔ لایعنی شبہات ازدواجی زندگی کے قصر کو بارود کی طرح جڑ اور بنیاد سے اکھاڑ کر پھینک دیتے ہیں۔ اس لئے شوہر کو چاہیئے کہ اگر اسے اپنی بیوی کے بارے میں کسی قسم کا شبہ پیدا ہو جائے تو وہ اس شبہ کو تقویت دینے کے بجائے جلد سے جلد رفع کر لے۔ اسی طرح بیوی کا فرض ہے کہ وہ اگر اپنے شوہر کے متعلق کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو جائے تو اس کو جلد سے جلد دور کرنے کی کوشش کرے۔ مشاہدہ بتاتا ہے کہ چھوٹی چھوٹی غلط فہمیوں اور شبہات نے بڑھتے بڑھتے ایسی خطرناک صورت اختیار کر لی ہے کہ ان بے معنی شبہات کی بناء پر خاندان کے خاندان تباہ ہو گئے۔

اولاد کی بیجا حمایت کی وبا

ہمارے ملک کے اکثر گھرانوں میں میاں بیوی میں اولاد کی بے جا حمایت کی بنا پر بھی اکثر اوقات بڑے بڑے ہنگامے برپا ہو جاتے ہیں۔ عام طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر باپ کسی جائز بات پر اولاد کی سرزنش کرتا ہے۔ تو ماں اپنی فطری محبت کی بناء پر اولاد کی بیجا حمایت پر اتر آتی ہے۔ اکثر اوقات

یہ بھی ہوتا ہے کہ اولاد میں سے کسی ایک بچہ سے باپ کو غیر معمولی محبت ہوتی ہے اور دوسرے بچے سے ماں غیر معمولی لگاؤ رکھتی ہے تو ان بچوں کی جائز و ناجائز حمایت کی بنا پر میاں بیویوں میں خانہ جنگی برپا ہو جاتی ہے میاں بیوی کو چاہیئے کہ وہ اولاد کی جا و بے جا حمایت کے ذریعہ اپنے گھر کو جہنم کا نمونہ نہ بنائیں بلکہ اولاد کی جائز سرزنش میں دونوں کو پوری طرح ہم خیال ہونا چاہیئے تاکہ اولاد کی تربیت صحیح ہو سکے۔

زبان کو قابو میں رکھو ہم اس سے قبل بھی یہ بتا چکے ہیں کہ بدزبانی اکثر اوقات ازدواجی زندگی کی مسرتوں کو بالکل تباہ کر کے رکھ دیتی ہے، ازدواجی زندگی میں داخل ہونے کے بعد میاں بیوی دونوں ہی کو اپنی زبان پر پوری طرح قابو رکھنا چاہیئے نہ تو شوہر ہی کو یہ چاہیئے کہ جو کچھ منھ میں آئے اندھا دھند کہہ ڈالے اور نہ بیوی ہی کو اپنی زباں درازی سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ بدزبانی سے بڑھ کر خانگی زندگی کو برباد کرنے والا کوئی زہر نہیں اس لئے میاں بیوی دونوں کو چاہیئے کہ وہ گفتگو میں ہمیشہ نرمی تہذیب اور شائستگی کو برقرار رکھیں، اگر کوئی سخت بات بھی کہنی پڑے تو نہایت نرم الفاظ میں اس کو ادا کیا جائے۔ ہمارا خیال ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ فتنہ بدزبانی سے برپا ہوتا ہے اور سب سے زیادہ گھرانے محض زبان کی بے احتیاطی سے برباد ہو جاتے ہیں۔

اعتماد باہمی کی ضرورت ازدواجی زندگی میں اعتماد باہمی سے زیادہ کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ شوہر کو چاہیئے کہ وہ اپنی بیوی پر پوری طرح اعتماد کرے اسی طرح بیوی کا فرض ہے کہ وہ کسی حالت میں بھی شوہر کے خلاف اپنے دل میں بے اعتمادی نہ پیدا ہونے دے یہ مرو اقعہ ہے کہ ازدواجی زندگی کو خوشگوار

کوئی چیز نہیں چنانچہ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جن میاں بیویوں کو ایک دوسرے پر کامل اعتماد ہوتا ہے ان کی زندگیاں مرتے دم تک خوشگوار رہتی ہیں اور ان کے گھر جنّت کا نمونہ دکھائی دیتے ہیں اس لئے تم کو چاہئے کہ تم اپنی بیوی کو بھی اعتماد کرنے کے خوشگوار نتائج سے آگاہ کردو۔

کمزوریوں کو نظر انداز کردو

دنیا میں آج تک کوئی انسان مکمل پیدا نہیں ہوا ۔ ہر انسان میں کوئی نہ کوئی خامی ضرور ہوتی ہے۔ خواہ یہ کمزوری جسمانی ہو اخلاقی ہو یا ذہنی ہو اس لئے میاں بیوی کو یہ چاہیئے کہ وہ ایک دوسرے کی کمزوریوں پر نکتہ چینی کرنے کی بجائے ان کو نظر انداز کر دیں اور کمزوریوں کے مقابلہ میں فریق ثانی کی خوبیوں پر زیادہ نظر رکھیں، دوسروں کی کمزوریوں کو نظر انداز کردینا ایک بڑا جوہر ہے اور میاں بیوی کے لئے یہ صفت نہایت ضروری ہے چنانچہ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جو میاں بیوی ایک دوسرے کی کمزوریوں کو نظر انداز کرنے کے بعد خوبیوں پر نظر رکھتے ہیں ان کی زندگیاں بڑے آرام کے ساتھ گذرتی ہیں.

بری عادتوں سے بچو

شادی شدہ مردوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ اگر خدانخواستہ شادی سے قبل وہ بد چلنی - شراب نوشی جوئے بازی اور دوسری بُری عادتوں میں مبتلا ہوگئے ہوں تو ان کو شادی کے بعد فوراً ان تمام بری عادتوں کو چھوڑ دینا چاہیئے - چونکہ ان بُری عادتوں کی وجہ سے نہ صرف ازدواجی زندگی برباد ہو جاتی ہے بلکہ آئندہ نسلوں پر بھی بری عادتوں کا بہت ہی ناگوار اثر پڑتا ہے۔ اسی طرح شادی شدہ عورتوں کو بھی فضول خرچی وغیرہ کی بُری عادتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے اور دولتوں کو ایسی پاکیزہ اور صاف ستھری زندگی گذارنی چاہیئے - جو

دوسروں کے لئے ایک مثال بن سکے۔

ان چند ہدایتوں کے بعد ہم اس کتاب کے اس باب کو ختم کرتے ہیں جس کا تعلق زیادہ تر زوجین کے نفسیاتی پہلوؤں سے تھا آئندہ ابواب میں ہم میاں بیوی کے ازدواجی تعلق اور اولاد کی پیدائش کے اہم مسائل پر تبصرہ کریں گے تاکہ اس کتاب کے ناظرین ان ضروری صنفی مسائل سے بھی واقف ہو جائیں جن کا جاننا ہر شادی شدہ جوڑے کے لئے لازمی اور ضروری ہے۔

ہمارے ملک کی جھوٹی تہذیب اور بے معنی شرم و حیا نے صنفی لٹریچر کو شجر ممنوعہ قرار دیدیا ہے۔ حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ تندرست نسلوں کو پیدا کرنے کے لئے اور قوم و ملک کی جسمانی بہبودی کے لئے اس لٹریچر سے زیادہ کوئی لٹریچر اہم نہیں۔ اس جہالت کی کوئی انتہا ہو سکتی ہے کہ جس پاکیزہ ازدواجی رشتہ کی بدولت ہم خود عالم وجود میں آئے ہیں اس کے بارے میں جائز معلومات حاصل کرنے کو غیر مہذب قرار دیا جائے اور جس چیز پر آئندہ نسلوں کی ترقی کا انحصار ہو ہم اسے شرمناک سمجھنے لگیں اور جس پر قوم کی ترقی کی بنیادیں رکھی ہوئی ہوں اسی چیز کو ہم فضول اور مہمل قرار دیں حالانکہ ضرورت اس کی ہے کہ ہم صنفی مسائل سے مناسب واقفیت پیدا کریں چنانچہ اسی اہمیت اور ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس کتاب کے آئندہ ابواب میں صنفی تعلق اور آئندہ نسلوں کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی جا رہی ہے تاکہ اس کتاب کے ناظرین اس معلومات سے فائدہ اٹھا سکیں۔

دوسرا باب

ازدواجی تعلق کا منشا

جہاز جس وقت مال و اسباب لاد کر اپنی منزل مقصود کے لئے روانہ ہوتا ہے
تو سب سے پہلے اس کے قطب نما کا معائنہ کیا جاتا ہے تاکہ قطب نما کی برائے نام
غلطی کی وجہ سے جہاز غلط راستہ اختیار کرنے کے بعد کسی سمندری چٹان سے ٹکرا کر پاش
پاش نہ ہو جائے بالکل اسی طرح عورت و مرد کا فرض ہے کہ جب وہ سفینۂ حیات کو
بحر ازدواج میں رواں کریں تو ازدواجی تعلقات کو اچھی طرح سمجھ لیں تاکہ اُن
کا سفینۂ حیات غلط راستہ اختیار کرنے کے بعد برباد نہ ہو جائے۔

اس چیز سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ازدواجی تعلق کی تعلیم ملک کے نوجوانوں
کے لئے نہایت ضروری ہے لیکن ملک کی بدقسمتی سے ہمارے بڑے بوڑھے اپنی
نوجوان اولاد کو ازدواجی تعلق کے بارے میں ضروری باتیں بتانا بھی معیوب خیال
کرتے ہیں اسی حزم اور بیجا احتیاط کا یہ نتیجہ ہے کہ صنفی معلومات پر بہت
ہی کم لکھا گیا ہے اور اس ضروری بحث کو یک لخت دائرہ تہذیب سے خارج کر دیا گیا
ہے چنانچہ صنفی معاملات کے بارے میں لوگوں میں طرح طرح کی غلط فہمیاں پیدا

ہوگئی ہیں اوباش سوسائٹی نے اس کو اپنا خاص موضوع بنالیا ہے، چونکہ اوباشوں کا کوئی کیرکٹر نہیں ہوتا اور نہ ان کو علم سے کوئی واسطہ ہوتا ہے اس لئے ان لوگوں نے خواہشاتِ نفسانی کو برانگیختہ کرنے والی کتب اور تصاویر ہی کو صنفی علم کا نادر ذخیرہ سمجھ لیا ہے اور یہ بُری طرح ملک کے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو اپنے غلط نظریہ سے گمراہ کر رہے ہیں۔

ہمارے نزدیک بنی نوع انسان کی یہ اہم ترین خدمت ہے کہ ملک کے اہل قلم اور سوشل رہنما نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ایسا زیادہ سے زیادہ اور پاکیزہ سے پاکیزہ لٹریچر شائع کریں جس کے ذریعہ لڑکوں اور لڑکیوں کو صنفی علم کی اہمیت بتائی جاسکے اور ان کو ایسی فرسودہ اور جذبات کو بھڑکانے والی کتب سے بچایا جاسکے جو لڑکوں اور لڑکیوں کی زندگی کو برباد کرنے کے لئے شایع کی گئی ہیں اس نوعیت کے خطرناک لٹریچر سے نوجوانوں کو بچانے کے لئے ہم یہ کتاب شایع کر رہے ہیں جس میں کہ ازدواجی زندگی کے تقریباً ہر پہلو پر نہایت سنجیدگی اور متانت سے روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی۔

اس کتاب کے زیر نظر باب میں ہم پوری آزادی کے ساتھ عورت اور مرد کے صنفی تعلق پر روشنی ڈالیں گے۔ لیکن صنفی تعلق کے بارے میں کچھ لکھنے سے پہلے ہم نوجوانوں کو یہ بتا دینا چاہتا ہیں کہ صنفی تعلق شادی شدہ زندگی کا سب سے گھٹیا تعلق ہے اس کو ازدواجی زندگی میں اس سے زیادہ اہمیت حاصل نہیں کہ بس اس کے ذریعہ سے نسل انسانی بڑھے اور چونکہ قدرت کا منشا نسل انسانی بڑھانا ہے اس لئے اس نے صنفی تعلق میں غیر معمولی لذت بھی پنہاں کر دی ہے تاکہ اس لذت کے لالچ کی وجہ سے بنی نوع انسان نسل انسانی کو بڑھاتا ہے یہ امر واقعہ ہے کہ اگر قدرت نے اس فعل میں غیر معمولی

لذت نہ رکھ دی ہوتی۔ تو انسان کا تو ذکر ہی کیا ہے شاید حیوان بھی اس ادنے درجہ کے فعل کی جانب توجہ نہیں کرتا۔

پودوں میں نظام تولید

صنفی معاملات کو سمجھنے سے پہلے ہمارے نزدیک پودوں اور ادنے حیوانات کے نظام تولید کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا اور اس سے صاف طور پر یہ عیاں ہو جائے گا کہ صنفی تعلق کا مقصد نفسانی لذت نہیں ہے بلکہ اس کا اصل اور بنیادی منشا یہ ہے کہ نسل بڑھے اور نسل کی زیادتی کی وجہ سے دنیا کی رونق میں اضافہ ہو، ذیل میں ہم پودوں اور جانوروں کے صنفی تعلق کے بارے میں چند حقائق درج کرتے ہیں جن سے صاف طور پر یہ بات واضح ہو جائیگی کہ ازدواجی تعلق سے قدرت کا اصل منشا کیا ہے۔

کسی تالاب کے کنارے جاکر کائی کو دیکھو۔ کائی نباتات میں بہت ادنی حیثیت رکھتی ہے اس میں ہر جانب سبز ریشے پھیلے ہوئے ہوتے ہیں جن کو طبی اصطلاح میں "اسپر وگیرا" کہا جاتا ہے۔ خوردبین سے اگر ان ریشوں کو دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ تمام ریشے نلکی نما ہیں چنانچہ جب کائی کے زیادہ جمنے کا موسم آتا ہے تو ان ننھے ریشوں میں ایک غیر معمولی کشش پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے ایک ریشہ دوسرے ریشہ کو اپنی جانب کھینچتا ہے چنانچہ دو ریشوں کے باہم اتصال سے بہت سے نئے ریشہ پیدا ہو جاتے ہیں لیکن وہ پرانے ریشے جن میں کہ اتصال ہو چکا ہے بالکل بے کار اور مردہ ہو جاتے ہیں گویا جب پرانے ریشوں کے اتصال کا مقصد پورا ہو جاتا ہے تو وہ فنا ہو جاتے ہیں۔

حیوانات کا نظامِ تولید

مکڑی کی مثال اس چیز کا بیّن ثبوت ہے کہ نر و مادہ کے اتصال سے قدرت الٰہی کا منشا کیا ہے مکڑی کی کیفیت یہ ہے کہ جب وہ اپنے نر سے جوڑ کھاتی ہے تو فارغ ہونے کے بعد نر کے سر کو چبا لیتی ہے اور اس طرح نر کا خاتمہ کر دیتی ہے اور جب وہ خود بھی نئی نسل پیدا

کر چکتی ہے تو فنا ہو جاتی ہے۔
کاڈ مچھلی نر سے جوڑ کھانے کے بعد لاکھوں کی تعداد میں انڈے دینا شروع کر دیتی ہے اور جب وہ دس بارہ لاکھ انڈے دے چکتی ہے تو پھر اس کے جسم میں کچھ باقی نہیں رہتا چنانچہ وہ انڈے دینے کے بعد جان دیدیتی ہے۔ اسی طرح نر بھی جوڑ کھانے کے بعد بالکل بیکار ہو جاتا ہے اس کی بھوک زائل ہو جاتی ہے اور جسم کی کھال سکڑ کر بد رنگ ہو جاتی ہے اس کے مزاج میں غصہ بے حد بڑھ جاتا ہے چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ لڑ لڑ کر جان دیدیتا ہے سالمن مچھلی بھی جوڑ کھانے کے بعد زندہ نہیں رہتی۔
شہد کی مکھیوں میں نر مکھی کچھ کام نہیں کرتی دوسری مکھیاں اس کو صرف اسی لئے کھلاتی پلاتی ہیں کہ جب ملکہ مکھی انڈے دینے کے قابل ہو تو وہ اس سے لطف حاصل کرے چنانچہ ملکہ مکھی اپنی زندگی میں صرف ایک مرتبہ چھتے سے باہر نکل کر نر مکھی کے ساتھ پرواز کرتی ہے اور نر سے جوڑ کھانے کے بعد چھتے میں واپس آجاتی ہے۔ پھر نر مکھی کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی نر یا تو قدرتی موت مر جاتا ہے۔ یا دوسری مکھیاں اس کو مار ڈالتی ہیں ملکہ مکھی کے جسم کی ساخت اس قسم کی ہوتی ہے کہ وہ مادہ تولید کو مہینوں بلکہ برسوں تک محفوظ رکھتی ہے چنانچہ وہ اس محفوظ مادۂ تولید کے ذریعہ برابر انڈے دینے کا کام جاری رکھتی ہے۔ لیکن نر کے پاس ساری عمر میں صرف ایک ہی مرتبہ جاتی ہے۔

پرندوں کے لئے اتصال کا موسم پرندوں اور جانوروں میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ان کے اتصال کا خاص موسم ہوتا ہے اس موسم میں اتصال کے بعد یہ نئی نسلیں پیدا کرتے ہیں اور پھر زمانہ دراز تک ایک دوسرے کی جانب رخ بھی نہیں کرتے ان مثالوں سے یہ چیز صاف طور پر

واضح ہو جاتی ہے کہ باہمی اتصال کا منشا اور مقصد لذت نہیں ہے بلکہ نئی نسلیں پیدا کرنا ہے۔ اس لئے انسان کو چاہئیے کہ وہ منشائے قدرت کو بھولنے کے بعد نفسانی لذت کو ازدواجی زندگی کا مقصود ہرگز قرار نہ دے ورنہ اسے شدید نقصانات کا سامنا کرنا پڑیگا۔

یہ درست ہے کہ حشرات الارض اور بعض جانوروں کی طرح باہمی اتصال کے بعد انسانی زندگی میں موت تو واقع نہیں ہوتی لیکن جسمانی قوت بڑی حد تک زائل ہو جاتی ہے چنانچہ جو لوگ احتیاط سے کام نہیں لیتے اور اپنی طاقت کو محض لذتِ نفس کے لئے زائل کرتے رہتے ہیں ان میں سے اکثر کی موت بھی واقع ہو جاتی ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ مواصلت کی خواہش قدرتی ہے۔ فریقین اس سے احتراز نہیں کر سکتے لیکن احتیاط ضرور کر سکتے ہیں اور بہتر یہی ہے کہ خاص ضرورت کے علاوہ اس فعل سے ہمیشہ اجتناب کیا جائے دنیا میں ایسے مردوں اور عورتوں کی تعداد غیر محدود نظر آتی ہے جنہوں نے کثرت جماع سے اپنی زندگیوں کو برباد کر لیا ہے ان کی جسمانی حالت قابل رحم ہے دماغ بے کار ہو چکے ہیں اور عام کمزوری کی وجہ سے بدمزاجی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ انہیں دنیا کی کوئی مسرت مسرت نہیں معلوم ہوتی۔

خواہشات کو قابو میں رکھو

دنیا میں جہاں ایسے لوگوں کی کثرت ہے جو لذت نفس کی خاطر بری طرح سے اس فعل کے گرویدہ ہیں وہاں ایسے بھی لوگ موجود ہیں جنہوں نے اس آگ کو بڑی حد تک دبا دیا ہے ہندوستان میں ایک دو نہیں ہزاروں ایسی بیوہ عورتیں موجود ہیں جنہوں نے شوہر کے مرنے کے بعد اس فعل کو قطعی ترک کر دیا ہے ایک یوروپین کے حالات ہماری نظر سے گذرے تھے جس نے کہ محض اس فعل کو اپنی بیوی کے ساتھ ترک کر دیا چونکہ اس کو اس فعل سے تکلیف ہوتی تھی چنانچہ اس یوروپین نے پورے بیس سال اپنی بیوی کے ساتھ حالت

تجرد میں گذار دئے ہندوستانیوں کے لئے سب سے درخشاں مثال گاندھی جی کی ہے جنھوں نے سنہ ۱۹۰۶ء میں قطعی طور پر اس فعل کو ترک کر دیا تھا۔ ان مثالوں کے پیش کرنے سے ہمارا منشا یہ ہے کہ اگر انسان چاہے تو وہ آسانی کے ساتھ اس جذبہ کو دبا سکتا ہے۔

ہم یہ تو نہیں چاہتے کہ ملک کے نوجوان قطعاً اس فعل کو ترک کر دیں لیکن اس بات کے ضرور خواہشمند ہیں کہ وہ اس میں زیادہ سے زیادہ کمی کر دیں کیونکہ ایسا کرنے سے ایک طرف میاں بیوی کی صحت پر کوئی ناگوار اثر نہیں پڑیگا اور دوسری جانب شادی کے روحانی رشتہ پر نفسانی خواہشات غالب نہ آسکیں گی۔

ازدواجی گلشن کی پہلی بہار

ازدواجی گلشن کی پہلی بہار کا زمانہ جس قدر دلکش ہوتا ہے اتنا ہی اسے مخدوش بھی کہا جاسکتا ہے یہ وہ زمانہ ہوتا ہے جب دو نا تجربہ کار ہستیاں ہر وقت لذت نفس میں غرق رہنا چاہتی ہیں۔ نوجوانوں کی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی نئی شریک حیات کے جذبات سے قطعی ناآشنا ہوتے ہیں اور سنی سنائی باتوں کی بنا پر وہ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ شریک زندگی کی تسخیر کے لئے بہترین اصول "گربہ راروز اول کشتہ باید" ہے وہ عموماً اس مغالطہ میں مبتلا ہوتے ہیں کہ اگر مواصلت میں زیادتی سے کام لیا گیا تو ان کی شریک حیات پر ان کا نقش مردانگی ہمیشہ کے لئے قائم ہو جائے گا۔

ازدواجی تعلقات پر جو فضول اور بے معنی لٹریچر شائع ہوتا رہا ہے اور کوکا پنڈت کے نام سے جو مہملات ہندوستان میں مشہور ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مرد کے مقابلہ میں عورت میں نو گنی نفسانی خواہش ہوتی ہے حالانکہ یہ سراسر غلط ہے نہ تجربہ اس کی تصدیق کرتا ہے اور نہ طب ہی اس کی تائید کرتی ہے مگر نوجوان اس غلط تخیل کی بنا پر حد احتیاط سے متجاوز ہو جاتے ہیں جس کے نتائج نہایت ہی خطرناک ثابت ہوتے ہیں اس سلسلہ میں ہم نوجوان شوہروں کو یہ بتا دینا ضروری خیال کرتے ہیں کہ یہ تخیل کسی طرح بھی درست نہیں ہے کہ عورت میں مرد کے مقابلہ میں نفسانی خواہش تیز ہوتی ہے بلکہ حقیقت ہے کہ یہ خواہش عورت میں بہت کم پائی جاتی ہے اس کے علاوہ ایسی عورتیں بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں جن کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ وہ بڑی حد تک جنسی خواہشات سے محروم ہیں عورتوں کو جنسی خواہشات کے لحاظ سے مندرجہ ذیل تین طبقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

نفسانی خواہشات سے مبرا عورتیں

پہلے طبقہ میں وہ عورتیں ہیں جن کا دل جنسی خواہشات کی جانب بہت کم مائل ہوتا ہے۔ اس عدم احساس کی کئی وجوہ ہیں عورتوں کا مذہبی باتوں میں غیر معمولی شغف جس کی وجہ سے نفسانی خواہشات کو ابھرنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔ یا دن رات گھر کے کام کاج میں مصروف رہنا اور رات کو تھک کر پڑ جانا اور گھر میں پڑے پڑے صحت کا خراب ہو جانا

اس جذبے کے کم یا نہ ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ یہ عورتیں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت سے محروم ہیں اس سلسلہ میں ماہرین طب کی یہ رائے ہے کہ استقرار حمل کے لئے عورت کے دل میں جذبات کا موجزن ہونا کوئی ضروری نہیں۔ اگر کسی عورت کے جذبات بالکل مردہ ہوں اور جنسی تعلق کی خواہشمند نہ ہو۔ اور ایسی حالت میں اس سے مواصلت کی جائے تو حمل قرار پا سکتا ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ بہتر حمل اور بہتر اولاد کے لئے یہ ضروری ہے کہ عورت میں بھی حس کا مادہ ہو۔

نفسانی خواہش رکھنے والی عورتیں

دوسرے طبقے میں وہ عورتیں ہیں جن میں خواہش نفسانی بحد اعتدال پائی جاتی ہے۔ اور اگر ان سے مواصلت کی جائے تو وہ اسے پسند کرتی ہیں لیکن اسی حد تک جب مرد حد اعتدال سے آگے نہ بڑھے جب مرد حد اعتدال سے آگے قدم بڑھانے لگتا ہے تو ان کو یا تو اس فعل سے نفرت ہو جاتی ہے یا زیادتی کی وجہ سے یہ امراض کا شکار ہو جاتی ہیں۔

جن عورتوں میں یہ خواہش اعتدال کی حد تک ہوتی ہے وہ عموماً تندرست ہوتی ہیں اور ان میں ایک خاص قسم کی زندہ دلی پائی جاتی ہے ایسی عورتوں کی اولاد عموماً تندرست پیدا ہوتی ہے۔

غیر معمولی خواہش رکھنے والی عورتیں

تیسرا طبقہ گو بہت محدود ہے

لیکن اس میں وہ ننگِ انسانیت عورتیں ہیں جن کے جذبات کبھی سرد نہیں ہوتے چنانچہ اگر ان کا مرد غیر معمولی طاقت رکھنے والا مرد نہیں ہوتا تو یہ بعض اوقات دامن عصمت کی بھی دھجیاں اڑا دیتی ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ طبقہ ثالث کی عورت کے جذبات اگرچہ عام عورتوں کے مقابلہ میں تیز ہوتے ہیں لیکن پھر بھی مرد کے جذبات کے اوسط کے مقابلہ میں کم ہی ہوتے ہیں۔

عورتوں کے متعلق معلومات پیش کرنے کے بعد ہم اپنے نئے شادی شدہ نوجوانوں سے کہتے ہیں کہ وہ یہ بات خاص طور پر ذہن نشین کر لیں کہ طبقہ ثالث کی عورتیں بہت کم ہوتی ہیں اس لئے ان کو اپنی بیوی کے بارے میں یہ رائے ہرگز نہیں قائم کرنی چاہیئے کہ وہ طبقہ ثالث میں ہے بلکہ ان کو جنسی تعلق کے سلسلہ میں بیویوں کے ساتھ انتہائی احتیاط کے ساتھ کام لینا چاہئے ورنہ ہم کو اندیشہ ہے کہ ان کی تندرستیاں تباہ ہو جائیں گی۔

حضرت آدم اور حضرت حوّا پر جب عتاب الٰہی نازل ہوا تھا تو حضرت حوّا سے خطاب ہوا تھا کہ "تیری خواہش تیرے شوہر کے تابع رہے گی۔ حضرت آدم کا گناہ تو معاف کر دیا گیا چنانچہ آدم کے بیٹے اس دنیا میں جنت کا لطف اٹھا رہے ہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ حوا کی بیٹیاں اس سزا کو ورثہ اور سمجھ کر برداشت کر رہی ہیں جب آدم کا گناہ معاف ہو چکا ہے تو حوا کی بیٹیوں کا گناہ بھی معاف ہو جانا چاہیئے اور ان کو خواہ مخواہ شوہروں کی خواہشوں کا غلام بنانا کسی طرح بھی درست نہیں۔

ارمانوں کا ہجوم نئے شادی شدہ عورت و مرد پر بعض اوقات ازدواجی گلشن کی پہلی بہار کے اثرات بہت زیادہ پڑتے ہیں۔

چنانچہ وہ لوگ جو عالم تجرد میں ہر وقت خوش و خرم رہتے تھے ازدواجی گلشن میں قدم رکھنے کے بعد بجائے شگفتہ ہونے کے اتنے افسردہ دکھائی دینے لگتے ہیں

اور غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ شادی کے ابتدائی ایام میں چونکہ جذبات تیز ہوتے ہیں اس لئے دولھا دلہن دل کھول کر ارمان نکالنا چاہتے ہیں۔

ازدواجی زندگی کی پہلی بہار کا زمانہ انتہائی احتیاط کا زمانہ ہوتا ہے اگر بادۂ شوق سے بے خود ہو کر اس زمانہ میں حصول لذت کی دیوانہ وار کوشش کی گئی تو اس زمانہ کے ناگوار نتائج تمام عمر برداشت کرنے پڑتے ہیں نوجوان دولھا دلہن کے لئے یہ زمانہ آزمائش کا زمانہ ہے پس اس نازک زمانہ میں، جو اپنے نفس پر قابو نہیں رکھتے ان کی ازدواجی زندگی کی پہلی بہار ہی آخری بہار بن کر ختم ہو جاتی ہے۔

سابقہ اوراق میں پوری وضاحت کے ساتھ یہ بتایا جا چکا ہے کہ شادی کا اصل منشا اور مقصد لذت جسمانی نہیں ہے بلکہ اس سے بہت زیادہ بلند ہے پس نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ جسمانی لذت کی بجائے بیوی میں روحانی لذت تلاش کریں اور اپنی ازدواجی زندگی کی بنیاد ان اصولوں پر رکھیں جن کے ذریعہ وہ ازدواجی زندگی کا دوامی اور حقیقی لطف حاصل کر سکیں۔

نوجوانوں کے مجرمانہ حملے

ازدواجی زندگی کے ابتدائی زمانہ میں نوجوان اپنی بیویوں پر جو مجرمانہ حملے کیا کرتے ہیں، ان کے نقصان پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک یوروپین خاتون لکھتی ہیں۔

"اپنی بیوی پر دیوانہ وار حملے نہ کیا کرو۔ کیونکہ اس طرح تم اس کے لطف کو خاک میں ملا دوگے۔ حجلۂ عروسی میں اپنے آپ کو وحشی حملہ آور ثابت کرنے کی بجائے سچا پرستار محبت ثابت کرو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ صبر و انتظار کا پھل کس قدر شیریں ہوتا ہے نئی دلہن کو جب یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ شوہر کو میرے جذبات سے زیادہ صرف اپنی خواہش نفسانی کا خیال ہے تو اس کا دل اپنے شوہر سے متنفر ہو جاتا ہے اور اس نفرت کی تمام تر ذمہ داری شوہر کے سر پر

ہوتی ہے یاد رکھو جو غلط فہمیاں ابتدا میں پیدا ہو جایا کرتی ہیں وہ آخر وقت تک دور نہیں ہوتیں عورت کے انکار سے اکثر اوقات مرد یہ غلط نتیجہ نکالتا ہے کہ اس کو میرے ساتھ محبت نہیں ہے۔ کیونکہ مردانہ فطرت کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ محبت کے ساتھ نفس پرستی کو بھی شامل کرلے اسی طرح جبری مواصلت سے عورت خیال کرتی ہے کہ مرد کو مجھ سے ذرہ برابر محبت نہیں کیونکہ جہاں محبت ہوتی ہے وہاں حکومت اور جبر کا کیا کام۔

ایک عورت سے بہتر عورت کی ترجمان کون ہوسکتی ہے نوجوانوں کو اس خاتون کی مندرجہ بالا عبارت سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے اور ان کو چاہیئے کہ وہ ہر حالت میں اپنی بیویوں کے ساتھ رحم و مروت اور شرافت کا برتاؤ کریں اور ان وحشیانہ حرکات سے بچیں جو درندگی کا بدترین نمونہ ہیں۔

ازدواجی تعلق کے بنیادی اصول

شادی کے بعد میاں بیوی میں ازدواجی تعلق اگرچہ لازمی چیز ہے لیکن اس سلسلہ میں جتنی بھی احتیاط سے کام لیا جائے بہتر ہے اور اس بات کا خیال رکھنے کی خاص طور پر ضرورت ہے کہ کہیں ازدواجی زندگی کی قدسیت اور پاکیزگی نفسانیت کے بوجھ میں نہ دب جائے ہم اس چیز کو تسلیم کرتے ہیں کہ ازدواجی تعلق میں بلاشبہ غیر معمولی لذت ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس میں بہت سے خطرناک پہلو بھی پوشیدہ ہیں اور یہ خطرناک پہلو ان لوگوں کی ازدواجی زندگی میں نمایاں دکھائی دیتے ہیں جو ہوس رانی کی بُری عادت میں مبتلا ہیں ایسے لوگ نہ تو ازدواجی تعلق ہی سے کوئی لطف اٹھا سکتے ہیں اور نہ اپنی ازدواجی زندگی ہی کو کامیاب بنا سکتے ہیں، ان کی بے اعتدالیوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی صحت کو برباد کر لیتے ہیں اپنی شریک زندگی کی تندرستی کو تباہ کر ڈالتے ہیں اور آئندہ نسلوں کی صحت پر بھی ان کی بے عنوانیوں کا نہایت ہی ناگوار اثر پڑتا ہے

شادی کی رُوحانی لذت

ازدواجی گلشن کا سب سے خوشنما اور دلفریب پہلو "محبت" ہے یہی ازدواجی زندگی کی روح ہے۔

قصر ازدواج کا سنگ بنیاد اسی محبت پر رکھا ہوا ہے۔ محبت کی بھی دو مختلف حیثیتیں ہیں ایک اس کا روحانی حصہ ہے جو مستقل اور غیر فانی ہے اور اس کا دوسرا حصہ مادی ہے جو عارضی ہوتا ہے اور اس میں جذبات سفل کے غالب ہونے کا ہر لحہ احتمال رہتا ہے۔ اگر محبت کا مادی حصہ بڑھ جاتا ہے تو روحانی اثرات بالکل زائل ہو جاتے ہیں اور ازدواجی محبت کی مثال ایک پھولدار درخت کی ہے جس کی جڑ تو میلی زمین میں دفن ہوتی ہے۔ لیکن اس کی شاخوں میں رنگ رنگ کے پھول کھلتے ہیں اسی طرح ازدواجی تعلق کا درخت

اگرچہ جماع کے نفسانی چشمہ سے شاداب ہوتا ہے لیکن اس کے ثمر اولاد جیسی خوشنما چیز کی صورت میں جلوہ گر ہوتے ہیں جس طرح پودے کی جڑ کو میلی زمین میں صرف اس لئے دفن کیا جاتا ہے کہ نظر فریب پھول کھلیں اسی طرح مواصلت میں عورت اور مرد کا نشا یہی ہونا چاہئیے کہ ہم اس فعل کا ارتکاب محض اس وجہ سے کرتے ہیں تاکہ ہماری آئندہ نسل چلے۔

محبت اپنے روحانی درجہ میں ایک مقدس ترین چیز ہے اس میں طاقت ہے کہ یہ ایک سیاہ کار انسان کو بھی وہ قوت عطا کر سکتی ہے جس سے وہ ذات الہٰی کا جلوہ دیکھ سکے لیکن اس کے مادی حصہ میں نہ پاکیزگی ہے اور نہ شان قدسیت۔ یہ دوسری بات ہے کہ لوگوں نے اپنی جہالت سے بوالہوسی کا نام محبت رکھ لیا ہے۔ حالانکہ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے محبت نور ہے اور بوالہوسی ظلمت محبت میں ہزاروں دلفریبیاں ہیں اور بوالہوسی میں کوئی دلفریبی نہیں، محبت وہ پاکیزہ نور ہے جو کائنات کو جگمگا دیتا ہے بوالہوسی ایک ایسا زہریلا درخت ہے جو اپنے قریب کے شاداب پودوں پر چھا جاتا ہے اور ان کو خشک کر دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بوالہوسی ازدواجی زندگی کے لئے ایک زہر ہے جس سے کہ ازدواجی زندگی کی غیر فانی مسرتیں ہمیشہ کے لئے فنا ہو جاتی ہیں اس لئے نوجوانوں کو چاہئیے کہ وہ بوالہوسی سے بچیں اور مواصلت سے صرف اسی حد تک لطف اندوز ہوں جس حد تک کہ وہ ازدواجی زندگی کی روحانی مسرتوں کے لئے تباہ کن نہ ثابت ہو سکے۔

مواصلت کا پیچیدہ مسئلہ شادی کے بعد مواصلت کا معاملہ نہایت پیچیدہ ہو جاتا ہے اور عورت و مرد کے جائز و ناجائز تعلقات کا سوال بے انتہا دقت طلب بن جاتا ہے اس اہم مسئلہ کو طے کرنے کے لئے ایسی کئی کتابوں کی ضرورت ہے اس مختصر سی کتاب میں اگر اس اچھے ہوئے مسئلہ کو چھیڑ دیا جائے تو پھر شاید ہم اس

مسئلہ کے علاوہ اور ایک حرف بھی نہ لکھ سکیں گے۔ اس لئے اجمالی طور پر اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

عورت و مرد کے ازدواجی تعلق کے بارے میں تین خاص نظرئے پیش کئے جاتے ہیں جو یہ ہیں

(۱) پہلا اور عامیانہ نظریہ تو یہ ہے کہ شادی کا اصل منشا یہ ہے کہ ایک مرد اپنی بیوی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ لذت نفس حاصل کرے اور اگر بیوی کے ساتھ لذت نفس حاصل کرنے میں ممنوعات ہوں تو مرد کو اختیار رہے کہ جہاں چاہے اس سے لطف اندوز ہو۔ یہ نظریہ اس قدر شرمناک ہے کہ مہذب دنیا شاید اس نظریہ کو سننا بھی گوارا نہ کرے۔ یہ نظریہ قوانین قدرت قوانین شریعت اور قوانین مدنیت کے بالکل خلاف ہے اس نظریہ کا سنگِ بنیاد شہوت پرستی اور نفس کی غلامی پر رکھا ہوا ہے۔

(۲) دوسرا نظریہ یہ ہے کہ مواصلت سے کوئی لذت مقصود نہ ہو بلکہ محض افزائش نسل کے لئے مواصلت کے فعل کو عمل میں لایا جائے اور جب یہ مقصد پورا ہو جائے تو اس فعل کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا جائے یہ نظریہ پہلے نظریہ کی بالکل ضد ہے۔ اگرچہ دنیا کے بڑے بڑے آدمیوں نے اس نظریہ پر عمل کرنے کے لئے بیحد زور دیا ہے اور یہ پاکیزہ بھی معلوم ہوتا ہے لیکن ہمارے نزدیک یہ اس لئے قابل عمل نہیں ہے چونکہ یہ عام فطرت انسانی کے بالکل خلاف ہے اگر پہلے نظریہ میں افراط ہے تو اس دوسرے نظریہ میں تفریط ہے لیکن اس لائق ضرور ہے کہ وہ حضرات جو اپنے جذبات پر قابو رکھتے ہیں وہ اس نظریہ پر عمل کرنے کی کوشش کریں لیکن اس نظریہ کے حاملوں کو اپنی بیویوں کو اپنے رنگ میں رنگنا پڑیگا۔ ورنہ اس کے نتائج خطرناک بھی نکل سکتے ہیں ہمارا خیال ہے کہ شاید اس دنیا میں گنتی ہی کے چند میاں بیوی ایسے نکل سکیں جو اس سخت ترین نظریہ پر عمل کر سکیں۔

(۳) تیسرا نظریہ یہ ہے کہ ازدواج کا منشا آئندہ نسلوں کو عالم ظہور میں لانا

ضرور ہے۔ لیکن شادی کا صرف یہی واحد مقصد نہیں ہے۔ بلکہ ایک منشا یہ بھی ہے کہ جب عورت،
ومرد میں فطری جذبات پیدا ہوں تو وہ ان کو فرو کر لیں کیونکہ ان کا فرو کرنا بھی صحت
اور تندرستی کے لئے ضروری ہے اس نظریہ کو بے شمار ارباب نظر نے بہترین بتایا ہے
چنانچہ ارباب نظر کی یہ متفقہ رائے ہے کہ شادی کے بعد نہ صرف نسل پیدا کرنے کے لئے
مواصلت کی جائے بلکہ فطری جذبات کو اس کے ذریعہ سرد کیا جائے۔

مواصلت کے لئے بہترین نظریہ

ہمارے نقطہ نظر سے بھی ازدواجی زندگی
کے لئے یہی تیسرا نظریہ نہ صرف قابل عمل ہے
بلکہ اس کے ساتھ ہی بہترین بھی ہے چونکہ جہاں تک پہلے نظریہ کا تعلق ہے وہ عیاشوں
کا نظریہ ہے اور دوسرا نظریہ اولیاء اللہ اور مذہبی اوتاروں کا ہے جو عوام کے لئے ناقابل
عمل ہے البتہ یہ تیسرا نظریہ ایک ایسا نظریہ ہے جس پر عام انسان عین فطرتِ انسانی
کے مطابق عمل کر سکتے ہیں لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر اس تیسرے نظریہ پر عمل کرتے
ہوئے حد اعتدال سے آگے قدم بڑھایا گیا تو پھر تیسرا نظریہ عیاشوں کا پہلا نظریہ
بن جائے گا اس لئے نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ پوری احتیاط کے ساتھ اس تیسرے
پر کاربند ہونے کے بعد اپنی زندگیوں کو خوشیوں سے لبریز کر لیں اور کسی صورت
میں بھی حد اعتدال سے آگے قدم نہ بڑھائیں اور دائرہ اعتدال میں رہتے ہوئے ایک
طرف نسل انسانی میں اضافہ کر کے منشائے الہٰی کو پورا کریں اور دوسری جانب انتہائی
احتیاط کے ساتھ اپنی فطری خواہشات کو فرو کرتے رہیں۔

مواصلت میں حقیقی اعتدال

یہ امر مسلمہ ہے کہ ازدواجی زندگی کو مسرور اور
کامیاب بنانے کا ذریعہ مواصلت میں اعتدال
ہے لیکن لفظ "اعتدال" بے حد تشریح طلب ہے کیونکہ ایک عورت یا مرد کا سمیا
اعتدال دوسرے کے لئے افراط ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ خود زوجین میں مرد جس کو

گو اعتدال سمجھے ہوئے ہے وہ عورت کیلئے ضرر رساں اور تباہ کن ثابت ہو۔ یا عورت کے نقطۂ خیال سے جو چیز اعتدال ہے اس پر عمل کرنا مرد کے دائرۂ قدرت سے باہر ہو۔ ہمارے نزدیک اس پیچیدہ مسئلہ کا بہترین حل یہ ہے کہ اعتدال پسند زوجین اپنے نفس پر انتہائی قابو رکھیں اور ازدواجی تعلق سے اس وقت تک پرہیز کریں جب تک کہ دونوں کے لئے جذبات کا طوفان قوت برداشت سے باہر نہ ہو جائے خواہشات نفسانی کو قابو میں رکھنا نفسانی لذتوں کی عمر کو بے حد بڑھا دیتا ہے۔ اگر خواہش نفسانی پر قابو رکھا جائے تو بڑھاپے تک اعصاب میں جوانی کی سی زندگی قائم رہتی ہے جس طرح دوسری خواہشات میں فہم و ادراک سے کام لیا جاتا ہے اسی طرح نفسانی خواہشات کی تکمیل بھی کافی غور و خوض کے بعد ہونی چاہئے۔ ایک صحیح الدماغ انسان بھوک کی حالت میں کبھی کوئی ایسی چیز نہیں کھائے گا جو کھانے کے لائق نہ ہو لیکن حیوان کے سامنے اچھی بُری جو چیز بھی ڈال دی جائے وہ اس سے اپنے معدہ کو پر کرلے گا انسان ہمیشہ مناسب غذا مناسب طریقوں پر تیار کر کے کھاتا ہے وہ غذا کی لذت کے ساتھ طہارت اور صفائی کا بھی خیال رکھتا ہے جس طرح ہم کھانے کے معاملہ میں احتیاط رکھتے ہیں اسی طرح ہمیں چاہئے کہ ہم مواصلت میں بھی احتیاط برتیں اور اپنی اس شریک زندگی کی تندرستی کا بھی خیال رکھیں جو مواصلت کی لذت میں برابر کی شریک ہے مواصلت خواہ پیدائش اولاد کے لئے ہو یا جذبات کی تسکین کے لئے بہر حال کسی مناسب اور ضروری مقصد کے لئے ہونی چاہئے۔ نہ یہ کہ محض تفریح طبع کے لئے اس فعل کو کیا جائے۔

شریک زندگی کے جذبات کا خیال

اپنی خواہشات اور جذبات کے مقابلہ میں مواصلت میں بیوی کے جذبات کا لحاظ زیادہ ضروری ہے ورنہ شریک زندگی کو سخت روحانی اور جسمانی صدمہ پہنچنے

کا احتمال ہے، مردوں کے ازدواجی معاملات پر جب غور کیا جاتا ہے تو وہ انسانوں کی بجائے وحشی درندے دکھائی دیتے ہیں، عورتوں ہی کا یہ ظرف ہے کہ وہ ان کی وحشیانہ حرکتوں کو نہایت ضبط اور تحمل کے ساتھ برداشت کرتی ہیں، وہ کھلے الفاظ میں تو شکایت نہیں کرتیں لیکن جب وہ اپنی بے تکلف سہیلیوں سے باتیں کرتی ہیں تو ان کے انداز گفتگو سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ وہ مردانہ توحش کی سخت شاکی ہیں یہ امر واقعہ ہے کہ ہزاروں عورتوں کی زندگیاں مردوں کی بے لگام خواہشات پر قربان ہو چکی ہیں، عورت خواہ بیمار ہو خواہ تھکی ہوئی ہو خواہ اسے مواصلت کی قطعی خواہش نہ ہو۔ لیکن مرد کے جذبات میں جب طوفان آتا ہے تو وہ غریب عورت کا کوئی عذر سننے کے لئے تیار نہیں ہوتا اور غریب عورت کو مجبوراً اپنے آپ کو مرد کے حوالے کر دینا پڑتا ہے مردوں کی اس وحشت اور بربریت کا علاج اس کے سوا کچھ نہیں کہ عورتوں میں بیداری پیدا کی جائے تاکہ وہ مردوں کی بے جا خواہشات کے سامنے گردن نہ جھکا سکیں۔

بیوی کے ساتھ جبر و زیادتی

کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ اگر کوئی مرد جذبات کی رَو میں اندھا ہو کر کسی غیر عورت پر دست درازی کر بیٹھتا ہے تو قانون اسے زنا بالجبر کی پاداش میں سخت سے سخت سزا دیتا ہے لیکن جب کوئی مرد اپنی بیوی کے ساتھ مواصلت بالجبر کرتا ہے جو زنا بالجبر کی بدلی ہوئی صورت ہے تو نہ حکومت کا قانون اسے مجرمانہ فعل سے روک سکتا ہے اور نہ وہ خود ہی اس کو کوئی جرم خیال کرتا ہے اس جرم کے مرتکبوں کو یاد رکھنا چاہئیے کہ حکومت کے قانون سے تو وہ محفوظ ہیں لیکن قدرت کے قانون سے وہ کسی طرح بھی نہیں بچ سکتے چنانچہ ایک نہ ایک دن ان کو اپنے کئے کی سزا بھگتنی ہوگی۔

اس قسم کی مواصلت جو بیوی کی رضامندی کے بغیر کی جاتی ہے ہمارے نقطۂ نظر

سے مذہبی اور اخلاقی طور پہ قطعی ناجائز ہے ذرا غور کیجئے کہ جب شادی زوجین کی رضامندی کے بغیر ناجائز ہے تو مواصلت جو شادی شدہ زندگی کا ایک جزو ہے باہمی رضامندی کے بغیر کب جائز ہو سکتی ہے۔ ہمارا نوجوانوں کو مشورہ ہے کہ وہ ہمیشہ اس نوعیت کے مجرمانہ اور وحشیانہ افعال سے اجتناب کریں چونکہ ان کی وجہ سے عورتوں کے دلوں میں مردوں کی جانب سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور عورتیں اپنے شوہروں کو خود غرض سمجھنے لگتی ہیں اور بعض اوقات عورتوں کی یہ نفرت ازدواجی زندگی کے گلشن کو تاراج کر کے رکھ دیتی ہے۔

مواصلت کے لئے مدت کا تعین

ازدواجی تعلق اور مواصلت کے لئے ایک اہم سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ آخر مواصلت کتنے عرصہ کے بعد کی جائے۔ اس سوال کا کوئی اطمینان بخش جواب تو دیا نہیں جاسکتا کیونکہ مواصلت کے لئے مدت کا تعین مرد عورت کی صحت کے دیکھنے کے بعد ہی کیا جاسکتا ہے اس لئے سب سے بہتر یہ ہے کہ ہر شخص اپنی بیوی کی اور اپنی عام جسمانی حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس سوال کا جواب خود ہی حاصل کرلے۔

اس سلسلہ میں جدید طبی تحقیقات یہ بتاتی ہے کہ مہینے میں زیادہ سے زیادہ دو مرتبہ مواصلت کرنی چاہیئے اطبا کے ایک طبقہ کی یہ رائے ہے کہ مہینے میں صرف ایک بار یعنی ہونا چاہیئے۔ چونکہ عورت کو حقیقی فطری خواہش ایام سے فارغ ہونے کے بعد مہینے میں صرف ایک ہی مرتبہ ہوتی ہے لیکن یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ بہت ممکن ہے کہ بعض طاقتور مرد اور عورتیں پندرہ دن بھی ضبط نہ کرسکیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ کمزور مرد اور عورتوں کے لئے پندرہ دن یا ایک مہینے میں بھی مواصلت خود کشی ثابت ہو لہذا سب سے بہتر اصول یہی ہے کہ مرد عورت اپنی صحت جسمانی کو دیکھ کر مدت کا تعین خود ہی کرلیں لیکن یہ مدت جتنی بھی طویل ہو اتنا ہی بہتر ہے۔

مواصلت میں بے احتیاطی

اگر زوجین ہمیشہ اعتدال کو مدنظر رکھیں تو نہیں وہ لطف حاصل ہوگا جو کثرت میں کبھی نصیب نہیں ہو سکتا اس لئے شادی شدہ حضرات کے لئے ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ ایسا موقعہ نہ آنے دو کہ کثرت جماع سے ہر وقت تمہاری پشت میں درد رہنے لگے دوران سر کی شکایت پیدا ہو جائے قوت سامعہ اور قوت باصرہ کمزور ہو جائے۔ تم کو چاہئے کہ پہلے ہی سے اپنی جسمانی حالت کا جائزہ لے لو تاکہ بعد کو تمہیں جسمانی تکالیف کا سامنا نہ کرنا پڑے اس کے علاوہ تمہیں یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ تمہاری بیوی کی عام جسمانی حالت کیا ہے اور تمہارے اس شغل سے اس کی صحت پر کیا اثر پڑ رہا ہے۔ کیونکہ تمہیں صرف اپنی ہی صحت کا خیال نہیں رکھنا ہے جس کی ذات پر تمہاری ازدواجی زندگی کی خوشحالی کا دارومدار ہے یاد رکھو اگر تم نے بے احتیاطی سے کام لیا تو صرف یہی نہیں ہوگا کہ تمہاری یا تمہاری بیوی کی صحت خراب ہو جائے گی بلکہ تمہاری ساری زندگی برباد ہو جائے گی۔

نفسانی خواہشات کی غلامی دنیا میں بدترین چیز ہے یہ دماغی قوتوں کو بالکل فنا کر دیتی ہے اس سے ترقی کے حوصلوں میں پستی پیدا ہو جاتی ہے۔ خواہشات کے غلاموں کی جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ نہ صرف بے وقوف اور احمق ہوتی ہے بلکہ ان میں جسمانی عیوب تک پائے جاتے ہیں چنانچہ آج تک کسی عیاش مزاج انسان کی اولاد نے دنیا میں کوئی اقتدار حاصل نہیں کیا دنیا میں اس وقت جتنے بھی رہنما اور لیڈر ہوئے ہیں وہ سب کے سب ان لوگوں کی اولاد ہیں جو انتہا درجہ کے پاکباز اور نیک چلن تھے۔

مواصلت اور عورت

حیوانوں کے نظام حیات پر جب ہم غور کرتے ہیں تو ہم کو پتہ چلتا ہے کہ ان میں تناسلی رشتہ کی تحریک ہمیشہ مادہ کی جانب سے ہوتی ہے مادہ نر کے پاس جانے کے لئے خود وقت معین کرتی ہے لیکن اشرف المخلوقات میں عورت کی خواہشات پدر کی خواہشات کی تابع سمجھی جاتی ہے اور

غریب عورت اس قدر بے دست و پا ہوتی ہے کہ اسے اپنے جسم پر بھی کوئی اختیار نہیں ہوتا مرد جب چاہتے ہیں اپنے جذبات کو تسکین دیکر حیوانوں سے بھی بدتر ثابت ہوتے ہیں اگر واقعات کے چہرہ سے نقاب اٹھا دی جائے تو ہزاروں ایسی عورتیں تڑپتی ہوئی دکھائی دیں گی جن کو مردوں نے نفس پرستی کی چھری سے ذبح کر ڈالا ہے۔

دنیا کے ہر حصہ میں غیر محتاط اور نفس پرست شوہروں کی بدولت ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں عورتیں انتہائی المصیبت اور تکلیف میں گرفتار ہیں اگر ان کی مصیبت کا ایک. چوتھائی اندازہ بھی صداقت پسند دنیا کو ہو جائے تو ہر ایک صداقت شعار انسان ان بوالہوسوں سے عورتوں کی مظلومیت کا انتقام لینے کے لئے آمادہ ہو جائے اور ان لاتعداد خوب صورت غلاموں کو آزاد کرانے کے لئے ایک زبردست تحریک اُٹھ کھڑی ہو جن کی زنجیر غلامی صرف موت ہی سے ٹوٹ سکتی ہے۔

عورتوں پر مردوں کے اس ظلم کی انتہا ہو چکی ہے ہم اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ مرد جن کے جذبات ضرورت سے زیادہ تیز ہیں اگر اپنی شریک حیات کو ختم کرنے کے بعد اپنی ازدواجی زندگی کو برباد نہیں کرنا چاہتے تو ان کو چاہیئے کہ وہ ہمیشہ ان چیزوں سے پرہیز کریں جو شہوانی قوتوں کو بیدار کرتی ہیں گرم اور مہیج غذائیں کبھی بھول کر بھی استعمال نہ کریں۔ کیونکہ بلا ضرورت ان کا استعمال ہمیشہ ضرر رساں ثابت ہوتا ہے گوشت کے استعمال میں کمی کر دیں اور ایسی کتابوں اور مناظر سے پرہیز کریں جن سے کہ جذبات میں برانگیختگی پیدا ہوتی ہو۔

زوجین کو علیحدہ سونا چاہیئے میاں بیوی کا یکجا سونا ایک طرف طبی لحاظ سے اور دوسری جانب نتائج کے اعتبار سے مضر ہے عام طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جو میاں بیوی یک جا سونے کے عادی ہیں وہ کثرت جماع کے مرض میں نہایت آسانی سے مبتلا ہو جاتے ہیں انسانی فطرت ہے کہ جب عورت

دمرد ایک بستر پر سوئیں گے تو ان کے جذبات بے ضرورت بھی مشتعل ہو جائیں گے۔ اس لئے زوجین کو چاہئے کہ وہ علیٰحدہ علیحدہ بستروں پر سوئیں اور اگر اس پر بھی جذبات قابو میں نہ رہیں تو علیٰحدہ علیحدہ کمروں میں سونے کا بندوبست کریں

طبی اصول کے مطابق میاں بیوی کے ساتھ سونے میں صدہا خرابیاں ہیں چنانچہ ایک طاقتور اور ایک کمزور شخص اگر ساتھ سوتے ہیں تو کمرہ کی صاف ہوا زیادہ تر طاقتور شخص اپنے تنفس میں جذب کر لیتا ہے اور طاقتور شخص کے پھیپھڑوں سے خارج شدہ خراب ہوا کمزور شخص کے حصہ میں آتی ہے اور اس طرح کمزور شخص کی صحت اور بھی برباد ہو جاتی ہے

تندرستی اور حفظانِ صحت کے لئے یہ ضروری ہے کہ میاں بیوی ہمیشہ علیحدہ علیٰحدہ بستروں پر سوئیں اور اگر میاں بیوی میں سے کوئی ایک کسی عارضہ میں مبتلا ہے تو پھر نہ صرف علیٰحدہ علیٰحدہ سونا ضروری ہے بلکہ علیٰحدہ کمروں میں سونے کی ضرورت ہے اس کے علاوہ قاعدہ کلیہ یہ بھی ہے کہ جب دو جسم سوتے میں آپس میں ملتے ہیں۔ تو زیادہ عمر والے کا جسم کم عمر والے کے جسم سے فاسفورس کھینچ لیتا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جو عورتیں شوہروں کے ساتھ سوتی ہیں ان کی تندرستی عام عورتوں کے مقابلہ میں نہایت خراب ہوتی ہے۔ لہٰذا یکجا سونے سے ہمیشہ اجتناب کرنا چاہئے۔

مصروفیت کثرت جماع سے بچاتی ہے

زوجین کے اصول اعتدال پر کاربند رہنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ دونو کسی نہ کسی مصروفیت میں الجھے رہیں۔ مصروفیت ہی دنیا میں ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو بہت سی لغزشوں اور کوتاہیوں سے بچاتی ہے۔ عام طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ وہی زوجین زیادہ تر کثرت جماع کے مرتکب ہوتے ہیں جن کو کوئی کام نہیں ہوتا اور بیکار پڑے رہتے ہیں چنانچہ بیکاری کی وجہ سے شہوانی خیالات ان کے

دل و دماغ پر چھا جاتے ہیں اس لئے میاں بیوی دونوں کا فرض ہے کہ وہ ہمیشہ مصروف رہیں تاکہ نفسانی خواہشات مصروفیت کے بوجھ میں دب جائیں۔

مواصلت اور صحت جسمانی میاں بیوی کو اپنی صحت جسمانی کا خیال اس وجہ سے اور بھی رکھنا چاہیئے کہ اس کا اثر ان کی آئندہ نسلوں پر بھی پڑتا ہے کمزور والدین کے بچے کمزور اور دائم المرض پیدا ہوتے ہیں اور عیاش والدین کی اولاد تو بالکل اور فاتر العقل تک پائی گئی ہے لہٰذا ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم نہ صرف اپنے لئے بلکہ آئندہ نسلوں کے لئے ازدواجی تعلق کے معاملہ میں پوری احتیاط سے کام لیں نفس پرستی اور اپنی صحت کی بربادی کے یہ معنی ہیں کہ ہم دیدہ و دانستہ آئندہ نسلوں کا گلا گھونٹ رہے ہیں۔ یاد رکھو خواہشات نفسانی پر قابو حاصل کرنے کے بعد ہی ہم کو حقیقی مسرت حاصل ہو سکتی ہے۔

ازدواجی تعلق کی بابت چند بنیادی اصول بیان کرنے کے بعد ہم آگے چل کر ازدواجی تعلق کے بارے میں چند مزید ہدایتیں درج کرتے ہیں تاکہ یہ ہدایتیں نوجوانوں کی ازدواجی زندگی میں صحیح رہنمائی کر سکیں۔

ازدواجی تعلق میں احتیاط

ایک نہایت دلفریب اور خوشنما باغ ہے جس میں چاروں طرف چھوٹی نہریں جاری ہیں نہروں کے کنارے روشیں کھچی ہوئی ہیں روشوں کے قریب نازک اور نظر فریب پھولوں سے بھری ہوئی کیاریاں ہیں۔ فضا میں پھولوں کی مست خوشبو پھیلی ہوئی ہے، پھولوں کی خوشبو نے تمہیں مست کر رکھا ہے اور تم قدم بڑھائے ایک روش پر چلے جا رہے ہو اگر تم ضرورت سے زیادہ بیخود ہو گئے ہو تو تمہارے لئے دو خطرے ہیں۔ تمہارے پاؤں کی ذراسی لغزش یا تو تمہیں نہر میں گرا دیگی جس سے تمہارے جسم کو صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہے یا تمہارا پاؤں عالم بیخودی میں ان نازک پھولوں کو پامال کر دیگا جو کیاریوں میں سجے ہوئے تمہارے لئے دلفریبی کا سبب بن رہے ہیں اور جن کی خوشبو سے یہ فضا معطر ہے بلکہ یہ فضا ہی نہیں تمام عالم مہک رہا ہے۔ ایسی حالت میں تمہیں چاہیئے کہ اپنے دل و دماغ پر قابو حاصل کرو۔ دیکھ بھال کر قدم بڑھاؤ تاکہ تمہارے قدم کو لغزش نہ ہو اور تم صحیح طور پر اس گلشن سے لطف اندوز ہو سکو۔

بالکل یہی حالت باغ حسن کی ہے جب تم گل چینی کے لئے قدم بڑھاؤ تو تمہیں یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ مواصلت کے نشہ کی بیخودی کہیں تمہیں اصول حفظان صحت کی روش سے ہٹا کر جسمانی کمزوری کے گڑھے کی طرف نہ گرا دے یا تمہاری لاپروائی شریک زندگی کے باغ حسن کو پامال نہ کر ڈالے لہذا ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ تمہیں مواصلت کے معاملہ میں وہ موٹے موٹے طبی اصول بتا دیں جن کا جاننا ہر شادی شدہ شخص کے لئے ضروری ہے یہ چند موٹی موٹی باتیں یہ ہیں۔

کھانے کے بعد مواصلت سے پرہیز۔ تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کھانا کھانے

کے بعد مواصلت مضر ہے کیونکہ اس وقت طبیعت غذا کے ہضم کرنے کی طرف متوجہ ہوتی ہے اگر ایسی صورت میں مواصلت کی طرف توجہ کی جائے گی تو غذا ہضم نہ ہوگی اور جب غذا ہضم نہ ہوگی تو معدہ کی حالت بگڑ جائے گی اور اس کا اثر تمام جسم پر پڑیگا۔ کیونکہ معدہ ہی غذا ہضم کر کے تمہارے جسم کے لئے خون پیدا کرنے کا سامان بہم پہنچاتا ہے جب اسی کی حالت درست نہ رہے گی تو خون کی پیدائش بند ہو جائے گی اور جسم دن بدن کمزور ہوتا چلا جائے گا۔

خلو معدہ کی حالت میں مواصلت

خلو معدہ کی حالت میں بھی پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ مواصلت کے بعد خصیوں میں جو کمزوری واقع ہو جاتی ہے وہ گردوں سے پوری ہوتی ہے اور گردوں کا تقاضہ جگر سے ہوتا ہے اور جگر معدہ سے طلب کرتا ہے جب معدہ ہی میں کچھ نہ ہوگا تو بتاؤ ان سب کے لئے غذا کہاں سے آئے گی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ معدہ کا اثر تمام جسم پر پڑیگا جس سے جسم کمزور اور لاغر ہو جائے گا اور رفتہ رفتہ مواصلت کی قوت میں بھی کمی آجائے گی بعض اطباء کا خیال ہے کہ خلو معدہ کی حالت سے مواصلت سے بینائی میں بھی ضعف پیدا ہو جاتا ہے اور دماغ کی قوت بھی سلب ہو جاتی ہے جو لوگ بغیر سوچے سمجھے خلو معدہ کی حالت میں مواصلت کرتے رہتے ہیں ان کا دماغ بالکل بے کار ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات جنون اور دیوانگی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

تکان کی حالت میں مواصلت

تکان کی حالت میں بھی مواصلت سے بچنا چاہیئے کیوں کہ اس وقت تمام جسم محنت و مشقت کی وجہ سے تھکا ہوا ہوتا ہے اور طبیعت اس تکان کے رفع کرنے کی طرف متوجہ ہوتی ہے ایسی حالت میں مواصلت کی آمادگی کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ تندرستی کے خلاف تم جنگ کے لئے آمادہ ہو۔ جب طبیعت بجائے تکان دور کرنے کے مواصلت

کی طرف راغب ہو جائے گی تو ظاہر ہے کہ تکان بدستور قائم رہے گا اور مواصلت سے بھی کچھ نہ کچھ یقینی طور پر تھکان پیدا ہوگا اور اسی تکان کی حالت میں جو ہر تندرستی بھی خارج ہوگا۔ تو دل و دماغ پر یکایک ایک نہایت ناگوار اثر پڑے گا۔ اور جسم کمزور ہو جائے گا۔

گرمی یا سردی میں مواصلت

جب موسم گرم ہو، آگ برس رہی ہو طبیعت گرمی کی وجہ سے بے چین ہو تو ایسی حالت میں کبھی مواصلت کی طرف توجہ نہ کرنی چاہیئے کیونکہ اگر ایسی حالت میں مواصلت کی گئی تو گرمی کی شدت سے تشنگی اور کرب زیادہ ہوگا جس سے صفراوی امراض کے پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے اسی طرح شدید سردی کی حالت میں بھی مواصلت بہت نقصان دہ ہے جو لوگ شدید سردی میں مواصلت کرتے ہیں ان کے مادہ تولید کے ساتھ جو ہر روح بھی نکل جاتا ہے جس کے نکلنے سے صدہا امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

رنج کی حالت میں مواصلت

بعض لوگ غم غلط کرنے کے لئے انتہائی رنج اور غم کی حالت میں بھی مواصلت کے لئے ہو جاتے ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے رنج و غم کو بھول جاؤ۔ لیکن اگر ایسی حالت میں نطفہ قرار پا گیا تو سمجھ لو کہ ایک مستقل غم تم نے مول لے لیا۔ کیونکہ ایسی حالت میں مواصلت کے بعد جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ بدصورت اور بدمزاج اور زود رنج اور تاریک خیال ہوتی ہے۔ چند گھنٹوں کے غم کو فراموش کر کے دائمی غم مول لینا کون سی دانشمندی ہے۔

برہنگی کی حالت میں مواصلت

بعض شوقین مزاج ازدواجی حدود سے آگے بڑھ کر عیاشی کی طرف قدم بڑھانا چاہتے ہیں وہ اپنی بیوی سے ایک بازاری عورت کی طرح لطف اٹھانے کی تمنا رکھتے ہیں۔ اس کا برا نتیجہ

یہ ہوتا ہے کہ یا تو وہ عیاشی کی منزل سے گذر کر آئے ہیں یا عیاش احباب نے انہیں اس قسم کی گمراہ کن تعلیم دی ہے وہ مواصلت کے وقت خود بھی برہنہ ہوجاتے ہیں اور اپنی شریک زندگی کو بھی عریاں کر دیتے ہیں مگر ان کو یہ نہیں معلوم کہ برہنہ ہو کر مواصلت کرنا بے حد مضر ہے جب فریقین برہنہ ہوتے ہیں تو مواصلت کا جذبہ ضرورت سے زیادہ تیز ہو جاتا ہے اب ان کی خواہش خواہش نہیں رہتی بلکہ مستی خمار کی صورت اختیار کر لیتی ہے اگر ایسی حالت میں نطفہ قرار پا جاتا ہے تو وہ بے عقل اور انتہا درجہ کا بے شرم ہوتا ہے۔ یاد رکھیئے مواصلت کے وقت جو آپ کے دل و دماغ کی کیفیت ہوگی اس کا اثر نطفہ پر یقینی طور پر پڑے گا۔

ایام خاص میں مواصلت

بعض جذبات کے بندے یا ناواقف ایام خاص میں بھی مواصلت کر بیٹھتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ:۔

انسان کے جسم سے جو مادہ فطری طور پر خارج ہوتا ہے وہ مادہ فاسد ہے اور مادہ فاسد ایک زہر ہوتا ہے۔ عورت کے جسم سے بھی مخصوص ایام میں زہریلا خون خارج ہوتا ہے۔ اسی خون کو حیض کہتے ہیں جو لوگ ایام حیض میں مواصلت کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں انہیں زہریلے خون کی گرمی سے یا تو سوزاک ہو جاتا ہے یا یہ زہر ان کے جسم میں پھیل جاتا ہے جس سے تمام جسم پک آتا ہے ان مخصوص ایام میں مواصلت سے صرف مرد ہی کو نقصان نہیں پہنچتا۔ بلکہ فریق ثانی بھی تمام عمر کے لئے ناکارہ اور بے کار ہو جاتی ہے اس زمانہ میں رحم اپنی اصلی حالت پر نہیں ہوتا۔ رگوں کی حالت نہایت نازک ہوتی ہے ایسی حالت میں مواصلت کرنا عورت کے رحم کو دیدہ و دانستہ بیکار بنا دینا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رحم میں نطفہ کی صلاحیت باقی نہیں رہتی اور نازک رگوں کو صدمہ پہنچ جانے سے طرح طرح کے آلام اور مصائب میں گرفتار ہو جانے کا اندیشہ ہے ان ہی نقائص کی وجہ سے اسلام نے ایسی صورت میں مواصلت کو ناجائز قرار دیا ہے

حمل کی حالت میں مواصلت

ایسی حالت میں جبکہ تمہاری بیوی حاملہ ہو تمہارے جذبات میں خواہ کیسا ہی طوفان کیوں نہ برپا ہو تم کو احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے اس وقت تمہارے سامنے دو چیزیں ہیں ایک تو تمہارے جذبہ کی تسکین دوسرے ایک ننھی سی جان کی موت اور زندگی۔ اگر تم اپنی چند لمحوں کی لذت قربان کرنے کے لئے تیار نہ ہو گے تو بہت ممکن ہے کہ دیدہ و دانستہ تم ایک معصوم ہستی کے مٹانے کا سبب بن جاؤ۔ ایسی صورت میں تم قوم اور مذہب دونوں کی طرف سے مجرم قرار دئیے جا سکتے ہو وہ نیم جان ہستی جو ابھی رحم مادر میں انسانی سانچہ میں ڈھالی جا رہی ہے۔ کچھ مدت کے بعد دنیا کی روشنی میں آئے گی ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ کون ہو گی اور کیا ہو گی بہت ممکن ہے کہ وہی اپنے وقت کا طارق یا نپولین بن جائے ان تمام دور اندیشیوں کو اگر ہم نظر انداز بھی کر دیں تب بھی ایسی حالت میں مواصلت بالکل غیر فطری ہے کیونکہ اس زمانہ میں عورت کی نفسانی خواہشات فنا ہو جاتی ہیں اور فطرت کا قانون اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ آنے والے مہمان کی طرف اپنی طبیعت کو رجوع کر دے اسی لئے کبھی اس کے دل میں بھولے سے بھی مواصلت کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا یہی نہیں ہوتا بلکہ ایام حمل میں جنس لطیف کو مواصلت سے تکلیف ہوتی ہے اور حرکات جماعی سے رحم کو صدمہ پہنچتا ہے جس کا اکثر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بے احتیاطی اسقاط حمل کا باعث ہو جاتی ہے۔ اسقاط حمل کوئی معمولی بات نہیں ہے اس کے نتائج نہایت خوفناک ہوتے ہیں اکثر اوقات اسقاط کے بعد زہریلا مادہ عورت کے تمام جسم میں پھیل جاتا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جنین اور بیوی دونوں ایک جذبات کی بے توجہی سے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔

مواصلت کا قدرتی منشا یہ تھا کہ استقرار حمل ہو وہ منشا پورا ہو چکا

جب یہ منشا پورا ہو چکا تو ایسی حالت میں مواصلت کرنا خلاف فطرت ہے خلاف مذہب ہے۔ خلاف عقل ہے۔

اگر خدا نے تمہیں عقل دی ہے تو غور کرو اور سمجھ لو کہ فطرت کی خلاف ورزی کی سزا تمہیں ضرور ملے گی۔ اور یہ سزا دنیا ہی پر ختم نہیں ہو جاتی مذہبی نقطۂ نظر سے بھی تم مجرم قرار دئے گئے ہو جس کے یہ معنی ہیں کہ آخرت میں بھی تم کو ان لغزشوں کی سزا برداشت کرنی ہوگی۔

زمانہ رضاعت میں مواصلت بعض کوتاہ اندیش نوجوان ایام رضاعت میں مواصلت کا سلسلہ برابر جاری رکھتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچہ کمزور ہو جاتا ہے۔ ایام رضاعت میں اگر مواصلت کی جائے تو نہایت احتیاط کی ضرورت ہے اگر احتیاط سے کام نہ لیا گیا تو بچہ کی غذا میں کمی واقع ہو جائے گی، اور بچہ کے کمزور ہو کر ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے ایام رضاعت میں مواصلت سے ایک نقصان اور بھی ہے وہ یہ کہ اگر اس زمانہ میں حمل قرار پا گیا تو حاملہ کا دودھ گاڑھا ہو جاتا ہے جو بچہ کی صحت کے لئے بے حد مضر ہے۔

مواصلت کی مضر صورتیں بیس سال کی عمر سے پہلے مواصلت کرنا خود اپنے لئے قبر کھودنا ہے حکما کا خیال ہے کہ دھوپ میں مواصلت کرنے سے اولاد پر ناگوار اثر پڑتا ہے جس رات کی صبح کو سفر کرنا ہو اس رات کو بھی مواصلت کے لئے اطبا نے سخت ممانعت کی ہے تاریکی میں بھی مواصلت کو ممنوع قرار دیا گیا ہے آفتاب کے طلوع و غروب کے وقت بھی مواصلت کرنا آئندہ نسل کے لئے بے حد مضر ہے۔

نوجوانوں کو چاہئے کہ جس وقت جذبات میں لہریں اٹھیں جس وقت وہ مواصلت کے لئے آمادہ ہوں تو اصول حفظان صحت کو پیش نظر رکھیں اور

موصلت کے غیر طبعی طریقوں سے بچنے کی کوشش کریں تاکہ اس لذت کے نشہ میں وہ تندرستی جیسی نعمت کو برباد نہ کر بیٹھیں۔

سن رسیدہ عورتوں سے موصلت

بعض دولت کے تمنائی یا عقل کے کمزور کسی لالچ کی وجہ سے بوڑھی عورتوں سے نکاح کر لیتے ہیں، ہم نے مانا کہ دولت ان کو مل جائے گی۔ مگر شاید انہیں یہ نہیں معلوم کہ وہ دولت لے کے اپنی تندرستی کو بیچ رہے ہیں بوڑھی عورت کے ساتھ موصلت کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اپنی تندرستی کے خوش نما پودے کو جان بوجھ کر تیزاب سے جلایا جا رہا ہے۔ جدید طب کے ذریعہ یہ چیز پایۂ تحقیق کو پہونچ چکی ہے کہ ہر انسان کے جسم میں فاسفورس کی ایک خاص مقدار موجود ہے جب انسان بڑھاپے کی منزل کی طرف جانے لگتا ہے تو یہ فاسفورس اس کے جسم سے کم ہوتا چلا جاتا ہے جب دو مختلف العمر ہستیوں کے جسم آپس میں مس ہوتے ہیں تو ہمیشہ زیادہ عمر والا کم عمر والے کے جسم سے فاسفورس کھینچ لیتا ہے اور وہ اس کمی کو جوان جسم سے کھینچ کر پورا کر لیتا ہے چنانچہ نوجوانوں کے جسم سے موصلت کے وقت بوڑھی عورتیں کافی مقدار میں فاسفورس کھینچ لیتی ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان نوجوانوں کی شکل پر مردنی چھا جاتی ہے اور وقت سے پہلے ان کے قوٰے جواب دیدیتے ہیں اور وہ بوڑھی عورت اچھی خاصی تندرست بن جاتی ہے۔ یہی حالت ان کم سن لڑکیوں کی ہے جن کے بے وقوف ماں باپ بوڑھوں سے دولت کی تمنا میں شادی کر دیتے ہیں وہ بوڑھے تو تندرست ہو جاتے ہیں اور یہ لڑکیاں وقت سے پہلے فاسفورس کی زیادہ مقدار نکل جانے کی وجہ سے اپنا شباب اور تندرستی کھو بیٹھتی ہیں

زوجین کے لئے صحت کی نگہداشت

اس چیز سے کسی طرح بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ایک کامیاب اور خوشگوار ازدواجی زندگی کے لئے یہ ضروری ہے کہ زوجین کی صحت نہایت عمدہ ہو اچھی صحت کے بغیر نہ تو صنفی تعلق کا کوئی لطف حاصل ہو سکتا ہے اور نہ سکون قلب ہی میسر آ سکتا ہے اس لئے ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ حفظان صحت کے بارے میں بھی کچھ باتیں اس کتاب کے ناظرین کو بتا دیں تاکہ وہ ان سے وہ اپنی صحت اور بحالی میں مدد لے سکیں۔

تم کو یہ بات ہرگز نہیں فراموش کرنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے انسان کے ذمہ محض خود اس کی بہتری کے لئے جو فرائض و حقوق عائد کئے گئے ہیں ان میں ایک اہم فرض یہ بھی ہے کہ وہ اپنی صحت کی نگہداشت کرے تاکہ وہ قدرت کی بخشی ہوئی نعمتوں سے پورا پورا فائدہ اٹھائے اور آسائش کے ساتھ زندگی بسر کر سکے

جسم ایک امانت ہے

جسم خدا تعالیٰ کی ایک بیش بہا نعمت ہے جو انسان کو اس لئے عطا ہوئی ہے کہ وہ اپنی دماغی اور باطنی قوتوں کو اس کے ذریعہ سے کام میں لائے اور خلق خدا کو اس سے نفع پہنچائے۔ لیکن جو لوگ اپنے جسموں سے منشائے قدرت کے خلاف کام لیتے ہیں۔ اور اس امانت الٰہی کی نگہداشت میں بے پرواہی کرتے ہیں وہ مجرم و گنہگار ہیں جن کے لئے قدرت کی طرف سے امراض و آلام کی سزا مقرر کی گئی ہے قواعد حفظان صحت پر عمل نہ کرنا قوانین قدرت اور حدود الٰہی کی توہین ہے پس جو شخص کسی ایسے گناہ کا مرتکب ہوگا وہ کسی نہ کسی مرض میں ضرور مبتلا ہوگا اور مرض میں مبتلا ہو کر اس کو طرح طرح کی مصیبتوں اور تکلیفوں سے سابقہ پڑیگا اس کی آمدنی کم اور اخراجات زیادہ اور اس کی زندگی دوسروں

کے لئے وبال ہو جائے گی وہ کسی کے حقوق نہیں ادا کر سکے گا۔ اس کے عیال و اطفال غم گین و پریشان رہیں گے وہ قومی اور ملکی خدمات بھی انجام نہیں دے سکے گا۔ اس سے خدائے تعالےٰ کی عبادت میں حرج و قصور واقع ہو گا۔ سینکڑوں اخلاقی اور روحانی بیماریاں پیدا ہو جائیں گی۔ الغرض تندرستی پر زوال آتے ہی تمام دینی و دنیوی کاموں میں رخنہ پڑیگا قوم کی علمی اور عملی ترقیاں رک جائیں گی عزت و عافیت کی زندگی نصیب نہیں ہو سکے گی اسی واسطے قواعد حفظان صحت سے واقف ہونا اور ان پر عمل کرنا ہر ذی شعور کے لیے لازم اور ضروری ہے اور اسی سبب سے علم طب کا رتبہ علم دین کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

صحت کسے کہتے ہیں

صحت اور تندرستی کے معنی یہ ہیں کہ انسان کے تمام اعضا اپنے کام کو اسی طرح انجام دیں جس طرح انجام دینے کے لئے خلاق عالم نے انہیں پیدا کیا ہے اس کے صرف یہ معنی نہیں کہ جسم میں کوئی روگ خلل یا تکلیف نہ ہو۔ بلکہ کامل تندرستی کے لئے اس کی بھی ضرورت ہے کہ بدن میں توانائی اور تازگی موجود ہو۔ اور انسان اس کے ذریعہ سے اپنی قوتوں کو کام میں لاکر نفع اور خوشی حاصل کر سکے جس طرح انجن کا ایک پرزہ بگڑ جانے سے ساری کلیں رک جاتی ہیں اسی طرح جسم میں ایک چھوٹی سی پھانس چبھنے سے ساری جان بیکل ہو جاتی ہے پس صحت کامل وہی ہے جس میں بدنی اعضا صحیح و سالم اور توانا و شگفتہ ہوں۔

مسرت کا سرچشمہ

جسمانی صحت اصلی مسرت و خوشی اور سچی راحت و آسائش کا سرچشمہ ہے، یہ وہ بیش بہا دولت ہے جو ایک مفلس فقیر کو ایک عالی جاہ بادشاہ کی نظر میں قابل رشک بنا دیتی ہے تندرستی خدا تعالےٰ کا ایک ایسا بیش قیمت عطیہ ہے کہ قارون کا خزانہ بھی اس کا بدل نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ دولت صحت سے محروم ہیں ان کے لئے مال و زر اور شان و شوکت سب بے کار

دہ ہیچ ہیں دماغی ترقی جس پر آج کل اس قدر زور دیا جاتا ہے وہ صحت بدنی پر موقوف ہے جو اشخاص یا اقوام تندرست صحیح الجسم توانا اور طاقتور ہیں ان کی ذکاوت اور ذہانت اور دانش وفراست بمقابلہ ان اشخاص واقوام کے کہیں زیادہ ہے جو مریض کمزور اور ناتوان ہیں، دماغی قوتوں کی ترقی اور نشوونما منحصر ہے جسمانی تقویت وصحت پر جسم بمنزلہ بنیاد کے ہے جس پر انسان کی تمام علمی اور عملی کوششوں کی عمارت تعمیر ہوتی ہے گر بنیاد ہی کمزور ہوگی تو عمارت کا بلند اور پائیدار ہونا ناممکن ہے۔

خوشحال کون ہیں

تندرست و توانا آدمی ہمیشہ خوش حال رہتے ہیں۔ زندگی کی سچی مسرتوں کا لطف اٹھاتے ہیں اور قومی کاموں میں اولوالعزمی وعالی حوصلگی سے حصہ لیتے ہیں۔ مشکلات ومصائب کا مقابلہ کرنے سے نہیں ڈرتے۔ خطرات کے وقت نہایت دلیری سے سینہ سپر ہو جاتے ہیں خوش وخرم رہتے ہیں اور عیال واطفال کو آسائش پہنچاتے ہیں خدا اور بندوں کے حقوق پابندی سے ادا کرتے ہیں قسمت کا رونا نہیں روتے۔ گھر بیٹھ کر خیالی پلاؤ نہیں پکاتے۔ بلکہ میدان عمل میں استقلال کا دامن پکڑ کر ترقی کرتے ہیں اپنی قوم اور مذہب اور اعزہ واحباب کی برے وقت پر مدد کرتے ہیں دنیا میں اپنا نام روشن کرتے ہیں اور دوسروں کے لئے جوانمردی اور عالی حوصلگی کی ایک شریفانہ مثال چھوڑ جاتے ہیں، ان پر قبل از وقت بڑھاپا مسلط نہیں ہوتا۔ اور نہ عمر طبعی تک پہنچنے سے پہلے ان کا رشتۂ زندگی منقطع ہو جاتا ہے۔ الغرض وہ خداتعالیٰ کی بخشی ہوئی نعمتوں سے پورا فائدہ اٹھاتے ہیں اور عزت وآسائش کی زندگی بسر کر کے خوش وخرم دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

عارضی لذتوں کے دیوانے

مگر افسوس کہ ہماری قوم کو صحت جیسی گراں بہا نعمت اور اس کے عظیم المنفعت نتائج کی

خاک قدر نہیں لاکھوں ناعاقبت اندیش نفوس ہمارے ملک میں ایسے ہیں جو آنکھوں
پر غفلت کی پٹی باندھ کر جھوٹی اور عارضی لذتوں کے پیچھے اپنی تندرستی کو برباد
کر رہے ہیں اور دیدہ و دانستہ قعر ہلاکت میں گرتے چلے جاتے ہیں، وہ ناعاقبت
اندیشی کی کلہاڑی سے دن رات شجر زندگی کی جڑیں کاٹنے میں مشغول ہیں۔ مگر ان بد
معاشوں کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا ہماری قوم کے اکثر ہونہار نوجوان جن سے
قومی خوشحالی و ترقی کی بہت سی امیدیں وابستہ ہو سکتی ہیں ایسی ناپاک شرمناک
اور مہلک عادتوں میں مبتلا ہیں۔ جو ان کی جسمانی اور دماغی قوتوں کو گھن کی طرح
اندر ہی اندر کھائے چلی جاتی ہیں مگر نہ تو ان غفلت کے متوالوں کی آنکھیں کھلتی ہیں
اور نہ کسی رہنمائے قوم کو ان کے حال زار پر توجہ کرنے کی فرصت ملتی ہے۔

مصائب کا لشکر

امراض و مصائب کا ایک لشکر عظیم اس تاک میں ہے کہ ان کا
جسمانی قلعہ کمزور ہوا اور وہ اس پر حملہ کرے۔ مگر وہ اس
قلعہ کی مضبوطی و حفاظت کرنے کی بجائے اس کی بنیادوں کو کھودنے میں مصروف
ہیں اور جب تک ملک الموت کو سامنے کھڑا ہوا نہ دیکھ لیں بری حرکتوں سے باز
آنے کے لئے تیار نہیں ہیں بعض والدین فخریہ کہا کرتے ہیں کہ ان کے بچے لکھنے
پڑھنے کے ایسے شوقین ہیں کہ رات دن کتاب پر سے سر نہیں اٹھاتے۔ مگر ان بیچاروں
کو نہیں معلوم کہ علم حاصل کرنے کا یہ شوق ان کے بچوں کی جان کا دشمن بنا ہوا ہے
جو ان کو دولت علم اور دولت تندرستی دونوں سے محروم کرنا چاہتا ہے۔

آسائش کی زندگی

کاش ہماری ناعاقبت اندیش قوم اب بھی خواب غفلت
سے جاگے اور کم از کم اپنی آئندہ نسلوں ہی کی جسمانی
حالت کو اس قابل بنائے کہ وہ دنیا میں اپنی ہستی کو برقرار رکھ سکیں اور عزت و آسائش
کی زندگی کو بسر کر سکیں، یورپ والوں کو دیکھئے کہ کیسے سرخ و سفید اور تندرست و

توانا ہوتے ہیں لیکن اگر خلاف معمول انہیں ایک چھینک بھی آجاتی ہے تو وہ فوراً ہی ڈاکٹر کے پاس دوڑے جاتے ہیں اور تا وقتیکہ انہیں اپنی صحت کا پورا اطمینان نہ ہو جائے دوا کا استعمال ترک نہیں کرتے۔

ایک ہم ہیں کہ اپنی تندرستی کی طرف سے بالکل بے خبر، نہ حفظان صحت کے اصول سے واقف نہ کھوئی ہوئی تندرستی کو دوبارہ حاصل کرنے کی تدابیر سے آگاہ جو چاہتے ہیں کھاتے ہیں اور جو جی میں آتا ہے کرتے ہیں۔

رہے مخفی امراض ان کے علاج کی ضرورت تو صرف اس وقت محسوس کی جاتی ہے جب کہ وہ دل کے دلولے پورا کرنے میں حارج ہونے لگتے ہیں اور اس وقت بھی پُر بھرف دواؤں کی فکر ہوتی ہے تاکہ جلدی سے ضائع شدہ قوت واپس آئے اور گلچھڑے اڑانے کا موقعہ ملے۔

غرضکہ اسی قسم کی سینکڑوں غفلتوں اور ناعاقبت اندیشیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ روز بروز قوتیں کم ہو رہی ہیں عمریں گھٹتی چلی جا رہی ہیں اور بیماری و تیمار داری کے اخراجات اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ مشہور مثل "مفلسی میں آٹا گیلا" حرف بحرف ہم پر پوری صادق آتی ہے، اللہ تعالیٰ ہماری حالت پر رحم کرے اور ہم کو مآل اندیشی و انجام بینی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حفظان صحت کے لئے مفید معلومات

حفظان صحت سے غفلت کے بارے میں ایک طویل تمہید پیش کرنے کے بعد ہم حفظان صحت کے بارے میں چند ضروری باتیں درج کرتے ہیں تاکہ تم اپنی صحت کو برقرار رکھ سکو اور اپنی شریک زندگی کی صحت کا بھی خیال رکھ سکو، ورنہ یاد رکھو کہ تمہاری زندگی خود تمہارے لئے ایک وبال جان ہو جائے گی اور تمہاری پیکر جمال شریک زندگی حسن و جمال ہی کو نہیں کھو بیٹھے گی بلکہ بہت ممکن ہے

کہ وقت سے پہلے قدرت اسے تم سے چھین لے۔ اگر تم اصول حفظانِ صحت سے ابھی تک بے خبر ہو تو یہ چند اصول ذہن نشین کر لو۔ یہ بہت مختصر ہیں لیکن پھر بھی اس قدر جامع ہیں کہ اگر تم نے اپنے دل پر منقش کر لیا اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کی تو انشاء اللہ تمہیں ڈاکٹروں کا ممنون منت نہیں ہونا پڑیگا

(۱) صاف اور خالص ہوا۔ آکسیجن اور نائٹروجن سے مرکب ہوتی ہے مگر اس میں تھوڑا سا حصہ کاربالک ایسڈ کا بھی ہوتا ہے جو ہوا سانس کے ساتھ ایک مرتبہ داخل جسم ہو کر باہر نکلتی ہے اس میں آکسیجن کا جزو جو ممد حیات ہے بہت کم رہ جاتا ہے۔ اور کاربالک ایسڈ اور حیوانی مادہ کی مقدار بڑھ جاتی ہے جو تندرستی کے لئے مضر ہے اس لئے تندرستی قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ جو ہوا سانس کے ساتھ باہر نکلے وہ پھر جسم کے اندر داخل نہ ہو یعنی مکان ہوادار اور کشادہ ہونا چاہئے۔

انسان کا جسم ہر وقت گھٹتا رہتا ہے اور گھٹنے والے حصہ کی کمی پوری کرنے کے لئے کافی خوراک کی ضرورت ہے اس لئے غذا کی کیفیت و کمیت میں مخزنیت و جسم کی تحلیل کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ ہمیشہ صحت بخش غذا کھانا چاہئے۔

(۳) انسان کے جسم کا رقیق حصہ بھی برابر تحلیل ہوتا رہتا ہے اور حیوانوں میں سوائے پانی کے اور کوئی رقیق حصہ نہیں ہے۔ اس لئے گھٹے ہوئے رقیق حصہ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے صاف اور خالص پانی کی بے حد ضرورت ہے۔ پانی کا کوئی مصنوعی بدل بہتر نہیں ہے (پانی جوش دینے سے صاف اور خالص ہو سکتا ہے)۔

ہمارے بدن میں ٹھوس مادہ آٹھ حصے اور رقیق ایک حصہ ہے اس لئے کھانے اور پینے میں بھی یہی نسبت ملحوظ رکھنی چاہئے۔

(۴) حیوانات و نباتات کی نشو و نما میں روشنی کو بہت بڑا دخل ہے اس لئے سورج کی شعاعیں ہمارے مکانوں میں بخوبی پہنچنی چاہئیں اور ہم کو اپنے رہنے کے لئے

صاف اور کشادہ مکان تلاش کرنا چاہئے

(۵) حیوانی اور نباتاتی مادے، ہوا اور پانی میں تحلیل ہو کر مختلف قسم کی مضر صحت گیس اور جراثیم پیدا کرتے ہیں جو بدن میں داخل ہو کر خون کو خراب کرتے ہیں اور متعدد بیماریاں پھیلاتے ہیں اس لئے ہمیں آب و ہوا اور اپنے بدن کو تمام گندگیوں سے پاک و صاف رکھنے کے لئے ہر قسم کی احتیاط سے کام لینا چاہئے۔

(۶) جسم کی تمام عملی قوتوں کے لئے حرارت نہایت ضروری ہے اس لئے ورزش لباس یا آگ کے ذریعہ سے بدن کے تمام حصوں کو یکساں گرم رکھنا چاہئے۔ ورزش جسم میں قوت و چستی اور گرمی پیدا کرتی ہے۔ اور اس کو صاف رکھتی ہے۔ لباس اس گرمی کی حفاظت کرتا ہے جو جسم میں پیدا ہوتی ہے آگ بدن میں گرمی باہر سے پہنچاتی ہے اس لئے جسم میں گرمی پیدا کرنے اور اس گرمی کو محفوظ رکھنے کے لئے ورزش اور آگ لباس سے بہتر ہے۔

(۷) آگ ہوا کی آکسیجن کو جو ممد حیات ہے تلف کر دیتی ہے اور اس کی بجائے مضر صحت گیس پیدا کرتی ہے اس لئے روشن چراغوں اور دہکتے ہوئے کوئلوں کی موجودگی میں ہوا اس قدر صاف اور خالص نہیں ہو سکتی جیسی کہ اور وقتوں میں رہتی ہے پس اس خرابی کی تلافی کے لئے ہوا کی آمد و رفت میں اضافہ کرنا ضروری ہے یعنی جس مکان میں چراغ روشن ہو یا آگ جل رہی ہو اس کے کواڑ اور روشندان کھلے رہنے چاہئیں۔

(۸) جلد ایک ایسی جھلی ہے جو چھوٹے چھوٹے مسامات عروق اور شریانوں سے پر ہے اور جو بدن کی حرارت اور موسم کی حالت کے لحاظ سے نمی کو جذب کرتی یا باہر نکالتی رہتی ہے یہ جھلی پھیپھڑوں کی طرح سانس بھی لیتی ہے جلد کی ذرا سی تکلیف کا اثر تمام اندرونی قوتوں پر پڑتا ہے اس لئے جلد کو بار بار صاف کرتے رہنے کی ضرورت

ہے غسل سے یہ مقصد بخوبی حاصل ہو جاتا ہے

(۹) کسی کام کو محنت و جانفشانی سے دیر تک کرتے رہنا جسم کی قوتوں میں کمی کر دیتا ہے اور طرح طرح کی بیماریوں اور قبل از وقت موت کا باعث ہوتا ہے۔ اس لئے محنت و مشقت اور دماغی کام زیادہ عرصہ تک نہ کرنا چاہیئے۔

(۱۰) تندرستی اور آسائش کے لئے دماغی اور جسمانی ورزش نہایت ضروری ہے اسلئے مطالعہ اور جسمانی ورزش دونوں کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ تفریحات سے بھی اپنے دماغ کو تازہ رکھنے کی ضرورت ہے۔

(۱۱) جو لوگ مناسب اور کافی مقدار میں سادی غذا کھاتے اور صاف پانی پیتے ہیں ان کی صحت ہمیشہ اچھی رہتی ہے اس لئے کھانے پینے میں تکلفات سے بچنا اور منشیات سے محترز رہنا ضروری ہے۔

(۱۲) کھانے پینے اور سو اصلت میں اعتدال کو ملحوظ رکھنا محنت و مطالعہ میں بہت زیادہ وقت صرف نہ کرنا۔ سردی گرمی کی احتیاط رکھنا، ہوا پانی اور جلد کو صاف رکھنا، سنجیدگی و مآل اندیشی سے کام کرنا ہی وہ باتیں ہیں جو ساری دنیا کی دولت سے زیادہ عزیز ہیں اور جسمانی اور دماغی صحت کے لئے ضروری اور لازمی ہیں اگر ان ہدایات کو ہمیشہ پیش نظر رکھا جائے تو انشاءاللہ کوئی جسمانی شکایت پیدا نہیں ہو سکتی۔

بیوی کو کس معیار پر جانچا جائے؟

اس سے قبل اگرچہ ازدواجی رشتے اور تعلق کے بارے میں مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جا چکی ہے لیکن یہ کتاب تشنہ رہ جائے گی اگر ناظرین کو یہ نہیں بتایا جائے کہ بیوی کے انتخاب کے وقت ان کو ایک لڑکی یا عورت میں کون سی خصوصیات تلاش کرنی چاہئیں یا شادی ہونے کے بعد اگر میاں بیوی کے تعلقات میں بدمزگی پیدا ہو تو کس معیار پر بیوی کی خامیاں تلاش کی جائیں اور ان کی کیونکر اصلاح کی جائے۔

بیوی کے انتخاب یا ایک معیاری عورت کی جانچ پڑتال کے لئے ماہرین نفسیات نے بے شمار کتابیں لکھی ہیں اور انہوں نے اس فن کو ایک مستقل فن بنا دیا ہے۔ یہ کتابیں اس قدر ضخیم اور الجھی ہوئی ہیں کہ ان کا سمجھنا اور ان کتابوں کے معیار پر کسی عورت کا جانچنا کوئی آسان کام نہیں۔ اس لئے ان تمام کتابوں کے مطالعہ کے بعد اور ذاتی تجربات کی بنا پر ہم نے چند ایسے آسان اصول قائم کئے ہیں جن کی روشنی میں ایک معمولی عقل و سمجھ کا انسان بھی بڑی آسانی کے ساتھ بیوی کے انتخاب میں کامیاب ہو سکتا ہے اور بلا کسی دقت کے اپنی بیوی کو کسوٹی پر کس سکتا ہے۔ ہم کو اس چیز کا اعتراف ہے کہ جو اصول ہم نے مقرر کئے ہیں اگرچہ وہ بڑی حد تک مکمل ہیں پوری طرح ایک عورت کے انتخاب اور پرکھ پر حاوی نہیں ہیں۔ لیکن ان چند اوراق میں ان اصولوں پر پوری طرح روشنی ڈالنا بھی ناممکن ہے۔ چونکہ اس کے لئے ایک جداگانہ مستقل اور ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ لیکن پھر بھی ہم کو امید ہے کہ جو اصول ہم نے سالہا سال کے ذاتی تجربے اور مشاہدے اور

بے شمار کتابوں کے مطالعہ کے بعد وضع کئے گئے ہیں ان کی روشنی میں وہ لوگ جن کی شادی نہیں ہوئی ہے بڑی آسانی کے ساتھ اپنے لئے صحیح لڑکی کا انتخاب کر سکتے ہیں اور وہ حضرات جن کی شادی ہو چکی ہے بغیر کسی دقت کے اپنی بیوی کی ان خامیوں اور کمزوریوں کو تلاش کر سکتے ہیں جن کی بنا پر ان کی ازدواجی زندگی ناکام ثابت ہو رہی ہے

بیوی کو جانچنے کے لئے معیار

ہمارے نزدیک ازدواجی زندگی کی عمارت پانچ ستونوں پر رکھی ہوئی ہے۔ یہ پانچ ستون اگر پوری طرح مستحکم ہوں تو ازدواجی زندگی نہایت ہی کامیاب ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ پانچ ستون یہ ہیں (۱) حسن وصحت (۲) ایثار و محبت (۳) عقل و مزاج (۴) سلیقہ اور شے لطیف (۵) وجاہت و ثروت۔
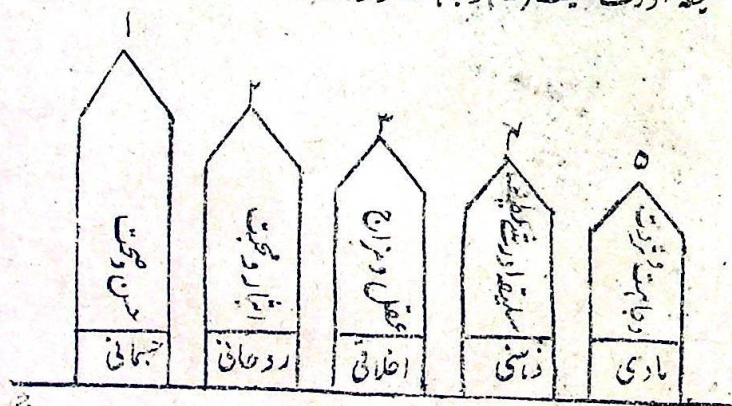
ان پانچ ستونوں میں سے ابتدائی تین ستون نہایت اہم ہیں ان کے بغیر تو ازدواجی زندگی کبھی کامیاب ہی نہیں ہو سکتی چوتھا ستون بھی اگرچہ کافی اہم ہے لیکن ایسی لاکھوں مثالیں موجود ہیں کہ چوتھے ستون کے بغیر بھی ازدواجی زندگیاں اچھی طرح گذر جاتی ہیں پانچواں ستون کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتا لیکن عام طور پر یہ دیکھا گیا کہ شادی کے وقت لڑکی میں وجاہت اور ثروت زیادہ تلاش کی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ سب سے

کم درجہ کی چیز ہے اب ہم ان پانچ ستونوں پر علیحدہ علیحدہ ایک ہلکا سا تبصرہ کریں گے تاکہ ہمارے ناظرین کو ان اصولوں کے سمجھنے میں آسانی ہو جو ہم نے ایک لڑکی کے انتخاب کے مقرر کئے ہیں۔

(۱) حسن و صحت

شریک حیات کے انتخاب میں سب سے پہلے جس چیز کے دیکھنے کی ضرورت ہے وہ "حسن و صحت" ہے حسن و صحت میں صحت کو اولیت کا درجہ حاصل ہے اور حسن کو ثانوی حیثیت حاصل ہے اگر شریک حیات صحت مند ہے اور زیادہ حسین نہیں ہے تب بھی وہ قابل قبول ہے لیکن اگر وہ خوب صورت تو ہے لیکن صحت خراب ہے تو زندگی اجیرن بن جائے گی۔ صحت کے معاملہ میں نہ صرف شریک حیات کی ظاہری صحت کو دیکھنا چاہیئے بلکہ اس کے ساتھ ہی یہ بھی تحقیق کرنا چاہیئے کہ شریک حیات کے والدین یا خاندان میں دق۔ خناق یا کوئی اسی قسم کا مرض تو نہیں ہے کیونکہ اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ مریض خاندانوں کی لڑکیاں شادی کے وقت تو تندرست ہوتی ہیں۔ لیکن شادی کے بعد خاندانی مرض عود کر آتا ہے جس کی وجہ سے ازدواجی زندگی بالکل تباہ اور برباد ہو جاتی ہے۔ اس لئے سب سے زیادہ صحت کے معاملہ میں چھان بین کی ضرورت ہے۔ عمدہ صحت کے ساتھ اگر اچھی شکل و صورت بھی ہو تو یہ ایک نعمت ہے۔

(۲) ایثار و محبت

ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے "حسن و صحت" کے بعد جس اہم خوبی کی ضرورت ہے وہ ایثار و محبت کا جذبہ ہے جس لڑکی میں یہ خوبی موجود ہے وہ شوہر کی زندگی کو جنت کا نمونہ بنا دیتی ہے ایثار و محبت عورت کی بلند ترین صفت ہے جس عورت میں یہ خوبی ہوتی ہے وہ اپنے شوہر اور اپنے بچوں کے لئے اپنا آرام، راحت خواہشات اور سب کچھ قربان کر دیتی ہے اور شوہر کے لئے پاکیزگی نیکی اور سچائی کا ایک ایسا مجسمہ ثابت ہوتی ہے جو اس کی زندگی کو مسرتوں سے لبریز کر دیتی ہے۔ یہ صفت دنیا کے مختلف ممالک میں شہری عورتوں کے

مقابلہ میں دیہاتی عورتوں میں زیادہ پائی جاتی ہے لیکن ہندوستان میں بہت عام ہے اسی لئے ہندوستان جیسے غریب ملک کے لوگوں کی زندگیاں دوسرے دولتمند ممالک کے مقابلہ میں زیادہ خوشگوار ہیں۔

شادی سے قبل اگرچہ یہ معلوم کرنا بڑا دشوار ہے کہ مجوزہ لڑکی میں ایثار و محبت کا مادہ کس حد تک موجود ہے لیکن اس کی سابقہ زندگی سے جو اس نے اپنے والدین کے گھر میں گذاری ہے کسی نہ کسی حد تک اس خوبی کا اندازہ ہو سکتا ہے اگر اس نے والدین اور بہن بھائیوں کے معاملہ میں ایثار و محبت کا ثبوت دیا ہے تو وہ شوہر اور اولاد کے معاملہ میں بھی ضرور ایثار پیشہ اور محبت کرنے والی ثابت ہوگی، عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے کہ غریب گھرانوں کی لڑکیاں زیادہ ایثار پیشہ اور محبت کرنے والی ہوتی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ زندگی کے مصائب اور تکالیف ان کو ایثار پیشہ اور محبت کرنے والی بنا دیتی ہیں۔

موجودہ اندھی آزادی نے اگرچہ تعلیم یافتہ اور دولتمند گھرانوں کی لڑکیوں میں یہ صفت کم کردی ہے اور ان کے اندر کسی نہ کسی حد تک خود غرضی کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں لیکن پھر بھی ان کے اندر یہ جوہر موجود ہوتا ہے اور اس جوہر کو اگر جلا دی جائے تو یہ ابھر آتا ہے۔

(۳) عقل و مزاج

عورت کی عقل اور مزاج کا ازدواجی زندگی سے بہت گہرا تعلق ہے۔ یہ صفت ازدواجی زندگی کے لئے نہایت اہم اور ضروری ہے اگر عورت عقلمند اور خوش مزاج ہو تو شوہر کے گھر کو رشک ارم بنا دیتی ہے عقل و مزاج اگرچہ دو جداگانہ خوبیاں ہیں لیکن ان کا ایک دوسرے سے بہت گہرا ربط ہے۔ چنانچہ عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے کہ جو عورتیں عقلمند ہوتی ہیں وہ اپنے مزاج پر خواہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو نہایت آسانی کے ساتھ قابو پا لیتی ہیں۔ اگر مزاج کی تیزی کی وجہ سے گھر کا کوئی معاملہ بگڑ جاتا ہے تو وہ اپنی دانشمندی سے اس کو فوراً سنبھال لیتی ہیں

اس لئے بیوی کے انتخاب کے معاملہ میں اس چیز کی چھان بین نہایت ضروری ہے کہ وہ عقل ددماغ کے لحاظ سے کس پائے کی عورت ہے۔ ایسی ایک دو نہیں بلکہ لاکھوں مثالیں موجود ہیں کہ عقلمند عورتوں نے اپنی عقل اور دانش کی بنا پر شوہروں کی زندگیوں کو بدل کر رکھ دیا ہے ان کو ناکامی اور نامرادی کی پستی سے نکال کر کامیابی کی بلند ترین سطح پر لا کر کھڑا کر دیا ہے یہ امر واقعہ ہے کہ اس شوہر سے زیادہ خوش نصیب کوئی انسان نہیں۔ جس کو کہ عقلمند بیوی مل جائے اور اگر بیوی عقلمند ہونے کے ساتھ خوش مزاج بھی ہو تو یہ قدرت کا بہترین عطیہ ہے۔

چونکہ ہندوستان میں پردہ کی وجہ سے اور دیگر اسباب کی بنا پر لڑکیوں اور عورتوں کو زیادہ قریب سے نہیں دیکھا جا سکتا اس لئے شادی سے قبل کسی عورت یا لڑکی کے بارے میں اس بات کا اندازہ لگانا آسان نہیں کہ وہ عقل و مزاج کے معاملہ میں کس حد تک پوری اترتی ہے لیکن پھر بھی تحقیق و تصدیق سے نیز اس کی خانگی زندگی اور اس کے والدین اور بہن بھائیوں کی ذہنی کیفیت سے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ وہ کس عقل اور مزاج کی لڑکی ہے اگرچہ یہ اصول سو فیصدی درست نہیں ہے لیکن پھر بھی عام طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جس دماغ اور مزاج کے لڑکی کے والدین اور بہن بھائی ہوتے ہیں اسی دماغ اور مزاج کی مجوزہ لڑکی بھی ثابت ہوتی ہے لیکن زیادہ بہتر یہی ہے کہ مجوزہ لڑکی کو قریب سے دیکھنے کی کوشش کی جائے۔ اور اس کی عقل اور مزاج کے صحیح اندازہ کے بغیر ہمیشہ شادی سے اجتناب کیا جائے۔

صحیح تعلیم اور تربیت بھی لڑکیوں کی عقل اور مزاج پر نہایت ہی خوشگوار اثر ڈالتی ہے چنانچہ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جن لڑکیوں کی صحیح طور پر تعلیم و تربیت کی گئی ہے وہ عقل اور مزاج کے اعتبار سے معیاری عورتیں ثابت ہوتی ہیں اس لئے اگر کوئی لڑکی تعلیم یافتہ ہے اور اس نے صحیح تربیت بھی حاصل کی ہے تو وہ عقل اور

تربیت لڑکی کے دماغ میں وہ صلاحیت پیدا کر دیتی ہے جس کے ذریعہ وہ زندگی کے حقائق کو درست زاویہ نگاہ سے دیکھنے لگتی ہے اور اگر اس میں عقل کی کچھ خامیاں بھی ہوتی ہیں تو وہ تعلیم کی وجہ سے دب جاتی ہیں اور خوبیاں اُبھر آتی ہیں یہ حقیقت ہے کہ وہ مرد دنیا کا خوش نصیب ترین انسان ہے جس کو عقلمند اور خوش مزاج بیوی مل جائے۔ ایسی بیوی نازک ترین حالات میں شوہر کے لئے بہترین دوست اور سہارا ثابت ہوتی ہے اور اس کی زندگی کو شدید سے شدید مصائب کے باوجود بھی مکدر نہیں ہونے دیتی۔

(۴) **سلیقہ اور شئے لطیف** ازدواجی زندگی کے گلشن کو سجانے میں عورت کے سلیقہ اور شئے لطیف کو بہت بڑا دخل ہے اگر عورت سلیقہ مند ہے تو وہ کم آمدنی ہونے کے باوجود بھی گھر کو اس خوبی کے ساتھ چلاتی ہے کہ شوہر کے دل و دماغ پر ذرہ برابر بھی بار نہیں پڑتا سلیقہ کے ساتھ اس کے مزاج میں اگر لطافت بھی ہے تو اس کا گھر ہر وقت چمن کی طرح سجا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ ہر چیز میں ایک سلیقہ اور موزونیت پائی جاتی ہے اور ایسے گھر میں قدم رکھنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہم جنت کے ایک پاکیزہ ٹکڑے میں داخل ہو گئے ہوں۔

جن عورتوں کے مزاج میں لطافت ہوتی ہے ان کا صرف گھر ہی گلشن کا ایک نمونہ نہیں ہوتا بلکہ ان کے لباس میں اور لباس کے رنگوں میں بھی ایک خاص موزونیت پائی جاتی ہے جن عورتوں میں شئے لطیف کا عنصر غالب ہوتا ہے ان میں موسیقی شاعری مصوری اور کشیدہ کاری سے بھی ایک گہری دلچسپی کا رجحان عام طور پر پایا جاتا ہے اور اس رجحان کی بنا پر ازدواجی زندگی میں ایک خاص حسن اور رنگینی پیدا ہو جاتی ہے۔

(۵) وجاہت وثروت

عورت کے لئے وجاہت وثروت کوئی اتنی اہم خوبی نہیں جس کا ہونا ازدواجی زندگی کے لئے لازمی اور ضروری ہو لیکن عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے مرد ایسی عورتوں سے شادی کے لیے بہت زیادہ مضطرب دکھائی دیتے ہیں، جو خاص وجاہت اور ثروت کی مالک ہوں۔

لیکن تجربہ یہ بتاتا ہے کہ جو عورتیں وجاہت اور ثروت کی مالک ہوتی ہیں ان کے ساتھ ازدواجی زندگی زیادہ خوشگوار بہت کم ثابت ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وجاہت اور ثروت ان عورتوں میں حکمرانی کا مادہ پیدا کر دیتی ہے اور یہ حکمرانی اکثر اوقات زن وشوہر میں تصادم کا باعث بنتی رہتی ہے جس کی بنا پر میاں بیوی کے تعلقات ناخوشگوار ہوتے چلے جاتے ہیں۔

اگر کسی عورت میں وجاہت وثروت کے ساتھ مندرجہ بالا چار خصوصیات موجود ہوں تو پھر عورت کی وجاہت اور ثروت سونے پر سہاگہ کا کام دیتی ہے لیکن عام طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ وجاہت وثروت کی موجودگی میں دوسری اعلیٰ صفات عورتوں میں بہت کم ہوتی ہیں اس لئے شادی کے وقت عورت کی وجاہت اور ثروت کے مقابلہ میں دوسری بلند خصوصیات پر نظر رکھنی چاہیئے۔

ازدواجی زندگی کی چند مثالیں

مندرجہ بالا معیار اور اصول کے مطابق اب ہم چاہتے ہیں کہ ازدواجی زندگی کی چند مثالیں پیش کر دیں جن سے کہ یہ اندازہ ہو سکے کہ آیا ہم نے معیار بیوی" کی جن خصوصیات کا مندرجہ بالا سطور میں تذکرہ کیا ہے وہ خصوصیات ازدواجی زندگی پر کیا اثر ڈالتی ہیں۔ چنانچہ چند شادی شدہ حضرات کی ازدواجی زندگی کی مثالیں ہم ذیل میں درج کرتے ہیں تاکہ ان سے یہ معلوم ہو سکے کہ ہمارا مقرر کردہ معیار کس حد تک

(۱) سب سے پہلے اس کتاب کا مصنف خود اپنی ازدواجی زندگی کی مثال ناظرین کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہے چنانچہ میں ناظرین کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں ۱۹۳۵ء میں ازدواجی زندگی میں داخل ہوا تھا اور میں ان خوش نصیب انسانوں میں سے تھا جس کو ایک ایسی بیوی مل گئی تھی جس میں علاوہ ثروت کے وہ تمام جملہ خصوصیات موجود تھیں جو ایک معیاری بیوی میں ہونی چاہئیں لیکن میری بدقسمتی کہ شادی کے بارہویں سال میں یہ نعمت اچانک قدرت نے مجھ سے چھین لی یعنی ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو اچانک میری بیوی کا حرکت قلب کے بند ہونے سے انتقال ہو گیا۔

میری بیوی کو حسن وصحت کے اعتبار سے صفِ اول کی عورتوں میں شمار کیا جا سکتا تھا۔ ایثار و محبت کے جذبہ میں وہ اس قدر بڑھی ہوئی تھیں کہ انہوں نے کبھی میرے لئے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا۔ عقل کے لحاظ سے ان کو پیکر دانش کہا جا سکتا تھا، مزاج کسی قدر تیز تھا۔ لیکن عقل نے اس پر پوری طرح غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ ہر وقت خندان اور فرحاں رہتی تھیں سلیقہ اور حُسنِ لطیف ان میں بدرجۂ اَتم موجود تھی۔ ثروت کے لحاظ سے بھی ان کو درجہ دوئم کے لوگوں میں شمار کیا جا سکتا تھا غرضکہ وہ جملہ خصوصیات جو ایک معیاری بیوی میں ہونی چاہئیں وہ سب ان میں موجود تھیں!

ان ہی خصوصیات کا یہ اثر تھا کہ بارہ برس کی ازدواجی زندگی میں کبھی بارہ گھنٹے کے لئے بھی ہم میں بدمزگی پیدا نہیں ہوئی اور مسلسل بارہ برس تک میں ان کے ساتھ دنیا میں نہیں رہا بلکہ جنت میں رہا ان کے ایثار کا یہ عالم تھا کہ جب کبھی کوئی موقعہ آن کر پڑا انہوں نے اپنا سب کچھ مجھ پر قربان کر دیا اور پیشانی پر کبھی شکن تک نہ پڑی میری راحت اور آرام کے لئے وہ اپنی ہستی کو فنا کر دینے کے لئے ہر وقت تلی ہوئی دکھائی دیتی تھیں عقل اور خوش مزاجی تاکہ جوہر جو کہ ان میں بدرجۂ اتم

موجود تھا اس لئے میں نے زندگی کے ہر معاملہ میں ان کی ذات سے زیادہ سے زیادہ استفادہ حاصل کیا حقیقت یہ ہے کہ میری ترقی اور کامیابی میں ان کی عقل اور ہوشمندی کو بڑا دخل حاصل تھا انہوں نے اپنی ہوشمندی سے کبھی بھی مجھ کو جادۂ استقامت سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹنے دیا اکثر اوقات ایسا ہوا ہے کہ میں زندگی کے حادثات سے گھبرا گیا اور میں نے چاہا کہ پیچھے ہٹ جاؤں۔ لیکن انہوں نے اپنی ہوشمندی سے مجھ کو اپنی جگہ پر پوری طرح سے مستحکم کر کے کھڑا کر دیا اور اس کے بعد میں ترقی کے میدان میں بے تکان قدم بڑھاتا چلا گیا۔

ان کا ہر وقت شگفتہ رہنے والا چہرہ اور زندہ دلی آج مجھے یاد ہے میں مسلسل بارہ یا چودہ گھنٹہ کی محنت اور کوفت کے بعد جب گھر میں داخل ہوتا تھا تو ان کی شگفتہ مزاجی اور زندہ دلی آدھ گھنٹے کے اندر اندر مجھ کو تازہ دم کر دیتی تھی اور میں یہ محسوس کرتا تھا جیسے نہ تو میں نے محنت کی ہے اور نہ کسی کوفت سے مجھ کو واسطہ پڑا ہے میں نے گزشتہ بارہ برس میں ایک مرتبہ بھی ان کے چہرہ پر کبیدگی نہیں دیکھی بلکہ ہمیشہ ان کو خنداں اور فرحاں پایا محض اس لئے کہ وہ مجھ کو خنداں اور فرحاں دیکھنا چاہتی تھیں۔

سلیقہ اور شئے لطیف کا جوہر بھی ان میں ضرورت سے زیادہ موجود تھا چنانچہ ان کی سلیقہ مندی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک محدود آمدنی کے ذریعہ انہوں نے میری زندگی کو اس قدر خوشنما اور شاندار بنا دیا تھا کہ میری غریبی پر امارت کا دھوکا ہوتا تھا۔ مکان کے سامان کی ترتیب میں ان کے سلیقہ کا یہ عالم تھا کہ مکان کے اندر قدم رکھتے ہی یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ صفائی اور ستھرائی اور زیبائش کے اعتبار سے باغ ارم کا ایک ٹکڑا ہے۔ لباس میں انتہا درجہ کی پاکیزگی حسن اور لطافت کی جھلک پائی جاتی تھی موسیقی مصوری اور شاعری سے بھی ان کو گہرا تعلق تھا۔ چنانچہ ان کی بنائی ہوئی تصویریں آج بھی نوادرات میں شمار کی جاتی ہیں اور یطور یادگار اب

بھی میرے پاس محفوظ ہیں۔

ثروت و وجاہت سے ساری عمر وہ بھی بے نیاز رہیں اور میں بھی لیکن اس کے باوجود ان کی اعلیٰ نسوانی اور اخلاقی خصوصیات نے میری زندگی کو جنت کا قابل رشک نمونہ بنا دیا تھا چنانچہ ان کی موت کے بعد میری زندگی میں ایک نمایاں انقلاب آگیا ہے۔ میری ساری ترقیاں مسدود ہو گئی ہیں اور میری زندگی اس قدر بے کیف اور پھیکی بن چکی ہے کہ اب میرے لئے جینے کا کوئی لطف باقی نہیں رہا میری اس مثال سے یہ اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ جو اصول اور معیار میں نے ازدواجی زندگی کے لئے مقرر کئے ہیں۔ اگر کوئی عورت ان اصولوں پر پوری اترتی ہے تو وہ کتنی بڑی نعمت ہے۔

(۲) مصنف کے ایک دوست مسٹر الف ہیں جن کی شادی کو مشکل سے پانچ سال ہوئے ہیں شادی کے وقت ان کی بیوی میں علاوہ ثروت کے وہ تمام جملہ صفات موجود تھیں جو ایک معیاری بیوی کے لئے معین کی گئی ہیں یعنی (۱) حسن و صحت (۲) ایثار و محبت (۳) عقل و مزاج (۴) سلیقہ اور شئے لطیف۔ لیکن میرے یہ دوست اس بیوی سے زیادہ مدت تک لطف اندوز نہ ہو سکے کیونکہ آج کل ان کی بیوی بیمار ہیں ڈاکٹروں نے تجویز کیا ہے کہ ان کو دق کا مرض ہے چنانچہ اس خطرناک بیماری نے میرے دوست کی زندگی کو تباہ اور برباد کر کے رکھ دیا ہے۔

ہمارے ان دوست کی اس مصیبت کا بڑا باعث یہ ہے کہ انہوں نے شادی سے قبل اس بات کے معلوم کرنے کی چنداں کوشش نہیں کی کہ آیا ان کے خاندان میں کوئی خاص بیماری تو نہیں ہے حالانکہ اگر وہ ذرا بھی چھان بین سے کام لیتے تو ان کو آسانی سے پتہ چل جاتا کہ ان کی بڑی سالی دق کے مرض میں مبتلا ہو کر مر چکی ہے ان کی خلیا ساس کا انتقال دق ہی کے مرض میں ہوا تھا اور اسی طرح ان کے سسرال کے خاندان کی عورتیں کئی دفعہ ... دق کے مرض میں ... چکی ہیں

اس واقعہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جو شادیاں چھان بین اور تحقیقات کے بغیر کی جاتی ہیں ان کا انجام کیسا دردناک ہوتا ہے اور ان شادیوں کے بعد کس طرح ناکامی اور نامرادی کا منھ دیکھنا پڑتا ہے۔

(۳) حال ہی میں مصنف کے ایک واقفکار "ب" کو اس کے لئے مجبور ہونا پڑا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدیں ان واقفکار کی شادی دو سال ہوئے ایک نہایت ہی دولتمند گھرانے میں ہوئی تھی، لڑکی خوب صورت اور تندرست ہے تعلیم یافتہ بھی ہے لیکن اس میں ایثار اور محبت کا مادہ ایک سرے سے موجود ہی نہیں چنانچہ ایثار و محبت کے اعلےٰ ترین جذبہ کی کمی کی وجہ سے دونوں کے تعلقات میں ناگواری پیدا ہوئی اور اس ناگواری کا نتیجہ طلاق کی صورت میں برآمد ہوا۔

اس لڑکی میں صرف ایثار و محبت ہی کی کمی نہیں ہے بلکہ یہ بدزبان بھی ہے چنانچہ بدزبانی نے ان کے تعلقات کو اور بھی زیادہ مکدر کر دیا اور بعد اس کے اور کوئی چارۂ کار نہ رہا کہ ان دونوں میں علیحدگی ہو جائے۔ ملاحظہ فرمائیے کہ اس لڑکی میں یہ خصوصیات موجود ہیں (۱) ثروت (۲) سلیقہ اور رشتے لطیف (۳) عقل و سمجھ (۴) حسن وصحت لیکن ایثار و محبت کے جذبہ کی کمی اور بدزبانی نے ان کی زندگیوں کو برباد کر کے رکھ دیا۔

اس واقعہ سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ ایثار و محبت کے جذبہ کی کمی ازدواجی تعلق میں نہایت ہی خطرناک ہوتی ہے اور اس جذبہ کی عدم موجودگی میں ازدواجی رشتہ کے ناکام ہونے کے جملہ امکانات پیدا ہو جاتے ہیں

(۴) مصنف کے ایک دوست مسٹر "م" کو ہمیشہ اپنی بیوی کی بدمزاجی اور بے عقلی کی شکایت رہتی ہے اور وہ اپنی بیوی کی اس کمزوری کی وجہ سے بے حد نالاں ہیں لیکن اچھی بری ان کی ازدواجی زندگی محض اس لئے گذر رہی ہے چونکہ ان کی

بیوی میں عقل و مزاج کو چھوڑ کر یہ صفات موجود ہیں (۱) حسن و صحت (۲) ایثار و محبت (۳) سلیقہ مندی یعنی ان کی ازدواجی زندگی کا چونکہ ایک اہم ستون یعنی عقل و مزاج ناکارہ ہے اس لئے وہ زندگی کا صحیح لطف اور کیف نہیں اٹھا سکتے

اس مثال سے یہ بات صاف طور پر واضح ہے کہ جن لوگوں کو بے عقل اور بدمزاج بیویاں مل جاتی ہیں وہ جوں توں کر کے ازدواجی زندگی کے دن تو پورے کر لیتے ہیں لیکن اس زندگی سے وہ کبھی بھی کوئی کیف نہیں حاصل کر سکتے۔

(۴) مصنف کے ایک واقفکار "مسٹر ع" کی ازدواجی زندگی اس کے باوجود بھی نہایت خوشگوار اور کامیاب ہے حالانکہ ان کی ازدواجی زندگی کی عمارت کے آخری دو ستون بالکل غائب ہیں یعنی ان کی بیوی نہ تو صاحب و ثروت ہے اور نہ سلیقہ شعار لیکن اس میں یہ اہم خصوصیات موجود ہیں (۱) حسن و صحت (۲) ایثار و محبت (۳) عقل و مزاج جس کے معنی یہ ہیں کہ اگر یہ تین خوبیاں بھی کسی عورت میں جمع ہو جائیں تو ازدواجی زندگی بڑے آرام اور اطمینان سے گذر سکتی ہے۔

اسی قسم کی اور بھی بے شمار مثالیں ہمارے حافظہ میں محفوظ ہیں اور ان تمام مثالوں سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ مکمل بیوی کا جو معیار ہم نے مقرر کیا ہے۔ وہ بڑی حد تک درست ہے ہماری رائے ہے کہ اگر اس معیار کو پیش نظر رکھ کر شادیاں کی جائیں تو ازدواجی زندگیاں بے حد خوشگوار ثابت ہو سکتی ہیں۔

بیوی کی اصلاح کیونکر کی جائے

ایک معیاری بیوی کو پرکھنے کے لئے ہم نے جو اصول مقرر کئے ہیں، وہ اصول صرف ان ہی لوگوں کے لئے مفید نہیں ہیں جن کو شریک حیات کی تلاش ہے۔ بلکہ ان اصولوں سے وہ حضرات بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جن کی شادیاں ہو چکی ہیں، ان حضرات کو چاہئے کہ وہ مندرجہ بالا معیار پر اپنی بیویوں کو پرکھیں اور ان میں وہ خوبیاں

پیدا کرنے کی کوشش کریں جن کی کہ ان میں کمی ہے۔

اگر بیوی کی صحت خراب ہو اور صحت کی خرابی کی وجہ سے ازدواجی زندگی بدمزہ ہو گئی ہو تو لائق ڈاکٹروں سے مشورہ کے بعد اس کی تندرستی کو بحال کرنے کے لئے نہ صرف علاج کیا جائے بلکہ صحت بخش غذائیں اور وٹامن بھی دئے جائیں تاکہ بیوی کی برباد شدہ صحت درست ہو سکے۔ اس کے علاوہ ازدواجی تعلق سے اس وقت تک قطعی پرہیز کیا جائے جب تک کہ بیوی کی صحت پوری طرح بحال نہ ہو جائے

اگر بیوی میں "ایثار و محبت" کی کمی ہے تو یہ ایک ایسی کمزوری ہے جس کا دور کرنا سب سے زیادہ دشوار ہے لیکن ہماری رائے ہے کہ اگر ایسی عورتوں کے ساتھ شوہر غیر معمولی محبت کے ساتھ پیش آئیں اور ان کی جائز خواہشات کا خصوصیت کے ساتھ خیال رکھیں تو شاید ان کا یہ شریفانہ رویہ بیوی کے دل میں بھی ان کی جانب سے محبت اور ایثار کا جذبہ پیدا کر دے۔ لیکن عام طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جن عورتوں میں ایثار اور محبت کا جذبہ مفقود ہوتا ہے ان کی اصلاح ذرا مشکل ہی سے ہوتی ہے۔

اگر بیوی عقل اور خوش مزاجی کے جوہر سے خالی ہے تو یہ مرض بھی ایک ایسا مرض ہے جس کی مشکل ہی سے اصلاح ہو سکتی ہے ماہرین نفسیات نے ایسی عورتوں کی اصلاح کے دو طریقے بتلائے ہیں۔ پہلا طریقہ تو یہ ہے کہ ایسی عورتوں کو زیادہ سے زیادہ علم و عقل بڑھانے والی کتابوں کا مطالعہ کرایا جائے۔ تاکہ ان کے ذریعے ان کے دماغ سے تاریکی کے پردے ہٹ جائیں اور ان میں روشن خیالی اور وسیع نظری پیدا ہو دوسرا طریقہ یہ ہے کہ شوہر اس بات کی کوشش کرے کہ گھر میں کوئی ایسی بات نہ ہونے پائے جس سے بیوی کے مزاج کا چڑچڑا پن بڑھے بلکہ گھر میں خوش مزاجی کی ایک ایسی فضا پیدا کر دی جائے کہ بیوی کی

بدمزاجی اس خوشگوار فضا میں قدرتی طور پر دب جائے۔ ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ چڑچڑے مزاج کی عورتیں جب ایسے گھروں میں گئی ہیں جہاں خندہ مزاجی اور زندہ دلی کی فضا تھی تو اس فضا نے ان کے مزاج پر نہایت ہی خوشگوار اثر ڈالا ہے

اگر بیوی میں "سلیقہ اور شئے لطیف" کی کمی ہو تو شادی کے فوراً بعد سے اس کی تربیت اور اصلاح شروع کر دی جائے۔ سلیقہ مندی۔ یا بدسلیقہ پن کوئی فطری چیز نہیں ہے بلکہ یہ اچھی اور بُری تربیت کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ اگر نو عمر شادی شدہ لڑکیوں کو سلیقہ مندی کی تربیت دی جائے تو وہ چند روز کے اندر نہایت ہی باسلیقہ بن جاتی ہیں۔ اب رہی شے لطیف یہ فطری بھی ہے اور اکتسابی بھی۔ بعض لڑکیوں میں تو یہ جوہر فطری ہوتا ہے اور بعض لڑکیاں دوسروں کی دیکھا دیکھی لطافت پسند بن جاتی ہیں لہذا جن لڑکیوں میں یہ کمی ہو تو شوہروں کو چاہیئے کہ وہ ان کے مزاج میں لطافت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ بعض لڑکیاں جو میکہ میں شئے لطیف سے بالکل ناآشنا تھیں شوہر کی لطافت سے متاثر ہونے کے بعد بے حد لطیف المزاج بن گئی ہیں۔

ہماری رائے کہ اگر شوہر پوری طرح توجہ کریں تو وہ اپنی بیویوں کی بہت سی خامیوں کو دور کرنے کے بعد اپنی زندگیوں کو نہایت خوشگوار اور پر کیف بنا سکتے ہیں۔

معیاری شوہر کی خصوصیات

جس طرح ایک عورت کے لئے معیاری بننے کے لئے چند خصوصیات لازمی ہیں بالکل اسی طرح مرد کے لئے بھی ایک معیاری شوہر ماننے کے لئے چند خصوصیات کا حامل ہونا ضروری ہے اور اس چیز کی اس لئے اور بھی ضرورت ہے کہ خواہ بیوی کتنی ہی مکمل اور معیاری کیوں نہ ہو ازدواجی زندگی اس وقت تک

خوشگوار نہیں بن سکتی جب تک کہ شوہر بھی معیاری اور مکمل نہ ہوا۔ ملک میں ایسی لاکھوں مثالیں موجود ہیں کہ بیویاں تو معیار کے اعتبار سے مکمل ہیں لیکن پھر بھی ازدواجی زندگی خوشگوار نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شوہر میں چند ایسی خامیاں موجود تھیں جن کی وجہ سے ازدواجی زندگی کامیاب نہیں بن سکی اور میاں بیوی میں دن بدن کشیدگی بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ علیحدگی تک کی نوبت آ گئی۔ چونکہ زندگی کے لئے شوہر کا معیاری ہونا بھی ضروری ہے اس لئے معیاری شوہر کی بھی خصوصیات ذیل میں درج کر دی جائیں۔

جس طرح کہ ایک معیاری بیوی کی زندگی پانچ ستونوں پر رکھی ہوئی ہے۔ بالکل اسی طرح ایک معیاری شوہر میں مندرجہ ذیل پانچ خصوصیات کا ہونا لازمی اور ضروری ہے۔

(۱) **حسن و صحت**:- یعنی شوہر تنومند اور تندرست ہو کہ زندگی کی جدوجہد میں حصہ لے سکے اور بیوی کی نظر میں محبوبیت حاصل کر سکے۔

(۲) **ایثار و محبت** شوہر کے اندر بیوی بچوں کے لئے ایثار و محبت کا بے پایاں جذبہ موجود ہونا چاہئے اور وہ اس ایثار و محبت کی خاطر ہر قسم کی فضول خرچی بدچلنی اور نشہ بازی سے اجتناب کرتا رہے۔

(۳) **عقل و مزاج**:- شوہر عقلمند اور خندہ رو ہو تاکہ وہ ایک طرف اپنی عقلمندی سے زندگی کے لاینحل مسائل کو حل کر سکے اور دوسری جانب خوش مزاجی کے ذریعہ بیوی اور خاندان والوں کے لئے قابل قبول بن سکے۔

(۴) **استقلال و قوت ارادی** شوہر استقلال اور قوت ارادی کی دولت سے مالا مال ہونا چاہئے تاکہ وہ استقلال اور قوت ارادی کے ذریعہ اپنے لئے اپنی بیوی کے لئے اپنے بچوں کے لئے نیز اپنے خاندان کے لئے خوشگوار زندگی

کی نئی نئی شاہراہیں کھول سکے۔

وجاہت و ثروت ایک بیوی کے لئے تو کوئی مایۂ امتیاز شے نہیں ہے۔ لیکن مرد کے لئے یہ نہایت ضروری ہے تاکہ وہ وجاہت اور ثروت کے ذریعہ نہ صرف اپنی بیوی کے دل میں گھر کر سکے بلکہ بیوی اور اس کے بچوں کے لئے اس کا وجود باعث صد افتخار بن سکے۔

معیاری شوہر کے اس تجزیہ کے بعد آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ "معیاری بیوی اور معیاری شوہر کے" کے بنیادی اصول تقریباً یکساں ہیں صرف فرق اتنا ہے کہ ایک معیاری بیوی کی زندگی کی عمارت کا چوتھا ستون "سلیقہ اور شے لطیف" ہے لیکن ایک معیاری شوہر کی زندگی کی عمارت کے چوتھے ستون پر "استقلال اور قوت ارادی" کے نقوش کندہ ہیں۔ بقیہ چار ستون دونوں کی زندگی میں بالکل یکساں ہیں محض خفیف سا فرق یہ ہے کہ عورت کے لئے وجاہت اور ثروت کو کچھ زیادہ اہمیت نہیں دی گئی ہے۔ لیکن مرد کے لئے اسے بہت زیادہ اہم تصور کیا گیا ہے یعنی مرد اور عورت دونوں ہی کی زندگیاں تقریباً یکساں ستونوں پر قائم ہیں اور جانبین کی زندگیوں کے یہ ستون جتنے خوشنما اور مستحکم ہوں گے ان کی زندگیاں اتنی ہی خوشگوار اور پر کیف ہوں گی۔

تیسرا باب

گلشن ہستی کے نونہال

گذشتہ ابواب میں ہم شادی کے نفسیاتی پہلو اور ازدواجی تعلق پر کافی روشنی ڈال چکے ہیں اب اس کے بعد ہم کو شادی اور ازدواجی زندگی کے اس پہلو کو اجاگر کرنا ہے جو شادی اور ازدواجی زندگی کا اصل منشا ہے یعنی ازدواجی رشتہ سے قدرت کا سب سے بڑا مقصود یہ ہے کہ اولاد اور نسل انسانی میں اضافہ ہو۔ اسی منشا کے لئے خدا نے یہ رشتہ اتارا ہے لہذا ہم کتاب کے اس تیسرے باب میں اسی منشائے الٰہی پر بحث کرینگے

شادی بلاشبہ ایک پرکیف رشتہ ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ پرکیف وہ دور ہے جبکہ شادی کے بعد ننھے ننھے بچے کھیلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ ان بچوں کے دنیا میں آنے کے بعد نہ صرف عورت و مرد کی زندگی میں بے پایاں مسرتوں کا اضافہ ہو جاتا ہے بلکہ ان کے ساتھ ہی معصوم بچے اپنے والدین کے رشتہ کو مضبوط سے مضبوط تر بنا دیتے ہیں۔ یہ امر واقعہ ہے کہ بچوں کی موجودگی زوجین کی مسرت میں بے پایاں اضافہ کر دیتی ہے۔ چنانچہ جب والدین چھوٹے چھوٹے بچوں کو آغوش محبت میں مچلتا ہوا دیکھتے ہیں تو ان کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ گویا دنیا کی ساری

مسز تین سمٹ سمٹا کران کے گھر میں آگئی ہیں۔

آپ کو یہ معلوم کرکے بڑی حیرت ہوگی کہ دنیا میں ایسے بھی لوگ ہیں جو اولاد کی نعمت سے محض اس لئے گھبراتے ہیں تاکہ اولاد کی وجہ سے ان کی نفسانی خواہشات کی تکمیل میں کوئی فرق نہ آنے پائے، ہندوستان میں تو خدا کا شکر ہے کہ اس خیال کے لوگ بہت کم ہیں لیکن یورپ میں اولاد کی پیدائش کے روکنے کے لئے ہر متنفس بے چین ہے ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں یورپ کی تقلید میں یہ مرض بھی ہندوستان میں اسی طرح نہ پھیل جائے جس طرح مغربی تمدن کے اثرات کے تاریک بادل ہندوستان پر چھاتے چلے جا رہے ہیں۔

ازدواجی گلشن کی رونق

ازدواجی گلشن سے بہرہ اندوز کرنے کا سب سے بڑا مقصد یہی ہے کہ دنیا میں نئی نسلوں کا اضافہ ہو خداوند کریم نے طوفان نوح کے بعد حضرت نوحؑ سے فرمایا تھا کہ بار آور ہو اور زمین پر اپنی نسل کثیر تعداد میں بڑھاؤ" وہی اس کا خطاب آج بھی بنی آدم ہے۔ بنی اسرائیل میں عورت کا بانجھ پن انتہائی حقارت سے دیکھا جاتا تھا۔ صرف وہی لوگ قابل عزت خیال کئے جاتے تھے جو صاحب اولاد تھے۔

حضرت ابراہیمؑ سے جب اللہ جل شانہ نے وعدہ فرمایا کہ تیری نسل میں برکت دی جائے گی تو حضرت ابراہیمؑ اس قدر خوش تھے جیسے کسی کو بہت بڑی دولت اور نعمت مل جائے گی۔

اگر شادی مسرت کا سرچشمہ ہے تو اس سے بھی بڑھ کر مسرت کے اس سرچشمے کے وہ خوشگوار نتائج ہیں جو اولاد کی صورت میں عالم وجود میں آتے ہیں، عورت کو مرد کی ضرورت ہے اور مرد عورت کے لئے بے چین ہے لیکن ایک ایسی بھی ضرورت ہے جس کے لئے دونوں بے چین ہیں اور وہ ضرورت اولاد کی ضرورت ہے لیکن جو زن و شوہر مغربی تقلید میں پیدائش اولاد سے گھبراتے ہیں وہ شادی کی بے پایاں

مسرت کو "جائز عیاشی" کی صورت میں تبدیل کرنے کے خواہشمند ہیں ایسے لوگ اخلاق اور مذہب کی نگاہ میں مجرم ہیں اور ان کو اپنے جرموں کی سزا دنیا میں بھی برداشت کرنی ہوگی اور عاقبت میں بھی۔

پیدائش اولاد سے بیزاری

ایک مغربی انشا پرداز لکھتا ہے کہ میں شوہروں اور بیویوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اپنے دل میں والدین بننے کی تمنا ضرور رکھیں محدود آمدنی۔ مالی مشکلات، خرابی صحت، بربادی عیش، غرضکہ کسی بنا، پر بھی اولاد کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھیں خواہ تم کسی حال میں ہو اور اولاد کی وجہ سے کتنی ہی مشکلات میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ تمہارے دل میں کیوں نہ ہو لیکن پھر بھی اپنے دل میں پیدائش اولاد سے بیزاری کا جذبہ ہرگز پیدا کر و یا یاد رکھو نوزائیدہ معصوم بچہ زوجین کے رشتہ محبت کو اور زیادہ مستحکم بنا دیتا ہے۔"

ایک فلاسفر کا قول ہے کہ "شادی کا مقصد یہ ہے کہ ننھے بچوں کے وجود سے گھر نمونۂ بہشت بن جائے۔ جو شخص اس مقصد کو نظر انداز کرنا چاہتا ہے وہ نظام معاشرت کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ پیدائش اولاد خواہ کسی طریق سے کیوں نہ روکی جائے وہ جرم ہے۔ قوانین قدرت کی گرفت بہت سخت ہے اور ان کی خلاف ورزی کرنے والا کبھی سزا سے نہیں بچ سکتا جس گھر میں میاں بیوی نہایت محبت کے ساتھ زندگی گذار رہے ہوں اور خدا نے ان کو اولاد کے معاملہ میں خوش نصیب بنایا ہو وہ گھر دنیا میں جنت کا نمونہ ہے۔

اولاد سے گھبرانے والی عورتیں

نئی روشنی کے مردوں کی طرح اکثر عورتیں بھی اولاد سے گھبرا جاتی ہیں لیکن یہ عورتیں وہ ہوتی ہیں جو وضع حمل کی تکلیف کے خیال سے لرزہ براندام ہو جاتی ہیں وہ پہلی

پہلی مرتبہ وضع حمل کا تلخ تجربہ اٹھانے کے بعد اس قدر خوفزدہ ہو جاتی ہیں کہ دوبارہ اس مصیبت میں مبتلا نہیں ہونا چاہتیں، اگر ان نوعمر ماؤں کو شادی سے پیشتر ہی بعض ازدواجی معاملات بتادئے جانے اور ایام حمل میں ان کو مناسب ہدایات کر دی جائیں تو ان کو وضع حمل میں اس قدر تکلیف کبھی نہ ہوتی۔ تکلیف ہمیشہ ناواقفیت کی بنا پر ہوا کرتی ہے اس موضوع پر بہت سی کتابیں شایع ہو چکی ہیں شوہروں کو چاہیئے کہ اس قسم کی کتابوں کا عورتوں کو مطالعہ کرائیں تاکہ یہ خوف ان کے دل سے نکل جائے کسی شادی شدہ عورت کو خیالی خطرات کی بناء پر ماں بننے سے نہ گھبرانا چاہیئے۔ اعداد و شمار سے معلوم ہوا ہے کہ بیس اور پچیس سال کی درمیانی عمر کی کنواری لڑکیاں شادی شدہ عورتوں سے زیادہ مرتی ہیں۔

والدین کے اخلاق پر بچوں کا اثر

ماں بننے کے بعد عورت کے اخلاق پر بھی بہت اچھا اثر پڑتا ہے اس سے عورت کے جذبات اور مقاصد نہایت اعلےٰ بن جاتے ہیں اور خیالات میں بیداری پیدا ہو جاتی ہے اس کے علاوہ عورت کو ایثار و قربانی کی اصلی قدر و قیمت اسی وقت معلوم ہو سکتی ہے جب کہ وہ محنت و محبت کے ساتھ اپنا بچہ پالے۔ اس کو یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ انسان اپنی زندگی دوسروں کے لئے کس طرح وقف کر سکتا ہے

باغ حسن کے یہ نونہال جس طرح عورت کے اخلاق و عادات کی دنیا میں تبدیلیاں پیدا کر دیتے ہیں اسی طرح مرد کی زندگی پر بھی ان کا نمایاں اثر ہوتا ہے اکثر ظالم اور پتھر جیسے قلب والے مرد باپ بننے کے بعد پیکر محبت بن جاتے ہیں۔ ایک وہ شخص جو لاابالی زندگی گذار رہا ہو باپ بننے کے بعد وہ اپنے کاندھوں پر ایک اہم ذمہ داری کا بوجھ محسوس کرنے لگتا ہے۔ نامرد ذاتی عیش و آرام کا شیدا ہوتا ہے لیکن باپ بننے کے بعد اس کے دل میں ایثار محبت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔

اور وہ ہر ایک ایسی حرکت سے پرہیز کرتا ہے جس سے اس کی اولاد کے اخلاق پر ناگوار اثر پڑنے کا اندیشہ ہو اس لئے اولاد کا ہونا ماں باپ دونوں کے لئے لازمی اور ضروری ہے۔

زوجین کے تعلقات پر اولاد کا اثر

اولاد عورت و مرد کی توجہات کا صرف مرکز ہی نہیں ہے۔ بلکہ اولاد کا خوشگوار رشتہ ان کے تعلقات کو اور بھی پرکیف بنا دیتا ہے جن گھروں میں شادی کے ابتدائی ایام ہی سے ناگواریاں پیدا ہوتی ہیں اولاد پیدا ہونے کے بعد وہی گھرانے باہمی شکر رنجیوں کو بالائے طاق رکھ کر اولاد کی پرورش میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اور زن و شوہر کے اس متفقہ مقصد سے سالہا سال کی شکر رنجیاں مٹ جاتی ہیں۔ جب بچے دنیا میں رونما ہوتے ہیں، تو والدین کے لئے دلچسپ کھلونے بن کر ان کے دل کو لبھاتے ہیں اور جب یہ ذرا عمر میں ترقی کرتے ہیں تو والدین کے سچے غم گسار ثابت ہوتے ہیں، ان کی میٹھی میٹھی باتیں والدین کے مصیبت زدہ دل پر سے غم کے بادلوں کو ہٹا دیتی ہیں بڑھاپے میں بھی بچے والدین کے مصیبت زدہ دل پر سے غم کے بادلوں کو ہٹا دیتی ہیں، بڑھاپے میں بھی بچے والدین کے لئے عصائے پیری ثابت ہوتے ہیں، والدین کی علالت و بیماری میں بھی بچے فرماں بردار خدمت گذار بن جاتے ہیں ان سے نسل چلتی ہے، دنیا میں نشان باقی رہتا ہے بد نصیب ہیں وہ والدین جو اس نعمت سے محروم ہیں یہ وہ بد نصیب والدین ہیں جن کے مرنے کے بعد ان کے نام پر کوئی دو آنسو بہانے والا بھی نہیں رہے گا۔

اولاد سے محرومی کے اسباب

آٹھ یا دس شادیوں میں مشکل سے ایک شادی ایسی ہوتی ہے جو اولاد سے محروم رہتی ہے حیوانی زندگی میں محض غذا کی زیادتی پر کثرت اولاد کا انحصار ہے لیکن انسانی زندگی میں غذا کی نوعیت اپنے اثرات ڈالتی ہے اگر خوراک کافی ہے یا اس میں غذائیت

کم ہے تو توازن صحت قائم نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح اگر غذا ضرورت سے زیادہ مرغن ہے تو عورتیں اس کے استعمال سے اکثر بانجھ ہو جاتی ہیں اور مرد اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر دولتمند گھر اولاد سے محروم رہتے ہیں اور غریبوں کے گھر اولاد کی دولت سے بھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اولاد کی پیدائش میں غذا کو اگرچہ بہت کچھ دخل ہے لیکن اولاد نہ پیدا ہونے کی صرف یہی ایک وجہ نہیں ہے بلکہ کثرت مواصلت بھی نقصان پہنچاتی ہے۔ اور اس کے علاوہ وہ خلاف فطرت حرکات بھی مضر ہیں جن سے اعضائے تناسل بیکار ہو جاتے ہیں، مواصلت کے وقت شریک زندگی کا بالکل لطف اندوز نہ ہونا یا ضرورت سے زیادہ کیف اندوز ہونا بھی مانع حمل ہے لیکن عام طور پر رحم کی خرابی سے پیدائش نسل کو نقصان پہنچتا ہے اسی طرح بعض مردوں کی جسمانی حالت نہایت اچھی ہوتی ہے اور مواصلت کے معاملہ میں بھی بظاہر کوئی کمزوری نہیں پائی جاتی۔ لیکن وہ اولاد سے ہمیشہ محروم رہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا نطفہ اتنا کمزور ہوتا ہے کہ حیوانات منویہ میں عورت کے بیضہ میں انقاح کی طاقت نہیں ہوتی۔ ایسے مردوں کا نطفہ اگر قرار بھی پا جاتا ہے تو چند ماہ کے بعد اسقاط حمل ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر شوہر کی زندگی پاکبازانہ نہیں گذری ہے اور وہ مختلف امراض قبیحہ کا شکار رہ چکا ہے تو اس کا نطفہ بگڑ جاتا ہے اور وہ تمام عمر اولاد کے پیدا کرنے میں ناکام رہتا ہے صرف یہی نہیں ہوتا بلکہ ان امراض کے جراثیم عورت کے جسم میں داخل ہو کر اس کو بھی طرح طرح کے امراض میں مبتلا کر دیتے ہیں اور اس غریب کو بھی اولاد کے پیدا کرنے کے ناقابل بنا دیتے ہیں۔

حصول اولاد کے لئے مشورہ | شادی کرنے کے تین سال بعد تک اگر کوئی نئی بیاہی دلہن ماں نہیں بنتی تو اسے شوہر کو ٹوٹکوں سے دنیا

میں نہ آئے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ کسی نہ کسی قسم کی خرابی موجود ہے۔ اور اس کے علاج کرانے کی ضرورت ہے اور اگر عورت اس کی قصور وار ہے تو اس کا علاج کرایا جائے بعض نادان مرد ایسی صورت میں یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ محض بیوی کی وجہ سے ہم اولاد کی نعمت سے محروم ہیں۔ ایسے نادان چار چار شادیاں کرنے کے باوجود بھی لاولد رہتے ہیں، مردوں کا یہ خیال بالکل غلط ہے کیونکہ بہت سی صورتوں میں عورت تو قبول حمل کے قابل ہوتی ہے مگر مرد کے پوشیدہ امراض عورت کو بار آور نہیں ہونے دیتے۔

زوجین اور اولاد کے فرائض

پیدائش اولاد کے مسئلہ میں زن وشوہر دونوں کو حدود اعتدال کے اندر رہنے کی ضرورت ہے بیوی کے واسطے یہ خیال نامناسب ہے کہ پیدائش اور پرورش اولاد عورت کی زندگی کا مقصد نہیں ہے اسی طرح شوہر کو بھی اپنے دل سے یہ خیال نکال کر پھینک دینا چاہیئے کہ عورت صرف اس لئے پیدا کی گئی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ بچوں کو عالم وجود میں لائے عورت کو چاہیئے کہ وہ پرورش اولاد کو اپنا فرض سمجھے، اور مرد کا فرض ہے کہ وہ اپنی خواہشات پر قابو رکھے اور جب اس کے جذبات میں طوفان برپا ہو تو عورت کی جسمانی اور دماغی حالت کا صحیح اندازہ کرلے کیونکہ بچے اس کو نہیں بلکہ اس کی بیوی کو پیدا کرتے ہیں اور وہی ان کی پرورش بھی کریگی عورت کو محض بچہ پیدا کرنے کا ذریعہ نہ صرف عالم نسائیت کی توہین ہے۔ بلکہ صانع حقیقی کی بھی توہین کرنا ہے۔

صحیح الدماغ اور تندرست اولاد

شادی منشائے الٰہی میں داخل ہے اس سے کوئی تاریک نتیجہ اخذ کرنا کسی طرح جائز نہیں شادی نسل انسانی میں اضافہ کرنے کی غرض سے ضرور کی جاتی ہے لیکن ہم کو تعداد کے

بڑھانے سے زیادہ قسم کا خیال رکھنا چاہئے ۔ بمقد دکمزور مریض ۔ مکروہ صورت اور بد سرشت بچوں کے مقابلہ میں دو خوبصورت صحیح الجثہ اور سلیم الطبع بچوں کا پیدا ہونا ہزار درجہ بہتر ہے ۔ اگر ہم سمجھتے ہیں کہ شادی افزائش نسل کے لئے ہے تو ہم کو چاہیئے کہ مخلوق میں اچھے انسانوں کا اضافہ کریں اگر زوجین اچھی اولاد پیدا کرنے کی غرض سے اپنے جذبات پر قابو رکھیں تو یہ کسی طرح بھی معیوب نہیں ہے بعض حالتوں میں تو اولاد پیدا کرنے کی کوشش سخت غلطی ہے ۔ خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ عورت کی جسمانی حالت اتنی خراب ہو کہ وہ حمل کی تکلیف برداشت کرنے کی اپنے اندر طاقت نہ رکھتی ہو یا شوہر کسی ایسے مرض میں گرفتار ہو جس کا اثر اولاد پر پڑنا بالکل یقینی ہو ایسی حالت میں اولاد کی پیدائش کو روکنا نہ اخلاقی جرم ہے نہ مذہبی ۔

پیدائش اولاد کو روکنے کی تدبیر

لوگوں کا خیال ہے کہ پیدائش اولاد کو روکنے کے لئے جدید سائنس نے ایسی تدابیر دریافت کر لی ہیں جن کے ذریعہ سے زن و شوہر مواصلت سے پوری طرح لطف اندوز ہونے پر بھی پیدائش اولاد کو روک سکتے ہیں لوگوں کا عام خیال ہے کہ علم الادویہ نے پیدائش اولاد پر قابو حاصل کر لیا ہے ۔ لیکن ہمیں اس سلسلہ میں صرف ایک مجرب نسخہ معلوم ہے جو کبھی خطا نہیں کرتا وہ نسخہ یہ ہے کہ عورت و مرد علیحدہ رہیں ہمارے نزدیک اس سے بہتر قابل اطمینان اور بے ضرر کوئی نسخہ نہیں پیدائش اولاد کو روکنے کے جو عام طریقے طبی دنیا میں رائج ہیں ان میں سے بیشتر نہ صرف ناقابل اطمینان ہیں بلکہ بے حد مضر بھی ہیں اس کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ زوجین مادی محبت پر روحانی محبت کو ترجیح دیں اور جنسی لذتوں کے بجائے ایک دوسرے میں روحانی اور حقیقی لذتیں تلاش کریں ممکن ہے کہ ہمارا پیش کردہ نسخہ زیادہ دشوار و ناقابل عمل بتایا جائے ۔ لیکن

اگر مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ دلی محبت ہے اور وہ جانتا ہے کہ وضع حمل کی تکلیف میں اس کی زندگی کے لالے پڑ جائیں گے تو یہ نسخہ ذرا بھی دشوار نہیں معلوم ہوگا۔ کیونکہ محبت پر بڑی سے بڑی مجبوری کو بھی قربان کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر مرد کو اپنے ملک اور قوم کے ساتھ محبت ہے اور وہ جانتا ہے کہ ناکارہ انسانوں کا اضافہ بے کار ہے تو پھر ہم حیران ہیں کہ وہ اپنے ملک اور اپنی قوم کی محبت پر اپنی چند لمحوں کی لذت کو کیوں نہیں قربان کر دیتا۔ جن زوجین کو جسمانی کمزوریاں لاحق ہوں وہ در اصل اولاد پیدا کرنے کے لئے موزوں نہیں ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ جہاں تک ممکن ہو ایک دوسرے سے علیحدہ رہیں لیکن جن لوگوں کو اپنے نفس پر زیادہ قابو حاصل نہ ہو اور وہ مصنوعی ذرائع اختیار کرنے پر مجبور ہوں تو انہیں چاہیئے کہ کسی ایسے طبیب یا ڈاکٹر کی طرف رجوع ہوں جو اپنے فن کا ماہر خیال کیا جاتا ہے لیکن اگر یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ہم کو کوئی ایسا نسخہ مل جائے جس سے ہم اپنی خواہشات نفسانی کو تو پوری طرح انجام دے سکیں لیکن ہمارے اولاد نہ ہو تو ان کا یہ خیال بے حد شرمناک اور گمراہ کن ہے۔ اور ایسے فضول اور بے کار لوگوں کے لئے دنیا میں کسی ڈاکٹر یا حکیم کے پاس کوئی نسخہ نہیں ہے۔

اولاد پیدا کرنے کے لئے اہتمام

ہمارے ملک میں زوجین پیدائش اولاد کے طریقوں سے قطعی ناواقف ہیں۔ ہندوستان میں حمل ایک اتفاقی حادثہ ہے جو مواصلت کی لذت کے بعد خواہ مخواہ پیش آجاتا ہے اس سے زیادہ حمل کی کوئی اصلیت نہیں حالانکہ یہی انسان کا سنگ بنیاد ہے اس لئے ضرورت اس کی ہے کہ زوجین مواصلت سے پہلے اپنی حالت پر اچھی طرح غور کریں۔ ہمارے نزدیک حمل کا قیام اس وقت

ہونا چاہیئے جب کہ عورت و مرد دونوں کی صحت نہایت بہتر ہو۔ اگر دونوں میں سے ایک کی بھی صحت خراب ہو تو اس کا بہت برا اثر اولاد پر پڑتا ہے پیدائش اولاد کے سلسلہ میں تین باتیں بے حد ضروری ہیں۔

(۱) زن و شوہر کا ماں یا باپ بننے کے لئے بالکل تیار ہونا۔

(۲) مواصلت کے وقت زوجین کی ذہنی حالتوں کا درست ہونا۔

(۳) جنین کی نشو ونما کے وقت عورت کی تندرستی اور خیالات کا نہایت بہتر ہونا

زن و شوہر کو ماں باپ بننے کی تیاری کے لئے اپنی جسمانی حالت پر اثر ڈالنے کے لئے ضرورت ہے عام طور پر زن و شوہر کو مواصلت سے کچھ عرصہ پہلے ایک دوسرے سے بالکل جدا رہنا چاہیئے وہ اپنے خیالات میں لطافت و پاکیزگی پیدا کریں۔ اس درمیان میں ان کو ہلکی اور سادہ غذا استعمال کرنی چاہیئے۔ بہر حال صحت کو بہتر سے بہتر حالت میں قائم رکھنے کے لئے جو طریقہ ہو سکتا ہے اس پر انہیں عمل کرنا چاہیئے مواصلت کے وقت فریقین کی دماغی حالت کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ دنیا میں آنے والی ہستی کے اچھے یا برے ہونے کا دار و مدار ہی اس پر ہے ایک جرمن ڈاکٹر کہتا ہے کہ نطفہ اس وقت قرار پانا چاہیئے جب کہ زن و شوہر دونوں عالم ذوق و شوق میں ہوں خوش و خرم ہوں کسی طرح کا کوئی فکر نہ ہو اگر اسوقت زوجین میں سے کسی کو کسی بات کا صدمہ رنج یا فکر لاحق ہو گیا ہے یا دونو کے قلب میں کسی بات سے کراہیت پیدا ہو گئی ہے تو اس کا اثر بچہ کی صحت اور مزاج پر نہایت ناگوار پڑیگا۔

یونان میں رواج تھا کہ وہ مواصلت کے وقت خوب صورت تصویروں اور مجسموں کو اپنے سامنے رکھ لیا کرتے تھے تاکہ ان خوش نما نظاروں سے میاں بیوی دونوں متاثر ہوں اور اسی تاثر کی بنا پر ان کے ہاں خوب صورت اولاد پیدا ہو۔

ان کا خیال تھا کہ اس طریقہ پر عمل کرنے سے بدصورت سے بدصورت والدین کی اولاد بھی خوب صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے کہ اس خیال میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہو لیکن اس کی اصلیت کچھ نہ کچھ ضرور ہے اور یہ قرین قیاس بھی ہے کیونکہ خوب صورت تصاویر زن وشوہر کی ذہنیت کو حسن کی طرف مائل کردیں گی جس کا لازاثر بچہ پر پڑنا چاہئے چنانچہ ایک ہی ماں باپ کے بچے جو ایک دوسرے سے اس قدر مختلف ہوتے ہیں اس کی وجہ مواصلت کے وقت ان کے والدین کی جسمانی اور ذہنی حالتوں کا اختلاف ہے مواصلت کے وقت زوجین کی دماغی حالتوں میں جس قدر اختلاف ہوتا ہے اتنا ہی اختلاف بچوں میں پیدا ہو جاتا ہے۔

تیار ہو کر اولاد پیدا کرنا ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر نو عمر زوجین کو کافی غور کرنے کی ضرورت ہے جب مواصلت کا مقصد پیدائش اولاد ہو تو ان کو اس کے واسطے خوب سوچ سمجھ کر اور ضروری تیاریوں کے بعد مواصلت کے لئے آمادہ ہونا چاہئے، کیوں کہ وہ ایک نئے انسان کو عالم وجود میں لانے کے لئے بڑھ رہے ہیں اگر انہوں نے اس وقت عالم کیف میں ان باتوں کا خیال نہ رکھا تو ان کی اولاد ان کے لئے وبال جان بن جائے گی۔

زمانہ حمل میں عورت کو ہر حالت میں خوش وخرم رہنا چاہئے اس کے جذبات اور خیالات بلند اور پاکیزہ ہوں اگر وہ لکھی پڑھی ہے تو اسے اس زمانہ میں زیادہ تر مذہبی اور اخلاقی کتابوں کو مطالعہ میں رکھنا چاہئے۔ مادر شکم میں یہ دنیا میں آنے والا انسان ماں کے خیالات کا اثر قبول کرتا رہتا ہے اسلئے عورت کو پاکیزہ خیالات رکھنے کی ضرورت ہے شوہر کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کی ہر طرح دلجوئی کرے جن گھروں میں ان باتوں کا خیال رکھا جائے وہاں یقینی طور پر اولاد خوب صورت تندرست اور صحیح الدماغ پیدا ہوگی۔

ازدواجی گلشن کی بارآوری

ازدواجی گلشن کی بارآوری یعنی حمل کا زمانہ وہ زمانہ ہے جس کے لئے قدرت نے مواصلت کی لذتیں انسان کو عطا کی ہیں جب ازدواجی گلشن میں یہ زمانہ آتا ہے اس وقت ازدواجی گلشن کے دو متوالوں کی حقیقی مسرتوں سے لبریز زندگی کی ابتدا ہوتی ہے، قدرت الٰہی عورت کے شکم کے گہوارہ میں ایک نئے ذی روح کی بنیاد رکھتی ہے اور فطرت کی رنگینیاں اس گہوارہ میں آرام کرنے والے معصوم بچہ کو خدوخال سے آراستہ کرتی ہیں، اس مبارک زمانہ کی عورت کو بھی قدر کرنی چاہیئے اور مرد کو بھی۔

ایام حمل میں بیوی کی دلداری

ایک شوہر کا فرض ہے کہ وہ بیوی کی دلداری میں کوئی کمی نہ اٹھا رکھے لیکن ایام حمل میں یہ ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے شوہر کو چاہیئے کہ اس زمانہ میں بیوی کے ساتھ انتہائی محبت کے جذبات کے ساتھ پیش آئے اور اس کے دل کی کلی کو ہر وقت شگفتہ رکھے، نوجوان شوہر کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ اس کی نوعمر شریک زندگی ابھی فرائض مادری کے اہم فریضہ سے ناآشنا ہے، جو عورتیں زمانہ حمل کے معاملات سے پہلے ہی سے واقف ہیں ان کے لئے تو کچھ زیادہ تشویش کی ضرورت نہیں کیوں کہ وہ خود ہی دنیا میں نئے آنے والے انسان کی خبرگیری کی بہترین تدابیر سوچ سکتی ہیں لیکن وہ نوعمر لڑکیاں جو ابھی دنیا کے نشیب و فراز سے ناآشنا ہیں انہیں زمانہ حمل کی احتیاطوں کی طرف کافی توجہ دلانے کی ضرورت ہے اگر ان کو ضروری باتوں سے آگاہ نہ کیا گیا تو طرح طرح کی نقصانات کا خوف ہے یہ

نئی ہستی دنیا میں آنے سے پہلے ہی فنا ہو جائے گی بلکہ شریک زندگی کی جان بھی خطرے میں ہوتی ہے۔ اس خرابی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ والدین اپنی نوجوان لڑکیوں کو صنفی معاملات سے واقف کرنا معیوب سمجھتے ہیں۔ شادی کے بعد ان بے زبان خوبصورت اور نازک ہستیوں کو شوہر کی چشم کرم پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ شوہر خود اتنے ناواقف ہوتے ہیں کہ وہ کوئی صحیح مشورہ کبھی نہیں دے سکتے۔ اس لئے وہ مجبور ہوتی ہیں کہ طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کرنے کے بعد اور تندرستی کو برباد کر کے ذاتی تجربہ حاصل کریں۔ ان نئی بیویوں کو جب اپنے حاملہ ہونے کا علم ہوتا ہے تو ان کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں اور وہ یہ سمجھتی ہیں کہ اب ہمارے لئے حمل کے ساتھ موت کا پیام بھی آگیا ہے اپنی ناواقفیت کی بنا پر وہ تجربہ کار عورتوں کی جانب رجوع کرتی ہیں لیکن یہ تجربہ کار عورتیں بھی صرف نام کی تجربہ کار ہوتی ہیں اور غریب کم عمر لڑکیوں کو ان کے ذریعہ سے کوئی اطمینان بخش بات حاصل نہیں ہوتی، وہ ان کو اس سے زیادہ کچھ نہیں بتاتیں کہ وضع حمل کا زمانہ شدید تکالیف کا وقت ہے اور اکثر اوقات تو یہ بوڑھی اور تجربہ کار عورتیں لڑکیوں کے دل میں اس قدر خوف بٹھا دیتی ہیں کہ ان کو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اب موت یقینی ہے اور ان کے خیالی اندیشے انہیں موت کے قریب تک پہنچا دیتے ہیں۔

زمانہ حمل میں لڑکیوں کا خوف

شوہروں کا فرض ہے کہ وہ اپنی شریک زندگی کو گمراہ کن خیالات کے طوفان سے بچائیں اور ان کے دل سے وضع حمل کا خوف و خطرہ بالکل دھو دیں مرد کے اطمینان دلانے سے عورت بہت کچھ مطمئن ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر خوبی قسمت سے کوئی ایسی سمجھدار اور تجربہ کار عورت مل جائے جو پوری طرح لڑکیوں کو تسلی دے سکے تو انتہائی خوش نصیبی ہے کیونکہ اس معاملہ میں مرد

کے مقابلہ میں عورت کا زیادہ اعتبار کرتی ہے اگر اس قسم کی کوئی سمجھدار عورت خوش نصیبی سے کسی کو مل جائے تو اس عورت کو چاہئے کہ وہ نوعمر لڑکی کو دلاسا دے کر سمجھائے کہ محض چند احتیاطی تدابیر سے وضع حمل کی تمام تکالیف زائل ہو جاتی ہیں اور اس کے علاوہ لڑکی کے مادرانہ جذبہ کو بچہ کا بار بار ذکر کر کے بیدار کیا جائے اس قسم کی باتوں سے لڑکی کا دل بڑھ جاتا ہے اور وضع حمل کی تکالیف کا خیال ذہن سے مٹ جاتا ہے اس کے دل میں مادرانہ جذبات کروٹیں لینے لگتے ہیں اور اس وقت دنیا میں آنے والے کم سن بھولے بھالے بچہ کا خیال اس کی رگوں میں لطف و انبساط کی رو دوڑانے لگتا ہے۔ اس امر کی بھی انتہائی کوشش کرنے کی ضرورت ہے کہ اس نازک زمانہ میں عورت کے دل پر کسی قسم کا خوف نہ طاری ہونے پائے اس سے ایک طرف تو شریک زندگی کی صحت برباد ہوتی ہے اور دوسری جانب جنین کے نشوونما پر انتہا سے زیادہ ناگوار اثر پڑتا ہے۔

زمانہ حمل میں عورت کا مزاج

حاملہ عورتوں کے مزاج میں عام طور پر افسردگی پیدا ہو جاتی ہے اگر زمانہ حمل میں بیوی پریشان حال اور کبیدہ خاطر نظر آئے تو نوجوان شوہر کو برا ماننے کے بجائے اس کی دلجوئی اور دلداری کرنی چاہئے۔ اگر عورت وضع حمل کے خیال سے بہت زیادہ خوف زدہ ہو تو شوہر کو یہ نہ چاہئے کہ اس سے سخت انداز میں ان خیالات کو ترک کرنے کے لئے کہے۔ بلکہ نہایت مدلل طریقے پر نرم الفاظ میں اس بے اطمینان نازک ہستی کو مطمئن کر دینے کی ضرورت ہے۔

زمانہ حمل میں عورت کی صحت

حمل کا زمانہ عورتوں کے لئے تکلیف کا زمانہ ہے بعض عورتیں تو اس قدر بدمزاج اور مردہ دل ہو جاتی ہیں کہ ان کے شوہروں کے لئے گھر میں ایک منٹ بیٹھنا دشوار ہو جاتا ہے گویا یہ

زمانہ گلشن حسن کے لئے خزاں کا زمانہ ہے، اس زمانہ میں عورت اعضا شکنی میں مبتلا ہو جاتی ہے، اس کی طبیعت ہر وقت مضمحل رہتی ہے جی متلایا کرتا ہے اور بعض اوقات دن دن بھر متلی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے جس میں حاملہ لڑکیوں کی نگرانی کی سخت ضرورت ہوتی ہے لڑکیاں جو عموماً سادہ لوح ہوتی ہیں۔ جب ایام حمل میں بعض جاہل عورتیں ان کو مشورہ دیتی ہیں کہ دو آدمیوں کے لائق زمانہ حمل میں خوراک کھانا چاہیئے۔ تو وہ یہ سمجھ کر کہ شکم کے مہمان کی بھی تواضع کرنی ہے ضرورت سے زیادہ کھانا پینا شروع کر دیتی ہیں جس سے ان کی تندرستی برباد ہو جاتی ہے اسی طرح بعض نوعمر لڑکیاں شرم کی وجہ سے کمرے کے باہر قدم نہیں رکھتیں اس سے بھی صحت پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ تندرستی جیسی نعمت کے مقابلہ میں ایسی چھوٹی شرم کو فنا کرنے کی ضرورت ہے

حمل سے پہلے اور حمل کے بعد

نئی شادی شدہ دلہنوں کو چاہیئے کہ وہ حمل قرار پانے سے پہلے ہی حمل کے متعلق کافی معلومات حاصل کریں۔ حاملہ ہو جانے کے بعد معلومات حاصل کرنی بعد از وقت ہے کیونکہ ایام حمل میں لڑکیوں کو ان باتوں میں پڑنے کے بجائے اپنی توجہ کسی ایسی طرف مبذول کرنی چاہیے جس سے بچے کے اخلاق و عادات پر اچھا اثر پڑے اور اگر خدانخواستہ بیوی لکھی پڑھی نہیں ہے تو یہ شوہر کا فرض ہے کہ وہ طبی کتابوں سے مدد لے کر اس قسم کی تمام معلومات سے اپنی شریک زندگی کو آگاہ کر دے۔ کم سن لڑکیوں کے لئے یہ زمانہ بڑی احتیاط کا زمانہ ہوتا ہے کیونکہ اس زمانہ میں جو کوئی ان سے جو کچھ بھی کہہ دیتا ہے وہ اس پر بلا سوچے سمجھے عالم پریشانی میں اور اپنی جان بچانے کے لئے عمل شروع کر دیتی ہے۔ اگر اس قسم کی معلومات سے انہیں آگاہ کر دیا جائے تو وہ فضول اور بے کار باتوں پر عمل کر کے اپنی زندگی کو خطرہ میں نہیں ڈالیں گی اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر ہم نوجوانوں کے لئے کچھ معلومات درج کرتے ہیں تاکہ وہ اپنی شریک

زندگی کو ان معلومات سے فائدہ پہنچا سکیں۔

حمل کی تکلیف میں کمی کی صورت

حمل کے زمانہ میں بیوی کے ساتھ انتہائی محبت کا برتاؤ کرنا چاہئے اگر اس زمانہ میں مہر و محبت کا برتاؤ کیا گیا اور سادہ خوراک اور مناسب ورزش کی طرف بھی توجہ کی گئی تو شریک زندگی کی نصف تکالیف کم ہو جائیں گی۔ حاملہ عورت کو ہاتھ پاؤں ہلانے کی سخت ضرورت ہے اگر اس زمانہ میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئی تو وضع حمل کے وقت سخت تکالیف کا سامنا ہوگا اسی طرح اگر عورت نے اس زمانہ میں ضرورت سے زیادہ محنت و مشقت کی تو اس کی اور دنیا میں آنے والے معصوم بچہ کی صحت پر بہت برا اثر پڑیگا نہ تو اس زمانہ میں عورتوں کو کاہل بن کر رہنا چاہئے اور نہ بہت زیادہ محنتی بن کر بلکہ درمیانی حالت میں رہ کر اس زمانہ کو گذارنا چاہئے۔

حاملہ عورت کا لباس اور خوراک

وضع حمل کے وقت عموماً عورتوں کو انتہائی تکالیف برداشت کرنی ہوتی ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ قوانین قدرت کا کافی احترام نہیں کرتیں اگر وہ مناسب اور سادہ غذائیں کھائیں۔ ڈھیلا ڈھالا آرام دہ لباس پہنیں اور اپنے ہاتھ پاؤں کو خواہ ورزش سے حرکت دے لیا تو وضع حمل کے وقت ان کو کوئی تکلیف نہیں ہو سکتی۔ حاملہ عورت کو ہمیشہ ایسی خوراک استعمال کرنی چاہئے جو زود ہضم ہو مقوی ہو اور خون میں حدت پیدا نہ کرے۔ غذا کا استعمال مقررہ اوقات پر اعتدال کے ساتھ ہونا چاہئے ایسی خوراک سے بچا جائے جس سے بچے کی ہڈیوں اور عضلات کو تقویت پہنچتی ہو کیونکہ جب بچہ کے عضلات اور ہڈیاں کافی بڑھ جاتی ہیں تو حمل میں شدید تکلیف کا سامنا ہوتا ہے اس مقصد کے لئے گوشت وغیرہ کی بجائے پھلوں اور ترکاریوں کا استعمال زیادہ مفید ہے حاملہ عورتوں کے لئے زیادہ مرغن خوراک بھی مناسب نہیں ہے اور کافی کے

استعمال سے بھی پرہیز کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ ماں اور بچے دونوں کے لئے مضر ہیں مختلف قسم کی دالوں کا استعمال اگر جاری رکھا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ پھلوں میں حاملہ کے لئے سنگترہ اور لیموں بہتریں ہیں ان کے بعد سیب وغیرہ کا درجہ ہے کیلا اگر نہار منھ استعمال کیا جائے تو وہ بھی مفید ہے۔ حاملہ عورت کو زیادہ شکم سیر ہو کر نہ کھانا چاہئے، دسترخوان سے ہمیشہ اس وقت اُٹھ جانا چاہئے جب کہ کچھ بھوک باقی ہو چھنے ہوئے آٹے کے بجائے اگر اس آٹے کا استعمال کیا جائے جس میں کچھ بھوسی بھی شامل ہو تو زیادہ مفید ہے۔ خواب نوشین سے بیداری کے بعد اگر طبیعت مضمحل ہو تو پلنگ پر لیٹے ہی لیٹے لیموں کے چند قطرے استعمال کر لئے جائیں اور اگر سونے سے پہلے کچھ تازہ پھل کھائے جائیں تو بیداری کے وقت طبیعت نہایت بشاش رہے گی جسم کو نہایت ہلکی اور نرم پوشاک سے آراستہ کرنا چاہیئے۔ سردی کے ایام میں اگر گرم پوشاک زیب تن کی جائے تو وہ بھی اتنی ہی بھاری نہیں ہونی چاہیئے کہ جسم کو اس سے تکلیف ہو، ہمیشہ اس زمانہ میں دیسی وضع کی نرم و نازک جوتی استعمال کرنے کی ضرورت ہے مغربی انداز کی اونچی ایڑی کی جوتیوں سے قطعی پرہیز کیا جائے ان کا استعمال زمانہ حمل ہی میں مضر نہیں ہے بلکہ ہمیشہ مضر ثابت ہوتا ہے۔

حاملہ عورت کے لئے احتیاط

گھر کا معمولی کام کاج ایک حاملہ کے لئے بہترین اور لطیف ورزش ہے لیکن جن کاموں میں طاقت کی ضرورت ہو ان سے بچنا چاہیئے۔ کپڑے کبھی نہ دھونے چاہئیں۔ کوئی بڑی چیز ہرگز نہ اٹھانی چاہئے کسی چیز کو پوری طاقت سے اپنی طرف نہ کھینچا جائے زینہ پر آہستہ آہستہ چڑھنے کی ضرورت ہے کیونکہ سیڑھیوں پر جلد جلد چڑھنا اور اترنا بہت زیادہ خطرناک ہے سانس پوری قوت سے لیا جائے تاکہ پھیپھڑوں کے تمام حصے ہوا سے پُر ہو سکیں۔ سانس لیتے وقت منھ بند کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے حاملہ

عورتوں کے لئے سینہ تان کر منہ بند کر کے کسی بلند جگہ پر آہستہ آہستہ چڑھنا اور خوب اچھی طرح سانس لینا بے حد مفید ہے۔

ورزش یا کام کاج میں اعتدال کو مدّ نظر رکھنے کی سخت ضرورت ہے۔ اس حد تک ورزش یا کام کاج کرنا چاہیئے جس حد تک تکان نہ ہو۔ رات کو سونے سے پندرہ منٹ پہلے شیر گرم پانی سے غسل کرنا بے انتہا مفید ہے۔ اس سے رات کو نیند خوب آتی ہے اور صبح کو بیداری کے بعد طبیعت بحال رہتی ہے غسل کے بعد بدن کو اچھی طرح خشک کر لینا چاہیئے تاکہ زکام نہ ہو جائے اگر موسم موافق ہوا ور عادت بھی ہو تو ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے کے بعد جسم کو کھردرے تولیہ سے خوب رگڑنا چاہیئے جسم پر تیل کی مالش بھی مفید ہے۔ چلتے ہوئے یا کام کاج کے وقت ہمیشہ تن کر چلنا یا بیٹھنا چاہیئے۔ جھک کر بیٹھنے سے رحم پر زور پڑتا ہے۔

وضع حمل کی حالت میں احتیاط

ایک نوعمر لڑکی کے لئے جس طرح حمل کا زمانہ نازک ہے اسی طرح وضع حمل کے بعد کے زمانہ میں بھی انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے بچے کی پیدائش کے بعد فوراً اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش نہ کرنی چاہیئے، کم از کم ایک ہفتہ تک پلنگ پر آرام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد بھی اُٹھنے بیٹھنے یا چلنے پھرنے میں احتیاط ضروری ہے۔ بچہ کی پیدائش عورت کے اندرونی نظام کو بالکل درہم برہم کر دیتی ہے اور اس جسمانی نظام کو اصلی حالت میں آنے کے لئے کافی مدت درکار ہوتی ہے۔ اس لئے وضع حمل کے بعد کم از کم ڈیڑھ ماہ تک عورتوں کو زیادہ چلنے پھرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اس میں اگر ذرا بھی بے احتیاطی ہو جاتی ہے تو عورت کو تمام عمر اس کے نتائج برداشت کرنے پڑتے ہیں۔

زمانہ حمل میں مرد کی نفسانیت

حمل کا زمانہ بے حد نازک ہے لیکن اگر شوہر نفسانی جذبات کا بندہ ہے تو یہ

زمانہ انتہا سے زیادہ خطرناک زمانہ بن جاتا ہے اور اس وقت عورت کی جان خطرہ میں پڑ جاتی ہے۔ جب مواصلت کی لذت کا منشا حمل کی صورت میں پورا ہو جاتا ہے تو پھر مرد کو عورت کی طرف حصول لذت کے لئے نگاہ اٹھا کر دیکھنے کا بھی حق حاصل نہیں رہتا کیونکہ مواصلت کا منشا پورا ہو چکا اور اب مواصلت کی قانون قدرت کے نزدیک کوئی ضرورت باقی نہیں رہی یہی وجہ ہے کہ حاملہ ہو جانے کے بعد عام طور پر عورتوں کی نفسانی خواہشات بہت کم ہو جاتی ہیں لیکن چونکہ مردوں کی حالت میں تو کوئی تغیر نہیں ہوتا اس لئے ان کے واسطے ضبط نفس ایک مصیبت ہے۔ ایام حمل میں مواصلت کے نتائج بیوی اور بچہ دونوں کے لئے مضر ثابت ہوتے ہیں نوجوان شوہر کو اپنی بیوی اور اپنے ہونے والے بچہ کا خیال کرکے اپنی خواہشات پر قابو حاصل کرنا چاہئے جن لوگوں نے چرند، پرند اور حشرات الارض کی زندگی کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ مادہ حاملہ ہونے کے بعد پھر اپنے نر کے پاس نہیں جاتی یہاں تک کہ جنگل کا ایک وحشی درندہ بھی مادہ کے حاملہ ہونے کے بعد کبھی اس کی طرف رخ نہیں کرتا۔ اگر قدرت کی تعلیمات کچھ ہمارے لئے سبق آموز ہو سکتی ہیں تو جو پابندی حیوانوں کے لئے لازمی ہے وہی انسانی میاں بیوی کے واسطے بھی ضروری ہونی چاہئے۔ اگر ہم اپنے جذبات پر ایسی حالت میں قدرت نہیں رکھ سکتے تو ہم جانوروں سے بھی بدتر ہیں اور ہمیں اشرف المخلوقات بننے کا کوئی حق حاصل نہیں۔

مہذب دنیا کا تو ذکر ہی کیا وحشی قبائل میں بھی حاملہ عورت کے ساتھ مواصلت انتہائی شرمناک فعل خیال کیا جاتا ہے گذشتہ اوراق میں ہم بتا چکے ہیں کہ رحم کے اندر جنین اپنی ماں کے خیالات سے بہت زیادہ متاثر ہوتا ہے اس لئے جو مرد اپنی خواہش رفع کرنے کے لئے عورت کے جذبات شہوانیہ کو بھڑکاتا ہے وہ در اصل مواصلت سے لطف اندوز نہیں ہوتا کہ وہ اپنے پیدا ہونے والے بچے کو نسبتاً طور

طور پر بیشرمی اور بے حیائی کی تعلیم دیتا ہے۔ اس زمانہ میں اکثر کم سن لڑکوں اور لڑکیوں کا رجحان جو صنفی معاملات کی طرف پایا جاتا ہے اس کی بہت بڑی وجہ ایام حمل میں ان کے والدین کی مواصلت ہے، ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ مواصلت کے وقت حاملہ عورت کے جذبات میں جو برانگیختگی پیدا ہوتی ہے اس سے جنین کو سخت صدمہ پہنچ جاتا ہے۔ زمانہ حمل میں مواصلت کرنے سے عورت کو سخت تکلیف ہوتی ہے لیکن اس کا نتیجہ حمل اور بچے کے لئے انتہا سے زیادہ خطرناک اور مہلک ہے۔ حمل یا بچے کو بالفرض کوئی صدمہ بھی نہ پہنچے جب بھی اس کے یہ معنی ہیں کہ ہم بچے کو عالم وجود میں آنے سے پیشتر ہی شہوانی جذبات سے متاثر کر رہے ہیں اور اسے آوارہ مزاج بننے کی تعلیم دے رہے ہیں نوجوان زن و شوہر کو چاہیئے کہ دوران حمل میں اپنے جذبات کو بے عنان نہ ہونے دیں لذتوں کو تندرستی پر قربان کر دیں اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو اسقاط حمل کا اندیشہ ہے اور بچہ کے شکم مادر ہی میں فنا ہو جانے کا بھی اندیشہ ہے۔

زوجین کی محبّت کا پھل

قیام حمل کے دو سواسی دن کے بعد جو عموماً دسویں حیض کا زمانہ ہوتا ہے عورت اپنے بار سے سبکدوش ہو کر ثمر محبت کو اپنے آغوش میں دیکھتی ہے جب عورت پہلے پہلے کسی بچہ کو عالم وجود میں لاتی ہے تو وضع حمل سے اسے انتہائی تکالیف ہوتی ہیں لیکن اس کے بعد جوں جوں بچوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اس کی تکلیف میں بھی کمی ہوتی چلی جاتی ہے اور اس کے دل سے وضع حمل کا خوف بھی دور ہو جاتا ہے۔

نئے مہمان کی پہلی نگہداشت

وضع حمل کا وقت ایک ایسا وقت ہے کہ اس وقت کی بے احتیاطی سے دو جانیں ایک ساتھ خطرے میں پڑ جاتی ہیں اس لئے نازک وقت میں کسی ہوشیار قابلہ کی موجودگی نہایت ضروری ہے جس کو خیال رکھنا چاہیئے کہ پیدائش کے وقت کہیں آنول معصوم بچے کی گردن میں نہ اُلجھ جائے، پیدا ہونے کے بعد بچہ کا سر اس طرح رکھا جائے کہ وہ نہایت آسانی کے ساتھ سانس لے سکے. نال کاٹنے میں بھی کافی احتیاط کی ضرورت ہے۔ اگر غلطی سے نال کا زیادہ حصہ کٹ جاتا ہے تو اس قدر خون نکل جاتا ہے کہ بچے کی جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔

پیدائش کے بعد بچہ کا رونا اس بات کا ثبوت ہے کہ اس نے سانس لینا شروع کر دیا ہے لیکن بچہ کا رونا کوئی ضروری چیز نہیں کیونکہ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب بچہ کو پیدائش کے بعد گرم کپڑوں میں لپیٹا جاتا ہے تو وہ بالکل نہیں روتا اگر پیدائش کے بعد بچہ سانس نہ لے تو اس کی جان خطرہ میں پڑ جاتی ہے ایسی حالت میں اس کے شانوں اور سینہ پر تھپکیاں دی جائیں اگر پھر بھی سانس نہ لے سکے تو اس کے سر اور سینہ پر

سرد پانی کے چھینٹے دیئے جائیں۔ اگر خدانخواستہ یہ طریقہ بھی ناکام ثابت ہو تو پھر مصنوعی تنفس کی کوشش کی جائے اس کا طریقہ یہ ہے کہ بچے کے دونوں نتھنوں کو بند کر کے اس کے منہ میں زور سے پھونکیں اور پھر سینہ کو آہستہ سے دبا کر پھیپھڑوں سے ہوا خارج کر دیں اور اس وقت اس حرکت کو کئے جائیں جب تک کہ بچہ خود سانس نہ لینے لگے یا جب تک بچہ کی زندگی کی کچھ بھی امید باقی ہے جس طرح تنفس کا خیال ضروری ہے اسی طرح نال کاٹنے کا بھی خیال رکھنے کی ضرورت ہے نال ہمیشہ بچہ کی ناف سے دو اینچ چھوڑ کر کاٹی جائے۔

وضع حمل بے سروسامانی کی حالت میں

اگر کبھی ایسا اتفاق ہو کہ وضع حمل کے وقت شوہر بالکل تنہا ہو تو اسے قطعاً نہ گھبرانا چاہیئے ورنہ اس کی شریک زندگی کی جان خطرے میں پڑ جائے گی۔ اس کو تین باتوں کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے اول یہ کہ بچے کی گردن میں آنول نہ پھنس جائے اگر ایسی صورت ہو تو آہستگی سے آنول علیحدہ کر دینا چاہیئے۔ ورنہ بچہ دم گھٹ کر مر جائے گا دوسرے یہ کہ بچہ کی پیدائش کے بعد یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ پیٹ کے اندر کوئی آلائش باقی نہ رہے تیسرے یہ کہ زچہ کو پینے کے لئے کوئی زیادہ گرم یا سرد چیز نہ دی جائے اور اس کے جسم کو جہاں تک ممکن ہو خوب گرم رکھنے کی ضرورت ہے اس نازک وقت میں اگر ذرا بھی بے احتیاطی سے کام لیا گیا تو آگے چل کر سخت تکالیف رونما ہو جاتی ہیں۔

وضع حمل کے بعد شوہر کے فرائض

نوجوان شوہر کے دل میں اگر بیوی کی محبت ہے تو اسے خیال رکھنا چاہیئے کہ بیوی کو زیادہ سے زیادہ آرام مل سکے۔ زچہ کو ہر وقت گھیر کر بیٹھنے کا طریقہ بے حد مضر ہے اسے تنہائی میں خوب آرام کا موقعہ دینا چاہئے ماہرین طب کے نزدیک

رحم کم از کم چھ ہفتوں میں اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے۔ لیکن اگر لڑکی پیدا ہوتی ہے تو رحم کی درستی میں بالعموم زیادہ مدت صرف ہو جاتی ہے بعض نازک عورتیں تو تین تین ماہ تک کامل طور پر صحت یاب نہیں ہوتیں اس دوران میں زن و شوہر کو مواصلت سے قطعاً پرہیز کرنا چاہیئے، اسلام نے ایام نفاس میں مواصلت کو ناجائز قرار دیا ہے یہ سمجھدار مرد کا فرض ہے کہ جب تک عورت کی تمام شکایتیں رفع نہ ہو جائیں وہ اپنی عام حالت پر نہ آجائے اپنی نفسانی خواہشات کو قابو میں رکھے اگر ایسی حالت میں مواصلت کی لذت کی طرف رُخ کیا گیا تو عورت ہمیشہ کے لئے بیکار ہو جائے گی جو مرد اس زمانہ میں بھی ضبطِ نفس سے کام نہیں لے سکتے ان کا وجود انسانیت کی پیشانی پر ایک بدنما داغ ہے۔

نئے مہمان کی غذا

بچے کے لئے غذا کا مسئلہ بھی نہایت نازک ہے اس میں بھی کافی احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ جس طرح غذا تندرستی پر اثر ڈالتی ہے اسی طرح اخلاق و عادات پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے بچے کے لئے بہترین غذا اس کی ماں کا دودھ ہے جب تک کوئی مجبوری نہ ہو اس وقت تک نہ تو بچے کو کسی اُنا کے حوالے کرنا چاہئے اور نہ اوپر کا دودھ پلانے کی ضرورت ہے بعض خوش حال گھرانوں کی عورتیں پرورش کے فرائض سے بچنے کے لئے اناکو دودھ پلانے کے لئے ملازم رکھ لیتی ہیں یہ طریقہ صرف غلط ہی نہیں بلکہ خطرناک بھی ہے کیونکہ شریف اور اچھے خاندان کی انا کا ملنا تو قریب قریب ناممکن ہے عام طور پر جو انائیں دستیاب ہوتی ہیں وہ ادنےٰ طبقہ سے تعلق رکھتی ہیں اور اس لئے ان کی اخلاقی حالت بھی بہت پست اور ذلیل ہوتی ہے بچے کے اخلاق و عادات پر دودھ کا اثر ضرور پڑتا ہے۔

اس لئے وہ بچے جو ذلیل اناؤں کا دودھ پیتے ہیں وہ درحقیقت دودھ نہیں پی رہے ہیں بلکہ رذالت کے جراثیم اپنے خون میں شامل کر رہے ہیں اس کے علاوہ اگر انا کسی

شرمناک یا متعدّی مرض میں مبتلا ہو تو پھر بچہ کی زندگی کا خدا ہی حافظ ہے۔

خوشحال گھرانوں کے مقابلہ میں غریب گھرانوں کے بچے زیادہ تندرست ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے والدین سادہ غذا کھاتے ہیں محنت و مشقت کرتے ہیں اور اپنے بچوں کو اپنے ہی دودھ سے پرورش کرتے ہیں بعض اوقات ضرورت سے زیادہ احتیاط اور پرہیز بھی بچوں کے لئے مضر ہوتا ہے۔ ہر چیز میں اعتدال اور قانون فطرت کی پابندی ضروری ہے۔

شوہر اور پرورش اولاد

اولاد کی پرورش صرف ماں ہی پر فرض نہیں ہے باپ کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنی شریک زندگی کا ہاتھ بٹائے جس طرح زوجین ازدواجی زندگی میں برابر کے شریک ہوتے ہیں اسی طرح انہیں اولاد سے بھی یکساں محبت کرنی چاہئے بعض باپ اپنے بچوں سے اس طرح اظہار بیزاری کرتے ہیں جیسے ان کی بیویوں کو یہ بچے کہیں راستہ میں پڑے ہوئے مل گئے ہوں شوہروں کو بیویوں سے ازدواجی تعلق قائم کرنے وقت یہ سوچ لینا چاہئے کہ ان پر بھی اولاد کی پرورش کی ذمہ داریاں اتنی ہی ہیں جتنی کہ ماں پر اور جو شوہر ان ذمہ داریوں سے اجتناب کرتے ہیں ان کو شوہر بننے ہی کا کوئی حق حاصل نہیں۔

شکم مادر میں بچہ کی تربیت

شکم مادر میں بچہ کی تربیت کا عنوان اگرچہ بڑا عجیب معلوم ہوتا ہے لیکن
حقیقت یہی ہے کہ بچہ کی تربیت کی ابتدا شکم مادر ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔ اگر ماں
کے خیالات پاکیزہ اور بلند ہوتے ہیں اور اس کے گھر کا ماحول صاف اور ستھرا اور خوشگوار
ہوتا ہے تو بچہ بھی اچھا دل و دماغ لے کر دنیا میں آتا ہے۔ لیکن اگر ماں کے خیالات
پست اور اس کے گھر کا ماحول گندہ ہوتا ہے تو یہی خصوصیات بچہ میں پیدا ہو جاتی ہیں
عام طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جب بچہ شکم مادر میں ایک قطرہ کی شکل میں
ہوتا ہے تو زوجین اسے بے حقیقت سمجھتے ہوئے اس کی جانب کوئی توجہ نہیں کرتے
حالانکہ بچہ میں تربیت حاصل کرنے کی صلاحیت اسی روز سے شروع ہو جاتی ہے
جب وہ نطفہ کی شکل میں پہلی مرتبہ ماں کے شکم میں قرار پاتا ہے یہ درست ہے کہ اس قطرہ
میں خاندانی اثرات ضرور پوشیدہ ہوتے ہیں لیکن اگر ایام حمل میں والدین انتہائی
احتیاط سے کام لیں اور اپنے جذبات پر قابو رکھیں تو قدیم موروثی عیوب زیادہ
اثر انداز نہیں ہوتے اور گلشن ہستی کا نونہال بالعموم نیک اور سلیم الطبع پیدا ہو سکتا
ہے اسلئے زمانہ حمل میں والدین کو اپنے خیالات بلند رکھنے چاہئیں اور انہیں ان برائیوں
سے پرہیز کرنا چاہیئے جو اخلاق و مذہب کے دامن پر بدنما داغ سمجھی جاتی ہیں۔
اس زمانہ میں جیسے اور جو کچھ بھی والدین کے خیالات ہوں گے۔ بچہ اسی رنگ میں رنگ جائے
گا ایک فلاسفر سے پوچھا گیا کہ بچہ کی تربیت کا زمانہ کیا ہے اس نے جواب دیا۔

بچہ کی پیدائش سے بیس سال پیشتر

یہ جواب انتہائی دانشمندی پر مبنی ہے اگر انسان یہ چاہتا ہے کہ اس کی آئندہ

آئندہ نسلیں ملک و قوم کے سامنے بہترین نمونہ پیش کر سکیں تو اس کو شروع ہی سے اپنے خیالات کی اصلاح کرنی چاہئیے۔

رحم میں بچہ پر والدین کا اثر

شکم مادر میں معصوم نونہالوں پر والدین کی مختلف حالتوں کا کافی اثر پڑتا ہے خصوصاً مواصلت اور حمل کے اثرات سے بچہ بے حد متاثر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ مواصلت کے وقت والدین کی جسمانی اور دماغی حالت اور ایام حمل میں ماں کے تاثرات بچہ کو اپنے رنگ میں رنگ دیتے ہیں۔

مواصلت کے وقت والدین کے مزاج کی جو کیفیت ہوتی ہے وہی کیفیت پیدائش کے بعد بچہ کے مزاج کی ہوتی ہے مثلاً اگر اس وقت والدین خوف کی حالت میں ہوں تو بچہ یقینی طور پر بزدل ہوگا۔ لہٰذا والدین کو مواصلت کے لئے ہمیشہ ایسا وقت اختیار کرنا چاہئیے جب انہیں کسی قسم کی فکر و تشویش وحشت یا اندیشہ نہ ہو۔

رحم کے اندر بچہ اپنی ماں کے خیالات سے بہت زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ یہ بات عام طور پر پائی گئی ہے کہ اگر ماں دوران حمل میں غم و الم کا شکار بنی رہی تو بچہ پر اس کا کافی اثر پڑتا ہے اس سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں بچہ کی زندگی شکم مادر میں ماں کی زندگی سے کس قدر وابستہ ہے۔

جن لوگوں کو کبوتر یا دوسرے پرند پالنے کا شوق ہے وہ مختلف پرندوں کے نیچے انڈے رکھ کر حسب مرضی بچے نکلواتے ہیں چنانچہ انڈے کے اندر کا بچہ سینے والے پرند کے اثرات قبول کر لیتا ہے اسی طرح ایک ہوشیار باغبان صرف ایک گلاب کے درخت سے مختلف اقسام کے گلاب پیدا کر سکتا ہے بالکل یہی حالت انسانی زندگی کی ہے جو شخص یہ سمجھ جائے کہ بچہ کی رگ رگ میں والدین کے خیالات اور محسوسات سرایت کر جاتے ہیں اور یہ سمجھ کر کہ وہ بچہ حسب مرضی پیدا کرنا چاہئے تو صرف خیالات کی مدد سے حسب مرضی

اولاد پیدا کرنے میں یقینی طور پر کامیاب ہو سکتا ہے۔

قابل لوگوں کی نا قابل اولاد

اکثر اوقات قابل لوگوں کی اولاد نا قابل ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب یہ قابل لوگ گھر میں گھستے ہیں تو محنت کی زیادتی کی وجہ سے ان کے دماغ تھکے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے ان کے بچوں کے حصوں میں ان کی قابلیت بہت کم آتی ہے اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان نامور لوگوں میں کوئی نہ کوئی اخلاقی کمزوری مثلاً شراب نوشی یا کثرت جماع ہوتی ہے اس سے بھی متاثر ہو کر ان کی اولاد خراب ہو جاتی ہے اگر والدین میں سے ایک اعلےٰ چال چلن رکھتا ہو اور نجیب الطرفین ہو لیکن دوسرے میں کوئی عیب ہو ایسی حالت میں بھی اولاد پر بُرا اثر پڑتا ہے اور اگر والدین میں سے کسی میں بھی کوئی خرابی نہ ہو لیکن زمانہ حمل میں خرابیاں پیدا ہو جائیں۔ اولاد ناکارہ پیدا ہوگی، زوجین کو چاہیئے کہ وہ اولاد پیدا کرنے میں انتہائی احتیاط سے کام لیں اور ملک کے لئے مفید اور کارآمد ہستیوں میں اضافہ کریں کیونکہ ملک کو چلتے پھرتے جانوروں کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اعلےٰ دماغوں کی ضرورت ہے۔

زوجین کے خیالات کا اثر

بچے کی عقل دماغ اور تندرستی کا دارومدار والدین کے خیالات پر ہے اگر والدین کے خیالات اچھے نہیں ہیں تو اولاد کے خیالات بھی ہمیشہ پست ہوں گے دنیا میں جتنے بڑے شاعر فاتح اور انشا پرداز ہوئے ہیں یہ سب وہ ہیں جن کو قصداً یا اتفاقی طور پر زمانہ حمل ہی سے عمدہ تربیت ملنی شروع ہو گئی تھی۔

کہا جاتا ہے کہ اسکاٹ لینڈ کے مشہور شاعر رابرٹ برنس کی ماں نہایت خوش مزاج اور پرانے گیتوں کی بہت شوقین تھی خانہ داری کے فرائض جب وہ انجام دیا کرتی تھیں تو گاتی بھی جاتی تھی۔ چنانچہ بچہ پر اس کا اثر پڑا اور ایک دن وہ نامور

شاعر بن گیا۔

یورپ کے مشہور فاتح نپولین کے متعلق مشہور ہے کہ جب وہ شکم مادر میں تھا تو اس کی ماں اپنے شوہر کے ساتھ نہینوں میدان جنگ میں ہی وہ تمام امور جنگ میں انتہائی انہماک کے ساتھ حصہ لیا کرتی تھی اسی وجہ سے اس کا بچہ دنیا میں ایک ایسا بہادر سپاہی بن کر آیا جس نے تمام دنیا کو لرزہ براندام کر دیا۔

ایک نہایت دلچسپ واقعہ مشہور ہے کہ ایک حاملہ عورت نے خرچ سے مجبور ہو کر اپنے شوہر کی جیب سے چند روپے چرا لئے اس کا بچہ جب پیدا ہوا تو وہ چھوٹی عمر سے گھر والوں کی مختلف چیزیں چرا لیا کرتا تھا اور آخر ایک روز وہ پورا چور بن گیا۔

ملیکسیجن ایک نہایت نامور اور زبردست مصور ہوا ہے اسے بچپن ہی سے تصاویر بنانے کا شوق تھا اور وہ نہایت کم عمری میں بہتر سے بہتر تصاویر تیار کرنے لگا اور آخر کار ایک روز اسے دنیا کے مشہور مصوروں کی صف میں جگہ دی گئی اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کی ماں کو تصاویر کا بے حد شوق تھا اور جب یہ مصور شکم مادر میں تھا تو اس کی ماں گھنٹوں خوبصورت تصاویر دیکھا کرتی تھی۔

ایک حاملہ عورت دن رات کتابیں پڑھا کرتی تھی جب اس کے لڑکی پیدا ہوئی تو وہ کھلونوں کی بجائے ہمیشہ کتابوں سے کھیلا کرتی تھی اور جب وہ ذرا بڑی ہوئی تو اس کا علمی شوق بڑھنا شروع ہوا اور آخر ایک روز اس نے انتہائی قابلیت حاصل کر لی

ایک مغربی مصنف لکھتا ہے کہ ایک حاملہ عورت سڑک پر چلی جا رہی تھی راستہ میں اس کو چند سہیلیاں ملیں اور اس کی جانب انگلیاں اٹھا کر کہنے لگیں :- "ذرا پیٹ تو دیکھو تم کو شرم نہیں آتی۔ حاملہ عورت کو یہ حرکت بہت ہی ناگوار معلوم ہوئی اور وہ اس سے اتنی متاثر ہوئی کہ گھر آ کر خوب روئی مصنف کا بیان ہے کہ میں نے اس عورت کے بچے کو چھ برس کی عمر میں دیکھا تو اس کی یہ حالت تھی کہ جب کوئی شخص اس کو انگلی دکھاتا تو وہ بے تحاشا رونے

لگتا۔

ایک مغربی ڈاکٹر ایک عورت کا واقعہ لکھتا ہے کہ ایک عورت روٹیاں فروخت کیا کرتی تھی اس کی دوکان پر ایک لڑکا جس کی چھ انگلیاں تھیں روٹیاں خریدنے کے لئے آیا کرتا تھا وہ عورت اس لڑکے کی انگلیوں کا اکثر خیال کرتی تھی چنانچہ جب اس کے بچہ پیدا ہوا تو اس کے بھی چھ انگلیاں تھیں۔

ایام حمل میں برے خیالات کا نتیجہ

ایام حمل میں برے خیالات سے بچے کو بچانا چاہیئے اگر اس زمانہ میں کوئی عورت کسی خاص واقعہ سے بہت زیادہ متاثر ہو جائے لیکن وہ بچہ کو اس اثر سے بچانا چاہے تو اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ یا تو وہ اس خیال کو بالکل دل سے نکال کر پھینک دے یا اگر یہ ناممکن ہو تو تنہائی میں لیٹ کر برابر سوچا کرے کہ میرے بچہ پر اس بات کا اثر نہیں پڑ سکتا اگر ماں دوران حمل میں اچھی چیز کی تمنا کرے گی تو بچہ پر اس کا نہایت اچھا اثر پڑے گا اور اگر وہ کسی بری یا خلاف مذہب چیز کی طرف رغبت کرے گی تو اس کا بچہ بھی متاثر ہو گا برے خیالات کے اثر کے سلسلہ میں ایک یہودن عورت کا واقعہ نہایت عبرت انگیز ہے یہ یہودن حاملہ تھی زمانہ حمل میں اسے سور کے بھنے ہوئے گوشت کی بو اچھی معلوم ہوئی لیکن یہودیوں کے ہاں بھی اہل اسلام کی طرح سور کھانا حرام ہے اس لئے وہ عورت شریعت کی قید کو توڑنے کی جرأت نہ کر سکی جب اس بچہ پیدا ہوا تو وہ قطعاً دودھ نہیں پیتا تھا اور روتا تھا تمام گھر پریشان ہو گیا عرصہ کے بعد بچہ کی ماں کو اپنا واقعہ یاد آیا اور شوہر سے اس واقعہ کا ذکر کیا شوہر نے بطور آزمائش سور کے گوشت کی بوٹی بچے کے منہ سے لگادی بچے نے چند سکنڈ اس کو چوسا اور پھر عام طریقہ پر دودھ پینے لگا۔ باوجودیکہ

سور کھانا یہودیوں میں حرام ہے۔ لیکن بچہ بڑا ہو کر شوق سے سور کھایا کرتا تھا۔

اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر ماں کی کوئی خواہش زمانۂ حمل میں پوری نہ ہو تو پیدائش کے وقت بچہ بھی اسے اپنے سینہ کے اندر لئے ہوئے پیدا ہوتا ہے والدین کی خواہشات اور خیالات سے بچہ کا متاثر ہونا بالکل لازمی ہے انسان خواہ کتنا ہی دولتمند ہو یا صاحب فہم ہو وہ اس فطری چیز سے بچے کو کبھی محفوظ نہیں رکھ سکتا۔

بدصورت اور خوبصورت اولاد

بعض نوعمر والدین کے اگر بدصورت اولاد پیدا ہوتی ہے تو ان کو اس کا بے حد ملال ہوتا ہے اور وہ ان بے گناہوں کو اس قدر حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جیسے بدصورت ہونا ان بچوں ہی کا قصور ہو اول تو بدصورت بچے کو حقارت سے دیکھنا منشائے الٰہی کی توہین ہے دوسرے بچے کو حقارت کی نگاہ سے جب دیکھا جاتا ہے تو اس کی تربیت میں بھی خامیاں رہ جاتی ہیں کیونکہ اس سے والدین کو کوئی خاص قلبی لگاؤ نہیں ہوتا اور اس طرح وہ ایک ایسے بچے کی زندگی کو برباد کر دیتے ہیں جس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اپنے وقت کا اورنگ زیب ہو یا سعدی، اگر خدانخواستہ بد صورت اولاد پیدا ہو تو اسے حقارت سے نہ دیکھنا چاہیئے بلکہ اس بدصورتی کو حسن سیرت کے لباس سے خوش نما بنانے کی ضرورت ہے پیدائش کے وقت اگر بچے کے جسم پر کوئی بدنما داغ ہو تو اس کا خیال نہ کرنا چاہیئے ایسے داغ عام طور پر خود بخود بہت جلد دور ہو جاتے ہیں اسی طرح بعض شوہر لڑکی کی پیدائش کو بھی گری ہوئی نگاہ سے دیکھتے ہیں اسلام میں عورت اور مرد کو مساوات کا درجہ حاصل ہے اس لئے جو شوہر لڑکیوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ اسلامی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہیں لڑکیوں کو لڑکوں کے مقابلہ میں حقیر سمجھنا انتہائی طور پر افسوسناک اور رنج دہ ہے

لڑکی یا لڑکے کی تمنا

ایام حمل میں جو مائیں اس فکر میں گرفتار رہتی ہیں کہ ہمارے لڑکا ہوگا یا لڑکی وہ بچے کو سخت نقصان پہنچاتی ہیں اس خیال کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر رحم مادر میں لڑکا ہے اور ماں چاہتی ہے کہ میرے ہاں لڑکی پیدا ہو یا لڑکی سے زیادہ رغبت ہے تو اس کے خیال سے لڑکا لڑکی تو نہیں بنتا لیکن اس لڑکے میں لڑکیوں کے

سے زنانہ انداز پیدا ہو جاتے ہیں، اسی طرح اگر رحم مادر میں لڑکی کا نقش تیار ہو رہا ہے اور
ماں کو یہ تمنا ہے کہ لڑکا پیدا ہو یا لڑکوں سے اس کی طبیعت کو زیادہ لگاؤ ہے تو پیدا لڑکی
ہی ہوتی ہے لیکن اس خیال سے لڑکی کی لطافت اور خوب صورتی برباد ہو جاتی ہے اور اس کے
چہرہ پر لڑکوں کا سا روکھاپن پیدا ہو جاتا ہے، اس لئے ماں کو چاہیئے کہ وہ قدرت پر اس
فیصلہ کو چھوڑ دے اور کبھی اس قسم کے فضول خیالات میں نہ مبتلا ہو۔

لڑکا یا لڑکی ہونیکے اسباب

رحم کے عجائب خانہ میں لڑکی یا لڑکے کی شکل کیونکر
اختیار پاتی ہے اس معاملہ میں جس قدر باتیں اب
تک معلوم ہو سکی ہیں وہ ایک دوسرے سے اس قدر مختلف ہیں کہ ان پر اعتماد کرنا مشکل ہو گیا ہے
بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حمل قرار پاتے وقت چاند کے مختلف اثرات رحم میں لڑکے یا لڑکی
کا مجسمہ تیار کرتے ہیں یعنی اگر ماہ قمری کی مخصوص تاریخوں میں مواصلت کی جائے تو نتیجہ حمل
لڑکے کی صورت میں ظاہر ہوگا اسی طرح بعض تاریخوں میں مواصلت کرنے سے ہمیشہ لڑکی پیدا
ہوتی ہے اکثر اصحاب کی رائے ہے کہ رحم میں جنسی تفریق موسم کے تغیرات کی وجہ سے بھی ہوتی
ہے۔ ایک مقبول عام سبب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایام حمل میں لڑکا یا لڑکی بننے پر
خوراک کا اثر پڑتا ہے اس کے ثبوت میں یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ خوش حال گھروں میں
ہمیشہ لڑکیاں زیادہ پیدا ہوتی ہیں اور غریب گھروں میں زیادہ تر لڑکے پیدا ہوتے ہیں۔
بعض لوگوں کے نزدیک اگر مرد بائیں خصیئے کو باندھ لے اور پھر عورت سے مواصلت کرے
اور اسی طرح عورت کا بیضہ بھی بیضہ سے نکلے تو لڑکے پیدا ہوں گے اور اگر بائیں
حصہ جسم سے کام لیا جائے تو لڑکیاں عالم وجود میں آئیں گی لیکن یہ دلیل بھی قابل
اعتماد نہیں کیونکہ اکثر آپریشنوں میں جن عورتوں کا دایاں یا بایاں بیضہ کاٹ دیا گیا
ان کے لڑکے بھی پیدا ہوئے اور لڑکیاں بھی اسی طرح جن مردوں کا ایک خصیہ کسی وجہ سے
نکال دیا گیا ان کے ہاں بھی دونوں قسم کی اولادیں پیدا ہوئیں بعض لوگوں کے نزدیک

عورت ایک مہینے لڑکی کا اور ایک مہینہ لڑکے کا بیضہ دیتی ہے اگر یہ مہینہ لڑکے کا ہے یا لڑکی کا تو انسان حسبِ مرضی اولاد پیدا کر سکتا ہے بعض لوگوں کا بیان ہے کہ اگر باپ زیادہ طاقتور رہو تو لڑکا پیدا ہو گا اور اگر ماں زیادہ طاقتور رہو تو لڑکی ۔ اس تمام بحث میں ماہرین طب کی یہ رائے ہے کہ ایام حیض کے ختم ہونے کے دو دن سے چھ دن بعد تک اگر حمل قرار پائے تو لڑکی پیدا ہو گی اور اگر حیض ختم ہونے کے چھ دن بعد سے بارہ دن تک مسعود صحبت کی جائے تو لڑکا پیدا ہو گا بہر حال یہ موضوع یہ ایک راز سربستہ ہے اور اسے ابھی تک کوئی حل نہیں کر سکا ہے اس لئے نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ اولاد کی پیدائش کو قدرت کے فیصلے پر چھوڑ دیں اسے اختیار ہے کہ خواہ وہ آغوش کو اولادِ نرینہ سے زینت دے یا آغوشِ محبت میں لڑکی کو لا کر ڈال دے ۔

چوتھا باب

بچوں کی تربیت اور نگہداشت

ازدواجی گلشن کا نونہال عالم وجود میں آکر ازدواجی زندگی کو سچی مسرتیں بخشتا ہے اس نئے آنے والے ننھے سے مہمان کی طرف جب ماں کی نگاہیں اٹھتی ہیں تو اس کے سینہ میں محبت کا ایک دریا لہریں مارنے لگتا ہے اور جب باپ کی نگاہ اس جگر پارے پر پڑتی ہے تو اس کی رگ رگ میں انبساط کی برقی رو اپنا کام کرنے لگتی ہے۔ جب قدرت زوجین کو یہ نعمت عطا کرتی ہے تو وہ اپنی زندگی کو قدرت کے دئے ہوئے اس کھلونے سے کھیل کر گذارتے ہیں بچہ کا تبسم ماں کیلئے راحت کا پیام لیکر آتا ہے اور بچہ کی تتلاتی ہوئی زبان کا تکلم باپ کے دل کو محبت پدری سے لبریز کر دیتا ہے لیکن والدین کی سچی مسرت بچہ کو دیکھ کر خوش ہو لینا نہیں بلکہ بچہ کو حقیقی مسرت اور شادمانی کا ذریعہ بنانا ہے اس کے لئے والدین کو بچہ کی خوراک کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔ پوشاک کی احتیاط کی ضرورت ہے اور سب سے زیادہ اس کی تربیت کی ضرورت ہے۔

معصوم بچوں کی تربیت

اس میں کوئی شک نہیں کہ بچہ کی فطرت آغوش رحم میں بنتی ہے لیکن اس کے باوجود بھی اس کی تربیت کی ضرورت ہے جو بچے پیدائشی شریر یا درشت ہوں ان کی اصلاح بھی تربیت سے ممکن ہے سعدی صاحب فرماتے ہیں

چوب تر را چناں کہ خواہی پیچ — نشود خشک جز بآتش راست

بچے بھی نرم لکڑی کی طرح ہوتے ہیں ان کو جس طرف بھی جھکایا جائے وہ جھک سکتے ہیں لیکن جب لکڑی سخت ہو جاتی ہے تو پھر اس کو جھکانا ناممکن ہے بچہ اگر پیدائشی طور پر نیک دل سلیم الطبع ہی کیوں نہ ہو لیکن تربیت نطفہ کی وجہ سے خوبی بڑھا جاتی ہے اس لئے بچہ کی

زندگی کو بہتر بنانے میں تربیت کو بہت زیادہ دخل ہے۔ کسی سمجھدار باپ کو اس سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔

بعض ناسمجھ والدین یہ سمجھتے ہیں کہ بچوں کی تربیت کا زمانہ تین چار سال کی عمر کے بعد سے شروع ہوتا ہے لیکن یہ خیال غلط ہے۔ بچے کی باطنی تربیت کا زمانہ تو اسی وقت سے شروع ہو جاتا ہے جبکہ وہ شکم مادر ہی میں ہوتا ہے۔ لیکن ظاہری تربیت کا زمانہ بھی اس کی پیدائش کے فوراً بعد ہی شروع ہو جاتا ہے اگرچہ بچہ کو ابتدائی دو سال کے اندر آزاد چھوڑ دیا گیا اور اسے کسی قسم کی تربیت نہ دی گئی تو اس کے یہ معنی ہیں کہ بچے کی عمر کے دو سال والدین نے برباد کر دیے اور اسے دانستہ طور پر بگاڑ دیا۔

بچپن میں باقاعدگی کا سبق بچہ کو کس وقت دودھ پلایا جائے کتنی دیر سونے دیا جائے جب روئے تو اسکو گود میں لے کر ٹہلایا جائے یا پالنے میں جھلایا جائے۔ یہ تمام باتیں ابتداہی سے نہایت اہم ہیں اگر ابتداہی سے باقاعدگی برتی گئی تو بچہ کے مزاج میں شروع ہی سے باقاعدگی پیدا ہو جائے گی بعض اوقات پیدائش کے پہلے ہی ہفتہ کی لاپروائی بچوں کو بگاڑ دیتی ہے اور پیدائش کے ابتدائی ہفتوں کی لاپروائی کا نتیجہ اون کو تمام عمر برداشت کرنا پڑتا ہے جو مائیں اول ہی روز سے بے قاعدگی کو کام میں لاتی ہیں وہ معصوم بچوں کو بیقاعدگی کی تعلیم دیتی ہیں۔

اخلاقی اور متعدی امراض والدین کو اس کا بھی خیال رکھنے کی ضرورت ہے کہ ہر آنے جانیوالے بچے کو گود میں نہ لیں اور اسے پیار نہ کریں کیونکہ اگر ان میں سے کسی میں بد عادات اور بُری خصلتیں ہیں تو اس کا اثر بچہ پر پڑتا ہے اسکے علاوہ اگر پیار کرنیوالا کسی متعدی مرض میں گرفتار ہے تو بچہ بھی اسی مرض کا شکار ہو جاتا ہے۔ کھلونوں کے معاملہ میں بھی ہمیشہ انتخاب کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ کھلونے بچوں کی تعلیم کا کام کرتے ہیں اگر کھلونے کا انتخاب اچھا ہو گا تو بچہ ان سے اچھا سبق حاصل کر سکے گا۔ بچوں کے کھیل میں ماں کو بھی حصہ لینا چاہیے اسے بھی بچوں کے ساتھ بچہ بنجانے کی

ضرورت ہے کیونکہ قدرتی طور پر بچہ کو کھلونوں سے زیادہ ماں کی موجودگی عزیز ہوتی ہے بعض مائیں اپنے بچوں کو اناؤں اور کھلائیوں کے حوالے کر دیتی ہیں لیکن یہ خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ دنیا میں کوئی عورت ماں کا نعم البدل نہیں بن سکتی۔

ملازمین اور کمسن بچے | جن گھروں میں ملازمین ہوں وہاں والدین کو اپنے بچوں کی نگہداشت کی خاص طور پر ضرورت ہے عام طور پر ملازمین ادنی طبقے کے ہوتے ہیں ان کا طرز زندگی اکثر اوقات ذلیل ہی نہیں ہوتا بلکہ شرمناک بھی ہوتا ہے۔

ننھے بچے ان کی صحبت میں رہ کر بہت جلد ان کی شرمناک حرکات اختیار کر لیتے ہیں۔ ان معصوم بچوں میں کمینہ خصلتیں رونما ہونے لگتی ہیں وہ طرح طرح کی بازاری گالیاں سیکھ جاتے ہیں ماں کو چاہیئے کہ وہ بچوں کو ملازمین کے نزدیک نہ جانے دے اور بچہ کی طرف سے ایک لمحہ کیلئے بھی غافل نہ ہو۔

بچوں کو خوف دلانا | بچوں کو خاموش کرنے کے لئے ڈرانے کا جو طریقہ ہندوستان میں رائج ہے وہ بیحد مضر اور نقصان دہ ہے بعض عورتیں اپنے بچوں کو عجیب عجیب مختلف نام لیکر ڈرایا کرتی ہیں اس طرح بچوں کے دل کمزور ہو جاتے ہیں اور بزدلی ان کے خمیر میں پڑ جاتی ہے بچوں کو ہرگز کسی چیز سے نہ ڈرایا جائے جو عورتیں ایسا کرتی ہیں وہ ملک میں کم ہمتوں اور بزدلوں کی تعداد بڑھا رہی ہیں۔

کمسن بچوں کو سُلانا | بچوں کو سلانے کا طریقہ بھی ہندوستان میں بالکل غلط ہے وہ جب کوئی کام کرنا چاہتی ہیں تو بچے سے نجات حاصل کرنے کے لئے اسے وقت اور بیوقت سلا دیتی ہیں جس سے اس کی صحت پر بہت ہی ناگوار اثر پڑتا ہے اور اگر بچے نہیں سوتے تو اکثر مائیں انہیں جبراً سلانے کے لئے ڈانٹتی ڈپٹتی ہیں تاکہ وہ ڈر کر جلد سو جائیں یہ طریقہ نہایت افسوسناک و مضر ہے اس سے بچے کے نظام اعصابی پر برا اثر پڑتا ہے

بچوں کو جھوٹ بولنے کی ترغیب | بچوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے طریقے بھی اس قدر مختلف ہیں کہ ان میں ہزاروں عیب پوشیدہ ہیں بعض والدین یا بچوں کے بہن بھائی یا قریبی عزیز بچوں کو گود میں لینے یا پاس بلانے کی خاطر انہیں جھوٹ موٹ مٹھائی وغیرہ کا لالچ دیتے ہیں جب بچے ان کے اس لالچ سے قریب آ جاتے ہیں تو وہ دیکھتے ہیں کہ انہیں دھوکہ دیا گیا مٹھائی وٹھائی کچھ

بھی نہیں ہے اول تو اس طرح بچے کو لالچ کی تعلیم دی جاتی ہے اسکے علاوہ اسے جھوٹ بولنے کا سبق پڑھایا جاتا ہے۔ بچوں سے اس قسم کی باتیں ہرگز نہیں کرنی چاہئیں کیونکہ ان باتوں سے بچوں کو جھوٹ بولنے اور جھوٹے وعدے کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔

بچوں میں معلومات حاصل کرنیکا جذبہ ننھے بچوں میں معلومات حاصل کرنیکا جذبہ بےحد ہوتا ہے جونہی چیز ان کی نگاہ کے سامنے آتی ہے بچے اس کے متعلق والدین سے سوال کرتے ہیں بعض والدین کا قاعدہ ہے کہ وہ بچوں کے پے درپے سوالوں سے گھبرا کر ان کو ڈانٹ دیتے ہیں۔ اس سے سخت نقصان پہنچتا ہے اور بچہ کی دماغی ترقیاں رک جاتی ہیں اور وہ معلومات حاصل کرنے سے محروم ہو جاتا ہے بچوں کے ہر سوال کا نہایت صاف اور آسان الفاظ میں جواب دینا چاہئیے تاکہ وہ اچھی طرح سمجھ جائیں اور انہیں ہمیشہ صحیح معلومات دی جائے ٹالنے کی غرض سے الٹی سیدھی باتیں نہ بتائی جائیں کیونکہ یہ غلط باتیں انکے دماغ میں پیوست ہو جاتی ہیں بچہ کے ہر ایک سوال کا نہایت تشفی بخش جواب دینا چاہئیے اور ان کو بالکل سچی معلومات سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے جو والدین بچے کے اس جذبہ کا خیال رکھتے ہیں اور بچوں کے سوالات کا ان کی عقل کے مطابق سوچ سمجھ کر جواب دیتے ہیں ان کے بچے نہایت دانشمند اور ذہین ہو جاتے ہیں اور بڑے ہو کر علمی دنیا میں کافی شہرت اور عزت حاصل کرتے ہیں۔ لیکن جو والدین بچے کے اس جذبہ کو ٹھکرا دیتے ہیں ان بچوں کی دماغی قوتیں فنا ہو جاتی ہیں اور وہ دنیا میں کوئی ترقی نہیں کر سکتے۔

جب بچے کسی قدر ہوشیار ہو جائیں جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا ہے ازدواجی زندگی کے یہ نونہال عمر میں ترقی کرتے جاتے ہیں جب بچوں میں کسی قدر شعور آ جائے تو اسوقت ان کی نگرانی کی اور بھی زیادہ ضرورت ہوتی ہے والدین کو چاہئیے کہ جب بچے کسی قدر سمجھدار ہو جائیں تو ان کو پوشیدہ برائیوں کے سیکھنے سے بچائیں والدین تو اس خیال میں رہتے ہیں کہ ہمارا بچہ بالکل معصوم ہے لیکن انہیں یہ خبر نہیں ہوتی کہ "معصوم بچے" برے لڑکوں کی اور ملازمین کی صحبت میں بیٹھ کر چپکے چپکے

ایسی بہت سی باتیں سیکھ جاتا ہے جو اس کی عمر کے لائق نہیں ہوتیں بہت سے نادان بچے صرف والدین کی

بے پروائی سے شرمناک امراض تک میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور اسکے ذمہ دار والدین ہیں یہ قدرتی امر ہے کہ جس چیز کو جس قدر پوشیدہ رکھا جاتا ہے اسی قدر اس کے معلوم کرنیکا اشتیاق ہوتا ہے، والدین صنفی معلومات کو شرمناک سمجھ کر اور اپنی اولاد سے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اس کوشش کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سمجھدار اولاد کسی نہ کسی طرح اس قانون قدرت کو الٹا سیدھا سمجھ لیتی ہے اور چونکہ وہ اس کی بھلائی برائی سے ناواقف ہوتے ہیں اس لئے زندگی تباہ کر لیتے ہیں والدین کو چاہیئے کہ جب بچے پندرہ سولہ سال کی عمر میں پہنچ جائیں تو ان کو ضروری صنفی معلومات سے آگاہ کر دیا جائے اور ان کو اصول حفظان صحت کی تعلیم دی جائے تاکہ وہ عملی زندگی میں آنے سے پہلے اپنی زندگی کو برباد نہ کر ڈالیں۔

اولاد کی مناسب نگہداشت اولاد کی ہمیشہ نگرانی رکھنے کی ضرورت ہے اور ان کے احباب پر بھی نظر رکھنے کی ضرورت ہے اگر انہوں نے خراب احباب تلاش کئے ہیں تو اولاد کو ان سے بچایا جائے ان کے گھومنے پھرنے میں انکی گفتگو میں کوئی بات ایسی نہ ہونی چاہیئے جو ان کے اخلاق کو بگاڑنے والی ہو۔ ان کو اس قسم کی کتابوں سے بچایا جائے جو ان کے لئے مضر ہوں جذبات کو مشتعل کر دینے والے عاشقانہ ناولوں اور دوسری کتابوں سے ان کو بچانے کی ضرورت ہے اسی طرح اولاد کے تمام دلچسپی کے مشاغل کو بھی نظر انداز نہ کرنا چاہیئے، ہمارے خیال میں اگر باپ اولاد کے لئے بڑا بھائی بن جائے اور انہیں اپنے حد تک بے تکلف ہو جائے کہ وہ اپنے تمام حالات بیان کر دیا کریں تو بے حد مفید ہے بے تکلف ہو جانے کے یہ معنی نہیں کہ ان کو گستاخ اور بے ادب کر دیا جائے بلکہ ان کے ساتھ اس طرح پیش آیا جائے جس طرح بڑا بھائی چھوٹے بہن بھائی کیساتھ پیش آتا ہے اگر اولاد کو ساتھ رکھا جائے اور اسے قدم قدم پر اخلاقی تعلیم دی جائے تو بہت مفید ہے اگر کوئی شخص اپنی اولاد کا دوست بن جائے تو اس کی اولاد میں کوئی خامی نہیں پیدا ہو سکتی، اولاد کی اصلاح کے لئے نہایت اچھی اچھی کتابیں باپ کو تلاش کر کے دینی چاہئیں

اس کتاب کی ابتدا رشتہ محبت سے ہوئی تھی اور ازدواجی کشش کے نونہالوں پر اسے ہم نے ختم کر دیا ہے۔ خدا کرے کہ ملک کے نوجوان اس کتاب کی ہدایتوں پر عمل کر کے ازدواجی زندگی کی سچی مسرتیں حاصل کریں اگر ناظرین نے اس کتاب کی ہدایتوں کے مطابق شادی کو سچی مسرت سمجھا اور اولاد کی پرورش اور تربیت میں توجہ سے کام لیا تو ان کی زندگی ایک کامیاب زندگی ہو گی